هو القہار

۱۰۳

مترجمہ جناب مولانا امتیاز علی خان صاحب عرشی

سنہ ۱۹۵۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاریخ قدیم بابل و نینوا

واقعات قدیم کی نتائج سمجھنے کے واسطے اگر یہہ اندازہ کیا جائے کہ نہایت صریحی طور پر بالکل پیشین گوئیوں کے بموجب کوئی نہایت ہی آباد اور زرخیز اور وسیع شہر دنیا میں نہایت تہوڑے عرصہ میں برباد اور نیست و نابود ہوگیا ہے تو وہ توریت مقدس اور دیگر قدیمی تاریخوں اور مصرین بت پرستوں کی زبانی سلسلہ روایات کے موافق شہر بابل ہے۔

شہر بابل کی تعمیرات اور اسکی ابتدائی شان و شوکت

نینوا کی بربادی کے بعد دنیا میں اپنی وسعت اور لاثانی دولت مندی اور سرسبزی باشندوں کی کثرت کے لحاظ سے شہر بابل کی آبادی و تعمیر انسانی عقل اور محنت اور کاریگری کی ایک مکمل مثال تہی اسکی شہرپناہ کی دیواریں جو دنیا کی بڑی عجائبات میں سے شمار کی گئیں ہیں اپنی تعمیر اور مضبوطی اور بلندی سے اسبات کا نمونہ پیش کرتی تہیں کہ انسانی قوت اور صناعی کی نسبت فطرت کی ہنرمندی زیادہ تر اسمیں صرف ہوئی ہے کیونکہ اسکی بناوٹ کی طرز و وضع ہی کچہہ اس قسم کی تہی جسپر ایک سیاح کو فوراً یہہ خیال ہوسکتا تہا کہ اسکی تعمیر بالکل انسانی قوت اور کاریگری سے باہر ہے اور محض قدرتی صنعت کاری کا ایک نہایت حیرت انگیز مجموعہ ہے اس شہرپناہ کے متصل بیلس (بعل) کا بتخانہ تہا جسے بعض مورخین نمرود کی تصویر کہتے ہیں اور توریت کے بموجب وہ ایک خاص دیوتا اہل بابل کا تہا گویا تمام بابل میں یہ بت بزرگ اور نہایت محترم سمجہا جاتا تہا۔ کم و بیش اسکی وسعت در رقبہ ایک میل کے پہیلاؤ میں تہا اور سطح زمین سے اسکی بلندی ایک فرلانگ (میل کا آٹہواں حصہ) سے کم نہ تہی اسکی چاروں طرف نہایت مستحکم پلپایوں اور چبوتروں پر آہنی سامان کے پرزوں اور ٹکڑوں کو بچہا کر ایک ایسا منظر انسان کے پیش نظر کیا گیا تہا جسپر طرح طرح کے میوہ دار اور پہولدار درخت اور سبزہ اور لالہ و نافرمان اور عجیب و غریب بوٹے لگے ہوئے تہے دور سے یہ مصنوعی نباتاتی جنگل ایک معلق باغ معلوم ہوتا تہا اور [illegible]

اہل بابل نے اسکا نام بھی باغ معلق رکھا تھا۔

اسکے علاوہ دریائے فرات پر جو اس شہر کے وسط میں سے ہو کر گذرتا تھا پتھر کا ایک مضبوط بند شہر کی حفاظت کی غرض سے باندھا گیا تھا جسمیں سلطنت نے بیحد روپیہ صرف کیا تھا اور کچھ شک نہیں کہ بلحاظ اپنی عمدہ ساخت اور عجیب موقع پر واقع ہونے کے یہ بھی شہر کے ایک نہایت دلفریب منظروں میں سے تھا۔

اس شہر پناہ میں جسکا کسی قدر ذکر ہو چکا ہے ایک سو دروازے نہایت موٹے فولاد کے لگائے گئے تھے جنپر پیتل کے موٹے موٹے پتر چڑھے ہوئے تھے۔

اور شہر کے[1] قریب ہی دریائے فرات سے ایک بہت بڑی مصنوعی جھیل نکالکر شہر کے بعض حصوں کی طرف پھیلا دی گئی تھی یہ سب اسباب اور ذرائع ایسے تھے جو انسانی فنا پذیر ہستی کے زبردست اور قوی کاریگروں کو ایک عجیب نمونہ پیش کئے ہوئے تھے۔ اسکے علاوہ باشندگان شہر کی سرسبزی و متمول کی یہ حالت تھی کہ اپنی بربادی سے پہلے بابل نے زمانہ کو یہ ثابت کر دیا تھا کہ اس سے زیادہ دولتمند اور آباد اور مرفہ الحال شہر دنیا میں اور کوئی نہیں ہو سکتا ہے۔ اسکے حکمرانوں کی ذی اقتدار حکومت اور سلطنت بابل کے زمانہ کمال شباب میں اور اسکی بربادی سے ۱۰۰ برس پہلے تک جو مورخ اسطرف گذرے ہیں یعنے جو لوگ کیکاؤس اور اسکی جرار اور خونریز فوج کے داخلہ بابل سے قبل اس مقام کی سیاحت کر چکے ہیں انکا یہ خیال بطور پیشین گوئی اس شہر کی نسبت مشہور ہو گیا تھا کہ یہ شہر کبھی برباد اور کسی زبردست سے زبردست قوت سے بھی فتح نہ ہوگا۔ مگر انکا یہ خیال غلط تھا کیونکہ مختلف پشتوں اور متواتر نسلوں کے گذرنے اور زمانے کے قاعدہ کے بموجب بتدریج یہ نہایت ہی دلفریب شہر بھی نیست و نابود ہو گیا۔

اور آہستہ آہستہ اس شہر کو زوال نے اسقدر گھیرا کہ طرفۃ العین میں اسکی وہ ساری دولت و حشمت فنا ہو گئی اور سوائے سنسان اور عبرتناک ویرانے کے اب کچھ بھی وہاں نظر نہیں آتا ہے اللہ اکبر یا تو کسی زمانہ میں اس شہر کو بابل اعظم کہتے تھے اسکے چاروں طرف جاہ و جلال اور

---

[1] تاریخ پلینی وغیرہ اس شہر پناہ کے احاطہ کی نسبت مورخین قدیم میں اختلاف ہے۔ ہیرو ڈوٹس کی تحقیق میں بابل کی شہر پناہ کا دورہ ۴۸۰ فرلانگ کا تھا۔ پلینی اور سولینس مورخین کے نزدیک بحیثیت رومی میلوں کے حساب سے ۶۰ میل تھا۔ ایک اور مورخ قدیم اسٹرابو ۳۸۵ فرلانگ بتاتا ہے اور کسی کے نزدیک ان مورخین میں سے یہ احاطہ ۳۶۰ اسٹیڈیا سے لیکر ۳۶۵ اسٹیڈیا تک تھا اور بعض ۳۶۸ اسٹیڈیا تک بتاتے ہیں۔ میجر رنیل کے تحقیقات کے بموجب ایک اسٹیڈیا کی مقدار ۴۹۱ فیٹ سے بلند ہی انکی دیواروں کی ہیرو ڈوٹس مشہور یونانی مورخ کی تحقیق میں دو سو کیوبٹ یا تین سو فیٹ تک تھی اور چوڑائی ۵۰ کیوبٹ یا پچہتر فیٹ تک تھی۔ مگر ایک مورخ ڈکیرتی اس کے نزدیک انکی بلندی ۱۰۰ فیٹ اور چوڑائی ۳۲ فیٹ تھی ۱۲

حشمت و شوکت اور دولتمندی کا مینہ برس رہا تھا اور جب اسکا زوال شروع ہوا تو ایسی پائمالی ہوئی کہ اِس زمانہ میں جو مسافر اسطرف جاتے ہیں اور اسکے خرابوں اور کھنڈروں کو تلاش کرتے ہیں تو مشکل سے اُنکا نشان دستیاب ہوتا ہے۔

جسقدر پیشین گوئیاں شہر بابل اور اُسکے تمام ملک و سلطنت کی بربادی کی بابت توریت مقدس اور دیگر صحائف انبیا میں پائی جاتی ہیں گو اُنکے مضامین میں یہودیوں وغیرہ کی جہالت اور تعصب کے باعث بہت کچھ تحریف ہوگئی ہو تاہم وہ اپنی ابتدائی آبادی سے اسوقت تک مختلف صورتوں میں پوری ہوتی رہی ہیں۔ عظمت ملک بابل کی اگر کچھ برابری کر سکتی تھی تو سرزمین کالدیا کر سکتی تھی جو نہایت زرخیز اور حیرتناک دولت و حشمت رکھتی تھی اور جسکے باعث آغاز سنہ عیسوی تک خود بابل کی ناموری کا نشان قائم رہا ہے اور ایک زمانہ میں یہاں کی سلطنت کی ماتحت تمام مشرقی دنیا تھی گویا ایشیا کا کوئی قطعہ اسکی باجگزاری سے علیحدہ نہ تھا۔

بعض مؤرخین خود اِس ملک کو جسمیں شہر بابل آباد اور اُسکا دار السلطنت تھا کالدیا کہتے تھے الحال سلطنت بابل اور خاصکر یہ شہر ایک نہایت ہی خوش فضا اور عموماً سطح اور ہموار قطعہ ارض تھا جسے دریائے فرات اور دجلہ کے پانیوں نے نہایت سرسبز اور کان زر بنا دیا تھا اور بسبب بیحد پیداوار کے دولت و حشمت یہاں کے باشندوں سے قول ہار گئی تھی اِن دریاؤں کے علاوہ اور بھی بہت سے چشمے اور نہریں اور چھوٹی چھوٹی ندیاں تھیں جسمیں سے بعض فرات اور دجلہ سے نکالکر تمام ملک میں پھیلا دی گئی تھیں اور بذریعہ باقاعدہ کلوں کی آب رسانی کے تمام سطح سلطنت سرسبز اور شاداب و مرفہ حال تھا ان سب حالتوں کے دیکھنے اور انپر غور کرنیسے یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ اہل بابل اپنی ہنرمندی اور علم و دانش اور دنیاوی جاہ و حشم کے اور دولت پیدا کرنے میں کیسے کامل اور ہوشیار تھے اور اسمیں شک نہیں ہے کہ ایسی ہی حالت نے انکو اپنی صانع حقیقی کے خوف اور یاد بلکہ اسکی ہستی سے بھی بالکل منکر کر دیا تھا۔

ہیروڈوٹس یونانی مورخ لکھتا ہے کہ بابل کی زرخیزی اور تمول کی حالت جب تک کوئی شخص آنکھوں سے نہ دیکھ لے اسکو سنکر ایک حیرتناک افسانہ یقین کریگا اور اگرچہ سرزمین یونان بھی سرسبزی اور حاصل خیزی میں اپنا عدیل اور نظیر نہیں رکھتی ہے مگر اصل یہ ہے کہ مملکت بابل

کرنٹلس بت پرست مورخ کی تاریخ ۱۲ ہیروڈوٹس ہسٹری وغیرہ اسٹرابو کی تاریخ ۱۲ ریگرم ٹاٹس روز

فوریٹلم لاطینی تاریخ کی عبارت مولف پلینی ۱۲

کی سرسبزی اور زرریزی کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتی ہے۔"

بہرحال بابل کی ملکی حالت مذکورہ کے بعد سلطنت موصوف کے انتظامی اور اُسکے دیگر پہلوؤں پر لحاظ کرنا اور اُنکی تفصیل اِس موقع پر بلحاظ تاریخ نگاری ضروری ہے۔

سلطنت ایران نے جب **کالدیا** وغیرہ (بابل) کو فتح کیا ہے تو یہ تمام ملک گورنمنٹ ایران کا ماتحت ہو گیا تھا اور اُسکا ایک نہایت معین اور سرسبز جزو سلطنت سمجھا جاتا تھا علاوہ اُن گھوڑوں کی تعداد کی جو ملکی اور جنگی خدمات کی غرض سے سرزمین کالدیا سالانہ طور پر فراہم کرتی تھی بعض اوقات ضروری حالتوں میں اُسنے ستر ہزار گھوڑے گورنمنٹ ایران کی طلب پر ایکدم سے جوڑ کر دیئے ہیں اور علاوہ ایک معمولی اور واجب خراج کے جو ہر سال اِس صوبہ سے سلطنت ایران کو وصول ہوتا تھا ضرورت کیوقت گورنمنٹ موصوف اِس ملک سے اِسقدر آدمی جنگی کاموں کے واسطے بھرتی کر سکتی تھی کہ جو خاص ایران ایسی وسیع سلطنت کی کثیر آبادی سے کہ **ڈہلس پائنٹ** سے ہندوستان تک محیط تھی، فراہم کر سکتی تھی۔ ہیروڈوٹس لکھتا ہے کہ علاوہ شہر بابل کے اُسکے اطراف میں بھی تقریباً دس دس کوس کے فاصلہ پر اور بھی بڑے بڑے چار شہر آباد تھے کلدانی عظمت کا ثبوت صرف اِسی سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُسنے ابتدا میں بڑی بڑی فتوحات حاصل کی تہیں اور نمرود اور اُسکے خاندان کے لوگوں نے تمام ایشیا میں ایک تہلکہ مچا دیا تھا اور بخت نصر کے حملہ **بیت المقدس** اور اسیرئے یہودیان شام اُسکے ہاتھوں سے ہوئی تہی اور نہ اُسکی آخری تباہی اور بربادی سے کوئی اعلےٰ ثبوت اُسکی قوت اور کثرت دولت کا مل سکتا ہے بلکہ اگر ہم سلطنت اسیریا اور اُسکے بڑے بڑے شہروں کی نسبت جو یکے بعد دیگرے مختلف اوقات میں قائم ہوتے رہے ہیں تحقیقات اور غور کرینگے تو یہ امر بخوبی دریافت ہو جائیگا کہ بابل اعظم کی تباہی کے بعد اِن سلطنتوں نے کیسے کیسے وسیع شہر صرف اُسکی عمارتوں کو کھود کھود کر اُسکے مصالحہ سے آباد کیئے تھے نہایت نامور شہر سیلوشیا[1] جسکے کھنڈرات اب تک اطراف موصل وغیرہ میں موجود ہیں شہر بابل کی عظمت کی گواہی دے رہے ہیں۔ جو اُسکے کثیر مصالحہ کو توڑ کر اور مختلف سامان عمارت سے سیلوکس نیکیٹر بادشاہ سیریا نے جو اسکندر اعظم کا زبردست جانشین تھا دو سو ترانوے برس قبل سنہ عیسوی کے آباد کیا تھا پہلی صدی عیسوی میں اِس شہر کے باشندوں کی تعداد باوجود چند بار برباد ہونے کے چھ لاکھ سے زیادہ شمار کی گئی تہی جو خاص شہر بابل

---

[1] ترجمۂ مسٹر [illegible] لاطینی تاریخ کی عبارت مولفہ پلینی ۱۲

کی آبادی کا دسواں حصہ تھی بر حالت سیلوکس کے دورہ حکمرانی میں شہر مذکور کے لیئے قائم رہی تھی اور جب پارتھیا قوم میں سلطنت بابل اور شام منتقل ہوئی تو انہوں نے سیلوشیا کی بود و باش بوجہ خرابی آب و ہوا اور چند مصالحہ ملکی کے چھوڑ دینے ضرور سمجھی اور آخر اس حکمران خاندان نے جدا سکندر اعظم کے جانشینوں سے علیحدہ تھا اپنا دار السلطنت دریائے دجلہ کے محاذی ایک موضع میں منتقل کر دیا جسکا ٹیسیفن نام رکھا گیا تھا۔ شہر مذکور میں پارتھیا قوم کے بادشاہ بوجہ گرم قطعہ ملک پر واقع ہونے کے اکثر موسم سرما بسر کرتے تھے بہر حال شہر مذکور بھی بابل ہی کے مصالحہ سے بنایا گیا تھا اور پارتھیا انجنیروں اور معماروں کو اسکے خراب شدہ مصالحہ اور پتھروں وغیرہ سے جسقدر کافی اعانت ملی اُسکی اتنی مقدار تھی کہ انہوں نے بغیر کسی دوسری جگہ کے تلاش کیئے ایسا بڑا اور خوشنما شہر نہایت تھوڑے عرصہ میں آباد کر لیا اور ایک زمانہ میں وہ مقام جو صرف ایک گاؤں تھا اور جسکا نام بھی کوئی نہ جانتا تھا دنیا کے بہت بڑے قدیمی شہروں میں شامل ہو گیا اسکے علاوہ بابل کی بربادی کی بابت جو پیشین گوئیاں پوری ہو چکی تھیں اُنکی چھ صدی کے بعد پھر کلدانی قوم نے اور چند عظیم الشان شہر اسی سرزمین شہر بابل میں بسائے تھے جنمیں سے ارٹی میٹیا سب سے زیادہ آباد تھا اور اُسکی وسعت اِس زمانہ کے شہروں میں بہت بڑھی ہوئی تھی اور اسکے علاوہ تمام انکی متعلقہ آبادی یعنے جسقدر مواضع اور قصبے اُسکے تحت میں تھے اور قریب قریب آباد تھے وہ بھی صرف بابل ہی کے مصالحہ اور اُسکے کھنڈروں سے کھود کھود کر بنائے گئے تھے یہانتک کہ جس زمانہ میں جولین قیصر روم نے اِس ملک پر حملہ کیا تو بقول گبن مورخ کے یہ وسعت آبادی بلحاظ اپنی آبادی اور باشندوں کے ایک نہایت سرسبز اور دولت مند اور مرفہ حال ملک پایا گیا تھا مورخین قدیم لکھتے ہیں کہ زمانہ انبیاء بنی اسرائیل سے یا بابل کی تباہی کے بعد سے اسوقت تک اِس قطع ملک کی جاہ و حشمت اور دولت و عظمت کسی زمانہ میں اسقدر نہیں دریافت ہوتی ہے جیسی خسرو پرویز شہنشاہ ایران کے عہد میں تھی ایک مورخ لکھتا ہے کہ اِس بادشاہ کی بود و باش اور سکونت کی جگہ اکثر مقام آرٹی میٹیا یا دست غرد میں تھی جو دریائے دجلہ کے ساحل پر آباد تھے اور خاص دار السلطنت واسطے یعنے ٹیسیفن سے شمالی جانب ساٹھ میل کے فاصلہ پر واقع تھا اِسکے قرب و جوار کی چراگاہیں بقول گبن مورخ کے بیشمار مویشی اور بھیڑوں اور بکریوں اور مختلف قسم کے پالتو چرپایوں سے معمور تھیں اور تمام سبزہ زاروں اور باغوں میں چکور اور تیتر

سلہ ہیرودوٹس کی تاریخ لاطینی ۱۲ سلہ پلینی ۱۲ سلہ گبن کی تاریخ سلطنت روم ۱۲

اور طاؤس اور شتر مرغ اور کلنگ اڑتے پھرتے اور اپنا نشیمن رکھتے تھے۔ ۹۶۰ ہاتھی شاہ مذکور کی خدمت کے واسطے ہر وقت فیل خانہ میں موجود رہتے تھے اور ایوان شاہی کے سامنے چھ ہزار سپاہی جرار کمربستہ ہر وقت موجود رہتے تھے ان کے علاوہ بارہ ہزار غلام حبشی اور ترکی خطائی تمام مکانات اور قلعہ شاہی کی حفاظت کرتے تھے خسرو کے شاہی اصطبل میں چھ ہزار گھوڑے اور اسی قدر خچر موجود تھے اور جب کبھی وہ شکار یا کسی ضرورت سے سفر کرتا تھا تو بارہ ہزار بڑے قد کے اونٹوں پر اسکا سامان باربرداری لادا جاتا تھا جنمیں خیمے وغیرہ اور اسکا سامان راحت اور عیش شامل ہوتا تھا اور ادنے قسم کے اور چھوٹے قد بھی آٹھ ہزار اونٹ اسکے پاس تھے جنسے ضرورت کے وقت مختلف باربرداری کا کام لیا جاتا تھا۔

اور اسکے علاوہ بعد مال و دولت اور طرح طرح کے خزانے اور دفینے اور بیشمار جواہرات اور عطریات اور بے انتہا مشک و عنبر اور ریشم اور سونے چاندی کے انبار اسکی ملکیت میں تھے جو ایک سو تہ خانوں میں کہ نہایت عمدہ پتھر کے بنے ہوئے تھے محفوظ رکھے گئے تھے تمام مورخ اسپر متفق ہیں کہ یہ سب خزانے اور دفینے اور ایسا کثیر اور بے انتہا سامان جاہ و حشم جسے دیکھکر عقل انسانی دنگ ہو جاتی تھی اور جسکے نیست و نابود ہو جانے پر ایک خاص عبرت ہوتی ہے صرف بابل کے فتوحات سے کیکاؤس کو ہاتھ لگا تھا جو ایرانی خزانوں اور سلطنت میں اس زمانہ سے محفوظ چلا آتا تھا۔

آٹھویں صدی عیسوی میں شہر سامرہ اور ہارونیہ اور جعفریہ کی آبادی کثرت کے باعث ایک ہو گئی تھی ان شہروں میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک جو سڑک گئی تھی وہ اٹھائیس میل کی لانبی تھی کالدیا کی سرزمین میں یہ سب مقام داخل تھے جو ابتدائے آبادی بابل سے اس زمانہ تک اپنے تمول اور گرم موسم اور دریائے دجلہ اور فرات کی مختلف نہروں سے دنیا میں نہایت محسود زمانہ اور زرخیز قطع آبادی شمار کیے گئے تھے درحقیقت دنیا میں یہ ایسی آبادیاں اور زرخیز شہر تھے جنکا برباد ہو جانا انسان کے ذہن میں بھی نہیں آسکتا ہے اور اس زمانہ کی حالت کے بموجب اسمیں شک نہیں کہ سرسبزی کے عام معنوں پر لحاظ کیا جائے۔ تو اسوقت

۱؎ بعض مورخین یورپ کا قول ہے کہ جسقدر تمول خلفائے بغداد کو حاصل تھا یہ ایک نمونہ سلطنت بابل کی ثروت اور دولتمندی کا تھا اور بہت سی باتوں میں صرف الف لیلہ کے قصوں کے اعتبار پر یہ لوگ بڑے تعصب کے ساتھ خلفائے بغداد کی طرز حکومت کو سلطنت کفار بابل سے تشبیہ دیتے ہیں ۱۲۔ مترجم

تک دنیا میں کوئی اور ملک اسکے برابر سرسبز اور آباد نہیں دریافت ہوتا ہے۔

شہر بابل کی بربادی کی ابتدائی اسباب اور اُسکی نسبت مختلف پیشین گوئیاں

سرزمین کلدانیہ (کالدیہ) اور بابل کی بربادی کی نسبت صدہا پیشین گوئیاں ہوتی چلی آتی تہیں اور انسانی نسل کا ایک بہت بڑا سلسلہ پشت در پشت اُن پیشین گوئیوں کے اظہار اور شمار کو محفوظ کرتا چلا آتا تہا جو آخرکار ایک زمانہ میں اپنے نتیجہ کے نمودار کرنیکے واسطے مکمل ہوگئیں اسمیں کلام نہیں ہے کہ فیصلہ ہائے آسمانی یا خدا کی پیشگاہ سے جو انصاف ہوتا ہے یا جس کسی امر کا تصفیہ درگاہ احدیت سے ہوتا ہے وہ محض اس قسم کے نتایج کا سبب یا باعث ہی نہیں ہوتا ہے اور نہ سرسری اور معمولی ہوتا ہے بلکہ واقعی اور نہایت تحقیقی اور حد درجہ بااصول اور یقینی ہوتا ہے اور اُسی کی مثل یہہ فیصلہ بہی ہے جو سرزمین بابل کے واسطے طرفۃ العین میں ظہور پذیر ہوگیا سچ پوچہیئے تو باشندگان کلدانیہ یا کالدیہ اور بابل کے واسطے نہایت منصفانہ پاداش اس عذاب سے زیادہ موزوں انسان کے خیال میں نہیں آسکتی اور جو غور و فکر اور خیال کرنے پر ہر قائل معاد اور ایماندار کے لیئے تازگی ایمان اور اُسکی ایک نہایت ہی موثر تاثیر عبرت کا باعث مثل اسکے ان پیشین گوئیوں کو یہاں بیان کیا جائے۔

یا ان واقعات کا ذکر کیا جائے جو بربادی بابل کی تحریل سلسلہ سے متعلق ہیں یا ان حالات کی صراحت اور تفصیل بہی اسموقع پر ضرور ہے جنکے باعث خاندان نمرود اور بخت نصر اور انکے بعد صدیوں تک فرمانروایان بابل جو دیگر اقوام سے ہمیشہ حالت مصیبت اور بربادی میں رہے ہیں اور جسقدر اکثر بادشاہوں نے اسبات کی کوشش کی کہ سرزمین بابل میں کوئی ایسا منظر قائم کیا جائے جو اُسکی قدیم شان و شوکت کا نمونہ ہو اُس سے زیادہ عجیب انقلابات نے اُسکی عمارتوں اور نہ صرف قدیم بلکہ جدید آثار تعمیرات انسانی کو ایک عجیب راستہ معدومی پر ڈالدیا تہا یہ ایک حیرتناک امر ہے کہ کس طرح نہایت ہی اندازہ کے ساتھ یہہ بربادی اس طبقۂ انسانی اور اسکی یادگاروں کی وقتاً فوقتاً ہوتی رہی ہے جو زندگانی ظاہری کی آراستگی میں لاثانی طور سے مصروف تہا اور جسکا یہہ خاص اصول حیات تہا کہ عیش و راحت دنیا صرف انکو زندہ رکہہ سکتی ہے بہرحال جسقدر بربادی ہوئی اسکے اسباب سے آگاہی قدیم تاریخوں کی ذریعہ بخوبی ہوسکتی

یہاں یہ کہنا ضرور ہے کہ ایسے بدکاروں کے بیئے جو کچھ فیصلہ کیا گیا اور جو معدومی انہیں حاصل ہوئی وہ انکے کیفر کردار کے واسطے ہونی ضروری تھی۔ کیونکہ اس نہایت ہی مغرور اور حد درجہ خدا فراموش طبقہ مخلوق سے جزو ایمان بالکل سلب ہو گیا تھا اور نہ صرف شدید بت پرستی بلکہ مادہ پرستی اور خود پرستی اور اسکے علاوہ بعید فضائل ذمیمہ یعنے عالمگیر زناکاری اور اُسکے فرمانبرداروں کی نہایت ہولناک اور خونریز مظالم جنکو سنکر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ تکبر اور معاملات خدا شناسی میں عام سرکشی اور بے مروتی۔ طرح طرح کی سفاکیاں اور ہزارہا قسم کے عیوب بطور ہنر اس ملک اور قوم بلکہ اس تمام طبقہ میں جہاں جہاں اہل بابل کی حکومت رائج تھی۔ اور ایک عجیب سلسلہ بنیادی میں مختلف نسلوں اور بیشمار پشتوں کے گذرتے رہنے سے استحکام حاصل کرتے جاتے تھے گویا یہ سب نقائص جو ہر آئینہ ذات انسان کے واسطے عیوب میں داخل رکھے گئے ہیں گویا اس گروہ کی طبیعت ثانیہ ہو گئی تھی۔ لہذا غیرت الٰہی اور دریائے حمیت قہاری کا یہ مقتضا ہر طرح نہایت موزوں وقت پر ہوا کہ یہ لوگ تباہ و برباد اور انکا ملک اور سامان سلطنت قہر خداوندی سے دفعتاً نیست و نابود ہو گئی جو صفحہ عالم پر جبتک دنیا قایم ہے اپنی بربادی کی یادگار اہل مذہب کے دلوں میں قایم رکھینگے۔

انکی بت پرستی اسقدر ذلیل اعتقادات اور سراسر غلط اصول سے مرکب تھی اور ایسی مہمل اختراعات مذہبی کا معدن تھی یا انہوں نے مذہب کے نام کو اپنی نہایت متنفر اور حد درجہ وحشیانہ اور حیوان خصلتی اور نہایت خبیث ذاتی جذبات اور فضول اور لغو ایجادوں اور اختراعوں میں ایسا مخلوط کر دیا تھا کہ انکی عالمگیر طور پر شایع اور رائج ہونے کی باعث انکا مذہب مہلک اور وحشیانہ رسم و رواج کا خزانہ ہو گیا تھا اور اسدرجہ مضرتناک اور خراب نتیجے اس سے پیدا ہونے لگے تھے کہ خود کافر اور بت پرست قدیم مورخین نے جسمیں ہیرودوٹس یونانی اور اسٹرابو وغیرہ شامل ہیں اہل بابل کی اس مادہ پرستی اور نہایت متکبرانہ اور ذلیل طرز زندگی اور عام طور سے انکی مذہب کو شدت سے برا کہا ہے اور بوجہ تحریک تہذیب انسانی کی نہایت غصہ اور نفرت کے ساتھ انکی نہایت مذموم اور قابل نفرت اعتقادات پر نکتہ چینی کی ہے اگرچہ اہل کالدیہ یا کلدانیں یعنے ساکنین کشور بابل میں دولتمندی اور ثروت کی انتہا نہ تھی جسکے ذریعہ وہ عجیب سیر چشمی اور عالی حوصلگی کا اظہار وقتاً فوقتاً اخراجات میں کرتے رہتے تھے مگر انپر سایہ جلال و رحمت کبریائی کا اثر جس سے لازوال برکتیں پیدا ہوتی ہیں اور جس سے

انسانی وجود پر خاص مراحم کا اختصاص ہے ذرا بھی نہ تھا وہ تمام تر خدائے ذو الجلال کے وجود سے غافل اور جاہل تھے اور اُسکی قدرت بالغہ اور ارادت کاملہ کے منکر تھے اور بالکل انسانی مخترعات موہومی اور بشری کاریگریوں اور صناعیوں پر حقانیت مذہب کے اعتبار سے شیفتہ اور دلباختہ تھے اور جو کچھ انسان اپنے ہاتھ سے بنا سکتا ہے وہی اہل بابل کے نزدیک از روئے مذہب قابل احترام تھا اور اسکی عظمت تمام سطح مملکت شنار دارض اسیریا پر محیط تھی جو آخر ایک قسم کی ایسی نیستی و تباہی کا باعث ہوئی کہ اس سے زیادہ مناسب انکی بُت پرستی کی پاداش اور انکے مظالم کے دل و دماغ کی خرابی اور گوشمالی کی تدبیر تصوّر میں بھی نہیں آسکتی اور یہ تباہی بالکل بموجب تحریر کتب انبیا و صحایف سماوی سابقہ ایک خاص حکم آلہی کی تکمیل ہونا تھی جو حضرت اشعیا نبی کے ذریعہ ان الفاظ میں ظاہر کیا گیا۔ یہ حکم بشیار فقرات میں انبیاء سابقین اور ربانیین یہود کے ذریعہ اب تک توریت اور دیگر صحائف میں جو اسوقت تک نیرنگی و دستبرد زمانہ سے محفوظ اور مجموعہ کتب عتیق میں چلی آتی ہیں موجود و بجنسہ مندرج پایا جاتا ہے۔ ہم آگاہی ناظرین کتاب کے واسطے اسکا خلاصہ اس موقع پر درج کرتے ہیں اور یہ یقین دلاتے ہیں کہ مورخین قدیم نے جو کچھ اپنی تحقیقات بربادی اپنی تاریخوں میں وقتاً فوقتاً لکھی ہے اُنکو بہ لحاظ واقعات بربادی شہر بابل کامل تطابق ہے۔

حکومت و شہر بابل کی بربادی کی نسبت انبیاء کرام سابقین کی پیشین گوئیاں

ہو ایک عالم کی آواز بطور ایک بڑے مجمع کے صدا ہائے الشان یا بادشاہت اقوام کی ایک متحدہ اور مجموعی آواز کے بلند ہے۔ رب الافواج نے لڑائی کے لئے جرار فوج کو جمع کر دیا ہے نہایت کثیر اقوام اور لشکر عظیم ایک دور و دراز قطعہ ارض کنارہ دنیا سے یا کنارہ آسمان سے بحکم قاہرہ رب الافواج چلی آ رہی ہیں اور اُسکے غصے اور قہر کے اسلحہ انکے ساتھ ہیں اُس دن کو اک ذرا غور کرو جبدن رب الافواج اس سرزمین کی بربادی اور نیست و نابود کرنے کے واسطے نہایت قہر و غصہ کے ساتھ آئیگا وہ گنہگاروں کو قبل اسکے کہ اس سرزمین سے جلا وطن یا فرار ہوں برباد کریگا میں اُنکو جھیلی کے انڈے کی مثل شکار کروں گا اور اس بھیڑ کی طرح اُنکو گرفتار کرونگا جسے کسی انسان نے نہ گرفتار کیا ہو۔ جو شخص اِن فوجوں کے مقابل میں پایا جائیگا وہ پیوند زمین کر دیا جائے گا۔

اور ہر ایک شخص جس سے اہل بابل کا مقابلہ ہو وہ تلوار سے اُنکو ٹکڑے ٹکڑے کرڈالیگا۔

میں اہل میڈیا کے خلاف ہنگامہ برپا کروں گا ان کی محلات کو ویران کردوں گا انکی سامان سلطنت نیست و نابود ہو جاینگے انکے غرور اور سرکشی خاک میں ملادونگا نہ انکی چاندی محفوظ رہیگی اور نہ طلاے احمر اور جگمگاتی ہوئے جواہرات میں کوئی جلا اور تابندگی پیدا کرسکیگا۔ ہر طرف ویرانی کو میں اپنے قہر سے مسلط کردونگا قومیں اور بیشمار انسانی گروہ ان لوگوں کی زندگی خاک میں ملادینگی جو خداے رب الافواج سے سرکشی کرتے ہیں اور جو بیل اور عشتار کی پرستش میں اپنی دین رائگان کرتے ہیں۔ انکی کاہن نوجوان آدمی توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کرڈالینگے اور انکے بچوں پر جو ماؤں کے پیٹ میں ہی ہونگی کوئی رحم نکیا جائے گا اور نہ انکی آنکھیں چھوٹے چھوٹے بچوں کو زندہ چھوڑینگے۔

سرزمین بابل جو تمام سلطنتوں کی عظمت اور اہل کالدیہ کی خوبصورتی اور زینت و زیبائش ہے اسکی حرمت اور عزت اور جلال و شوکت اور خوبی اسطرح نیست و نابود کردی جائے گی جسطرح خداے قاہر و قادر مطلق نے شہرہائے سدوم اور عمورا کو لوط نبی کے عہد میں برباد کردیا تھا۔ اور اسکے تمام باشندے نیست و نابود اور فنا ہوگئے تھے۔

اسمیں کبھی سرسبزی اور آبادی نہونے پائیگی اور اگرچہ پشتیں اور نسلیں گذر جاینگی مگر اسمیں آبادی اور کسی قسم کی عمارت نہ بنیگی اور نہ عربی خیمے اسمیں آیندہ نصب ہوں گے۔ اور نہ گڈریئے اسمیں اپنے گلے چرانیکے واسطے لائینگے بلکہ جنگلی درندے اور وحشی چوپائے اسکی سرزمین پر لوٹتے پھرینگے اور حد درجہ کی افسردگی اور غمگینی اسپر مسلط اور معمور ہوگی۔ ہر جگہ اسمیں جغد و بوم کا مسکن اور نشیمن ہوگا اور بھوت پلید اور پلیڈیا (بابل کے بت پرستوں کا ایک نہایت پیارا دیوتا تھا جسکا نصف بدن شبیہ انسان اور نصف بکرے کی صورت میں ہوتا تھا) اکٹھے ہو کر ناچ میں مصروف ہوں گے اور نہایت درندے جنگلوں کے درندے اور ویران خرابہ کے پرندے ان گھروں میں جہاں اسوقت نہایت بدکار اہل بابل نشہ عشرت و عیش میں مدہوش ہیں شور و غل مچاتے پھرینگے اور چھپکلیاں اور بچھوؤں اور نہایت کثیر تعداد میں حشرات الارض اور بڑے بڑے اژدہے اور شیطان انکے نہایت ہی حسین اور آراستہ اور با زیب و زینت محلات اور ایوانوں میں سکونت اور بود و باش اختیار کرینگے تجھے یہ ضرب المثل بخلاف شاہ بابل کے اختیار کرلینی چاہیئے اور کہا جائے گا کہ کس طرح ظالم اور بدکار لوگ جو بابل کی دیواروں کی اندر زناکاریوں اور بت پرستی میں مصروف تھے نیست و نابود اور برباد دیکھے گئے اور

کس طرح طلائی شہر شہر بابل بے نام ونشان کر دیا گیا۔
تمام سامان عیش وطرب اور اسباب لہو ولعب ویرانوں اور قبرستانوں میں بند ہیں اور سوائے جھینگروں
کی آواز کے صدائے بربط وسرود کا نشان بھی نہیں ہے۔ کیڑے مکوڑے تیرے جسم میں پھیل جائینگے
اور نہایت چھوٹے چھوٹے کیڑے تجھے ڈھانپ لینگے۔ تو دوزخ کے نہایت عمیق غار میں ڈالدیجائیگی
اور تیرا قبرستان ایک نہایت مکروہ اور اندوہناک منظر کا نمونہ ہوگا۔ میں بابل کی آبادی
اور اسکے اطفال یعنے اسکے بیٹوں اور بیٹیوں اور شوہروں اور بھائیوں کا نہایت قہر کی آلہ سے
قلع وقمع کر دونگا۔ یہ رب الافواج فرماتا ہے۔ میں بابل کی آبادی کی خاک دوزخ کے ساتویں طبقے میں
ڈالدونگا۔ میں اسپر سیلاب آب کی تلخی اور نہایت مصیبت انگیز گرداب محیط کر دونگا تمام سرزمین
بابل بربادی اور پائمالی کے واسطے یعنے دور ودراز کے اقوام کے واسطے خاص کردی ہے۔
میں ایک دم سے اسپر تباہی کی جھاڑو پھیر دونگا اور جسطرح کوڑا کسی اچھی جگہ سے صاف کیا جاتا ہے
میں تمام دولتمندی اور ثروت اور سرسبزی بابل کو جھاڑ دونگا۔ نہایت جلال اور جبروت کی بیٹی بابل
کی خضاب اندوہگینی اور پائمالی سے بدل جائیگی اسکے نفیس کیڑوں کے غذا کر دیئے جائینگے اور
اسکے مکانات پر میں ان اقوام کو مسلط کر دونگا جو دشمن کی انکو مسمار کر کے نیست ونابود کر دینگے
اور پھر ایسی پائمالی ہوگی کہ اے دختر کالدیا تیرا نام ونشان بھی لوگونکو نہ ملسکیگا۔ رب الافواج
فرماتا ہے۔ بابل کا زوال حتمی ہے اور اسکی بربادی اور تباہی ضروری ہے اور اسکی سب بت اور
مورتین نیست ونابود کر دیے جائینگی اور وہ انکو خاک میں ملا دیگا۔ رب الافواج فرماتا ہے
کہ میں تجھپر تیرے دریاؤں کو بہاؤں گا اور یہ فرماتا ہے کہ کیسکا کا ذہن پراگندہ ہے۔ اور میری ہر طرح
کی خوشنودی کا پابند ہے اور میں بادشاہوں کی کمروں کو کھلے ہوئے دروازوں کے سامنے
کھولوں گا۔ اور یہ پھاٹک کبھی بند نہ ہونگے بیل ز بابل کے بت پرستوں کا بت بزرگ سرنگوں
کر دیا جائیگا۔

نیچے اتر اور دختر کالدیا اور تاریکی وظلمت میں مقیم ہو اور گرد وغبار میں سکونت اختیار کر۔ اے بابل
کی دختر دوشیزہ زمین پر بیٹھ جا اب تخت زریں تیرے واسطے نہیں ہے۔ اے دختر کالدیا۔
خاموش ہو کر بیٹھ جا اور تاریکی اختیار کر اے کالدیوں کی بیٹی کیونکہ تو اب سلطنتوں کی بیگم زیادہ
عرصہ تک نہ کہلائیگی۔ تو کہتی تھی کہ میں ہمیشہ کے واسطے خاتون ملک رہونگی اور تمام سر
زمین بابل جہاں جہاں بیلیس کا نام اعزاز کے ساتھ لیا جاتا ہے میں شامل رہونگی۔ رب الافواج

ابجد قہر و جلال فرماتا ہے کہ بابل کی ہر ایک چیز نیست و نابود کر دی جائے گی۔ میں سرزمین کالدیا کو سخت سزا دونگا اور اسکی ایک نہایت ہی ہولناک دوامی بربادی ہو گی اور میں اپنے سب احکام اور الفاظ کی اس سرزمین پر تعمیل کراؤنگا جو اسکے خلاف مینے ظاہر کئے ہیں اور یہہ سب اس کتاب میں لکھا ہوا ہے جسمیں یرمیاہ نبی نے اقوام بابل و کالدیا کے خلاف پیشین گوئی کی ہے۔ رب الافواج نے بابل کی تباہی کی بابت نہایت سچے احکام نازل کئے یرمیاہ نبی کی معرفت یہ ارشاد فرمایا ہے کہ تو اقوام میں اپنے کو ظاہر کر اور عام اطلاع دے اور نہایت گرمجوشی کے ساتہ تہ دل سے مستعد ہو جا اور عام میں اس حکم قاہرہ کی اشاعت کر اور ہرگز پوشیدہ نہ رکھہ۔ اور پکار کر اور چلا کر کہہ دے کہ بابل ضرور میڈیا والوں کے ہاتھہ سے فتح کر لیا جائیگا کالدیا کے باشندے موذی درندوں کی طرح قتل ہو جائینگے بیل نیست و نابود ہو گا اور اسکا مندر توڑ کر خاک میں ملا دیا جائیگا اور آگ اسکو جلا دے گی کہ اس سے زیادہ کوئی شے دنیا کی نہ جلائی گئی ہو گی،

میروڈیچ کے بتخانے اور ایوان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائینگے اور اسکی مسماری پر تمام دنیا کو عبرت ہو گی اسکی تمام مورتیں توڑ ڈالی جائینگی۔ ملک کے شمالی جانب کے اسطرف اور بہت دور اسطرف سے اسکے خلاف ایک خونخواری آنے والی ہے وہ رب الافواج کے حکم سے آئیگی جو اسکی سرزمین اور مکانوں اور کھلیانوں اور تمام دیہات جسموں کو نیست و نابود اور مسمار اور فنا کر دیگی۔ کوئی بھی عمارت اسمیں باقی نہ رکھی جائے گی۔ اسکی دلاور جوان جو اپنے نیزونکو صفوں میں بلند کئے ہوئے ہوں گے تمام سرزمین بابل کو جنبش دینگے اور متزلزل کر دینگے اور دونوں یعنے انسان اور حیوانوں کو متفرق اور منتشر کر دینگے۔

بس ایک ذرا سی گردش میں خود بابل کے خلاف شمال ملک سے نہایت سخت اقوام کے ایک بڑے گروہ اور جماعت کے جلانے کا سبب ہو گا اور وہ بابل کے خلاف ہر بات کو اپنا فرض سمجھیگی اور شہر پناہ بابل کی دیواروں تک قتل کرتی چلی آئے گی اور بابل کا اسطرح محاصرہ کرے گی کہ بخت نصر کی اولاد غافل رہیگی آخر بابل اس قوم کے گھوڑوں کی ٹھوکروں سے پامال کیا جائے گا۔ انکے تیز اور نیزے ایسے ہوں گے جو کسی نہایت طاقت دار اور تجربہ کار سپاہی کے ہوتے ہیں کہ وہ ہرگز فضول اور بے نتیجہ نہ پھینکے جائینگے اور سرزمین کالدیا بالکل برباد ہو جائیگی اور اسکی بربادی مستحکم ہو گی۔ اس طرح رب الافواج فرماتا ہے۔ دیکھہ آخرترین حال اقوام کا کہ وہاں بالکل ہی بربادی ڈالدی جائے گی اور ہر طرف کھنڈروں کا جنگل اور ایک عبرتناک ویرانہ

ہوجائیگی ۔ وہ ایک نہایت خشک اور بے آب وگیاہ زمین کر دی جائے گی جو ایک ہولناک تباہی کا نمونہ ہوگی کیونکہ رب الافواج کا غضب و قہر کبھی اسکو آباد نہونے دیگا بلکہ وہ تمام بربادی اور نیست و نابود کر دیا جائیگا یہانتک کہ اگر کوئی آیندوروند اسطرف جا نکلیگا تو وہاں کی پامالی اور بربادی دیکھکر متحیر ہوگا اور ششدر رہجائیگا۔ اسکی بنیاد نیست و نابود اور پامال کر دیجائیگی اور اسکی دیواریں گر کر سرنگوں ہوجائینگی۔ کیونکہ رب الافواج کی یہی مرضی ہے اور یہ مرضی اسپر صرف نافذ ہونی چاہیئے۔ کیونکہ اسنے جو کچھ کیا ہے وہ نہایت گناہگاری کا نشان ہے جسکی پاداش اسکے سامنے اسیطرح آجانا چاہیئے۔ زراعت کو بابل سے کاٹ لینا چاہیئے اور فصل خریف میں اسقدر درانتی چلانی ضرور ہے اور عام خونریزی اور شمشیر زنی کے خوف کی وجہ سے اسکے باشندے اپنی قوموں اور خاص اپنے لوگوں میں پھرتے پھرینگے اور وہ اپنی خاص زمینوں میں فرار ہوجائینگے اسے ایرانی باتاج و تخت ارض میراثہم کے خلاف آگے بڑھیجا اور یہانتک اسکے خلاف اور نیز باشندگان شہر کے بگاڑنے کی مخالفت کر کہ وہ اسکے بعد بالکل ویران ہوجائے۔ اس سرزمین سے لڑائی اور ہولناک معدومی اور عظیم الشان بربادی کی آواز بلند ہے تمام جہان کا ہتوڑا کسوقت اسکو قلع و قمع کرے گا اور اقوام میڈیا کے ہاتھوں کسوقت کالدیا اور بابل اعظم کی بربادی اور تباہی ہوگی میںنے تیرے واسطے ایک جال پھیلا رکھا ہے اور اسے سرزمین بابل تو اسمیں پھنسکر بے قابو کر دیجائیگی اور اس گرفتاری کی تجکو بالکل خبر نہ ہوگی تیرے سنہری کلس اور مستحکم شہرپناہ حملہ آوروں کو تباہ دیگی اور دریائے فرات تیرے بیٹے سمندر کی طغیانیں تباہ کرنی پر آمادہ ہوجائیگا بلیس جو ایک مردہ پتھر یا ایک نہایت ناپاک غلاظت میں سے بیل تمیز نے گھڑ کر بنایا ہے سرنگوں کر دیا جائیگا اور اسکی ذلیل پرستش ہمیشہ کیواسطے صفحہ دہر سے معدوم کر دیجائیگی نیز نمرود کو دیکھنے والے عبرت کی نظر سے دیکھینگے اور اسمیں ہر طرف سانپوں اور چغد و بوم اور ویرانی کا مسکن ہوگا اے دختر کالدیا تو تلاش کرکے گرفتار کیجائیگی اور تیرے حسن و جمال پر کسی کو رحم نہ آئیگا اور اسکی وجہ یہ ہے کہ تونے رب الافواج اور ملک الملوک کے خلاف ہمیشہ اپنا طرز عمل رکھا ہے۔

رب القدیر نے اپنا سلح خانہ کھولدیا ہے اور اپنے قہر کا ہتھیار بلند کر دیا ہے۔ کیونکہ سرزمین کالدیا کے لیئے رب الافواج کا یہی کام ہے نہایت دور سرحد کے اسطرف سے آؤ اور اسکے خلاف اے ایران کے سپاہیو اسکے خزانوں اور تمام ذخیروں پر قبضہ کرلو اور اسکے اوپر خاک ڈالدو

اور اسکو یہانتک برباد کر دو کہ اسکا نام و نشان تک بہی باقی نرہے۔ تیر اندازوں سے یہ کہدیا جائے
کہ وہ بابل کی مخالفت کریں اور اپنی کمانیں اسکی طرف کریں اور اسکے گرد اپنی فوجیں جما دیں
اسکے باشندوں میں سے کوئی شخص نہ بچنے پائے اسکی تمام حالتوں میں تباہ کر دینا چاہیئے کیونکہ
اسنے خدائے قدیر کے خلاف سب کام کئے ہیں اور اپنے تکبر اور سرکشی میں یہ ہر وقت خوش رہتے
تہے پس اسکے خلاف وہ خدا جو اسرائیل کا خدا ہے اور مقدس خدا ہے اپنا قہر نازل کریگا۔
اسکے نوجوان اسکی سڑکوں پر گر جائینگے اور اسکے سب باشندے جو لڑائی کے قابل ہونگے
اسدن اچانک قتل اور نیست و نابود کر دیئے جائینگے۔ اسطرح رب الافواج فرماتا ہے دیکھ میں
تیری مخالفت اور دشمنی پر ہوں۔ اے سرزمین بابل تو بہت مغرور ہو گئی تہی۔ کیونکہ میرا حکم ہے کہ
جو غرور کرتا ہے وہ ضرور ٹہوکر کہا کر گرتا ہے اور اسکو پہر اٹہنا نصیب نہیں ہوتا۔ اور میں اسکے
شہروں اور قصبوں میں آگ لگا دینے والا ہوں میں اسکے باشندوں کو خاک میں ملا دینے والا
ہوں میرے قہر کی تلوار اسکی ہر ایک شے پر لٹکتی ہے میرے قہر کی آگ تیری زمین کو جلا دیگی
اور تیرے تمام اطراف میں پہیل کر تجہکو نیست و نابود کر دیگی۔ اہل کالدیا پر ایک تلوار آگ
اور خون کا مینہ برسا رہی ہے۔ اسطرح رب الافواج فرماتا ہے اور علاوہ بابل کے سب رہنے
والوں پر تلوار ہے اور اسکے حکام اور تمام دانشمندوں اور مشہور و نامور صالح آدمیوں اور شاہزادوں
کے سینوں میں اب تلوار کے سوا اور کوئی چیز نہیں ہے تلوار ہی اسکے وکلا پر کہنچی ہوئی ہے
اور تلوار ہی اسکے شہزادوں اور طاقتمند سپاہیوں پر سایہ افگن ہے اور تلوار ہی انکے گہوڑوں اور
انکے رتہوں اور ان لوگوں پر ہے جو اسکے وسط میں بود و باش رکہتے ہیں۔ وہ سب مرد
جو ہتیار بند اور لڑائی میں مشہور ہیں انہوں کے مقابل میں عورتوں کے مثل ہو جائینگے اور
اسکے خزانے پر تلوار ہے اور وہ لوٹ لیے جائینگے اسکے خیمے پامال کر دیے جائینگے۔ کیونکہ وہ
بتوں اور ناپاک مورتوں کی پرستش کا گہر ہیں یہ سب چشمے خشک کر دیے جائینگے جنسے دختر بابل
سیراب ہے۔ یہ چشمے اسکے زوال پر بہنے لگیں گے ویرانوں اور غیر آباد مقامات کے درندے
اور وحشی بلائے اور جنگلی جانور اور جہاڑنے والے حیوانات اسمیں سکونت اختیار کرینگے۔ اور کبہی لوگوں
کا اسمیں گزر نہیں ہوگا اور وہ ہمیشہ کیواسطے غیر آباد ان رہیگی اور اگرچہ نسلیں اور پشتیں گذر جائینگی
مگر وہ آباد نہوگی۔

جسطرح کسی زمانہ میں ارض سدوم و عمورہ کو خدا نے برباد کر دیا ہے اسطرح رب الافواج ارشاد فرماتا ہے

کہ سرزمین بابل کی بہی اسقدر بربادی اور پامالی ہوگی کہ کوئی انسان ہمیشہ کے واسطے اسمیں سکونت نہ کریگا اور نہ کسی زمانہ میں نسل انسانی اسمیں عمارت بنائیگی ۔ دیکھو ایک عظیم الشان گروہ الشان شمال کی طرف سے آئیگا اور کنارہ زمین سے متعدد بادشاہ اور عظیم الشان اقوام اسطرف حملہ آور ہوں گے ۔ وہ اپنی کمانیں اور تیرے اسطرف اٹھائے ہوں گے ۔ اور وہ نہایت سختی کرینگے اور انکی طرف سے رحم کا مطلق ظہور نہوگا اور انکی آوازیں سمندر کے پانی کے غراٹے کی طرح تمام سرزمین بابل میں گونجتی پہرینگی اور وہ گھوڑوں پر سوار ہوں گے اور ہر ایک انمیں سے صف باندہے ہوئے ہوگا کہ جسطرح لوگ لڑائی کے لیے جاتی ہیں ۔ پس اسطرح اے دختر بابل وہ تیرے خلاف حملہ آور ہوں گے ۔ بابل کا بادشاہ انکے حملہ اور یکایک انکے داخل ہونے کی اطلاع پائے گا مگر اسکی عقل سلب ہوجائے گی اور اسکے ہاتھ موم کے ہوجائینگے اور وہ اپنی بیدست و پائی سے کچھ نکر سکیگا اسکی حالت نہایت اندوہناک اور جگر سوز ہوگی اور حملہ آوروں کے قابو میں آجانے اور اپنے قتل ہونے کی سامان دیکھ کر وہ اسطرح ڈکرائیگا جسطرح زچا دردِ زہ کی تکلیف سے ڈکراتی ہے دیکھو وہ بلندی جابروں کی طرف سے شیر کی طرح اِس ملک میں جسکی آبادی بکثرت اور مستحکم ہے یورش کریگا مگر میں انکو فتح کے بعد پورا غلبہ اور کامل تسلط دونگا اور ایک ایسا شخص جو چکّی کیطرح گردش کرتا رہتا ہے میں اِس ملک پر مسلط کرونگا کیونکہ وہ میری مرضی کا پابند ہے اور وہ جو میرے واسطے وقت مقرر کریگا ۔ اور وہ اُن سب کی جو میرے سامنے موجود ہیں گلہ بانی کریگا ربّ الافواج کا مطلب بابل کی بربادی ہے اور کالدیا کو بالکل تباہ اور پامال کر دینا ہے کیونکہ اسکی بربادی کا زمانہ قریب آگیا ہے اور میں بابل میں پنکہا جہلنے والے بہیجونگا جو اسپر پنکہا جہلینگے ۔ اور جو دن مقرر ہوا ہے اُس دن وہ سرزمین ناپاک بت پرستوں سے بالکل خالی ہوجائے گی اور اسطرح سرزمین کالدیا میں بربادی چہا جائے گی اور اسکے باشندے سڑکوں پر مقتول پڑے ہوں گے ۔ ارض بابل یکایک زوال پذیر اور برباد ہوجانیوالی ہے اسلئے آپ کی حالت پر اگر اسکی صحتیاب ہونے میں یقین ہو تو اسکے واسطے روغن بلسان (نوشدارو) کا استعمال کراؤ ہم بابل کو شفا دینی چاہتی تہے مگر وہ خود اپنی صحت سے نفرت کرتی ہے وہ بیماری اور مصیبت پر عاشق ہے وہ اپنا اچہا ہوجانا نہیں چاہتی ۔

ربّ الافواج شاہان میڈیا کی روحوں کو اُٹہائیگا جو بابل کی مخالفت کرینگے اور اسکو تباہ و برباد کردینگے اے دختر بابل تونے بہت مال کا بیحد خزانہ جمع کیا ہے ۔ تیرا اور تیری طمع اور حرص کا آخر آپہنچا

وقت قریب آگیا ہے۔ رب الافواج خود مسلح ہے کہا جاتا ہے۔ اِس حکم کو یقین کے ساتھ سمجھ لے کہ میں ایسے آدمیوں کے ساتھ تجھ پر حملہ کرونگا جو کملوں کی شکل ہیں اور وہ تجھ پر مقابلہ میں غالب آجائینگے دیکھ میں تیرے مخالف ہوں۔ اے قابل بربادی کوہ وجبال بابل رب الافواج فرماتا ہے جو سب زمینوں کا تباہ کرنے والا ہے اور میں تجھ پر اپنا ہاتھ مسلط کردوں گا اور تجھکو چٹانوں سمیت گرا دونگا۔ اور میں تجھکو ایک جلا ہوا پہاڑ بنا دونگا زمین میڈیا میں ایک جھنڈا کھڑا کیا گیا ہے اور قوموں میں ترئی پھونکی جاتی ہے اور منادی کیجاتی ہے کہ وہاں کی ہر ایک شے تیرے خلاف تیاری کریں۔ تیری مخالفت پر اراراٹ منی استچیناز کو آمادہ کر دیا گیا ہے۔

تیرے خلاف سب اقوام کمربستہ ہیں جنکے باعث میڈیا کے بادشاہ آسودہ ہیں اور تمام سرزمین بابل میں زلزلہ پڑ جائیگا۔ اور سنگینی پھیل جائے گی۔ ہر طرف سے بربادی اور پامالی بابل پر محیط ہوجائے گی۔ اور اہل کالدیا کی روحیں عذاب میں دیدی جائینگی کیونکہ خدائے قدیر کا ہر ایک ارادہ بابل کے خلاف ہے۔ اسی لیئے کہ سرزمین بابل کو بالکل سکونت ذی روح سے خالی کر دیا جائے گا اور اسکو بالکل ویرانہ کر دیا جائے گا۔ بابل کی نہایت زبردست اور طاقتور اور صاحب دولت اشخاص لڑائی میں مارے جائینگے وہ گھروں میں گھس کر روپوش ہو جائینگے گھروں میں روک لیئے جائینگے۔ اور انکی قوت بالکل فنا ہوجائے گی۔ وہ عورتوں کے مثل ہو جائینگے خود اپنے ہاتھوں سے اپنے گھروں میں آگ لگا دینگے اور اپنے ہاتھوں سے اپنے دروازوں کو توڑ ڈالینگے پس اسطرح ایک سی حالت سب کی ہوجائے گی اور ایک سے دوسرا اس خبر کو سنیگا کہ دشمن کس طرح اچانک شہر میں داخل ہوگیا اور ہر طرف قاصد اور مخبر اور جاسوس اور گوئندے دوڑتے پھرینگے اور کوشش کرینگے کہ شاہ بابل کو معلوم ہو جائے کہ اس شہر کا خاتمہ قریب پہنچ گیا ہے اور دشمن کی فوج کس طرح پوشیدہ طور پر ہوشیاری کے ساتھ بابل کے اندر داخل ہو گئی ہے اس شہر کی زندگانی کا وقت پورا ہو گیا ہے۔

اسطرح رب الافواج خدائے اسرائیل فرماتا ہے کہ دختر بابل اب ایک مردہ زمین کے مانند ہو گئی ہے اسکے آخری وقت اور اسکے شدید ظلموں اور نہایت ذلیل کرتوتوں نے اسکی روح کو اور خود اسکو مردہ کر دیا ہے ابھی ابھی اسکے خاتمہ کا وقت آنیوالا ہے اور یہ ہی وقت بابل اور تمام باشندگان اور سلطنت بابل اور اسکے بادشاہ کے واسطے نہایت

نیست و نابود کر دینے والا ہے۔ میں اُسکی خرابی کے واسطے اسکا سمندر اور دریائے فرات خشک کر دونگا اور اسکے چشموں کو سکھا دونگا اور تمام کالدیا اور بابل کی گناہوں سے بھری ہوئی زمین ایکدم جلی ہوئی اور پامال شدہ مٹی کا ڈھیر ہو جائے گی جسمیں اژدہے اور نہایت مہیب حشرات الارض اپنا سیرگاہ اور مسکن بنائینگے جو نہایت عبرت انگیز حالت ہر شخص مسافر پر بسبب عدم سکونت اور موجودگی کسی انسان کی ظاہر کر دینگے۔

میں اُنکی گرمیوں کے موسم میں انکی مذہبی تیوہار ایسی قسم کی قایم کرونگا کہ وہ وہاں بے انتہا ہوکر سو رہینگے اور ایسی نیند سوئینگے کہ کبھی نہ پیدا ہوں گے۔ اسکے بعد سمندر بابل پر موجزن ہوگا اور اُسکی بڑی بڑی لہریں تمام سرزمین کالدیا اور بابل پر لہراتی نظر آئینگی تمام شہر اور قصبے تباہ کر دیئے جائینگے اور بالکل یہ زمین خشک اور سراسر ریت کا میدان ہو جائے گی اور ایسی زمین ہو جائے گی کہ جہاں کوئی آدمی اپنا مکان اور مسکن نہ بنائے گا اور آدمی کا کوئی بچہ اُس میں نہ گذرے گا اور نہ انسانی نسل وہاں قیام کرے گی اور میں بیل کو سزا دونگا وہ اوندھا کر دیا جائے گا اور اسکی پرستش بے نام و نشان ہو جائے گی اور اسکو پوجنے والے پائمال کر دیئے جائینگے اور اسکے مندر کا نام و نشان نہ رہیگا۔

یہ ضرور ہے شہر بابل بالکل نیست و نابود ہو جائے۔ اسکی شہر پناہ مسمار کر دی جائیں اسکی سب دیواریں گرا کر خاک میں ملا دی جائینگی سائرے ایلم یا فارس زمین کالدیا پر قابض اور مسلط ہو جائے میڈیا۔ دوڈکر آرب الافواج نے شاہاں میڈیا (ایران و وسط ایشیا یا عراق عجم) کی روحوں کو اسلئے برانگیختہ کیا ہے کہ وہ بابل کے اور کالدیا کو پامال کر دیں اور اسکی مخالفت اور نیست و نابود کر دینے اور اسکے باشندوں کے قتل و غارت کے واسطے اپنے تمام گروہوں کے ساتھ آمادہ ہو جائیں م

بربادی بابل

(تمام اقوام عراق و ایران و شام کی سلطنت بابل سے مخالفت۔ کیکاؤس کیانی شہنشاہ ایرانی کی کالدیا اور سرزمین بابل پر نہایت پرجوش یورش اسکی تدابیر جنگ، بابل میں اسکا داخلہ اور بابل کا قتل عام)

[illegible] لیا تھا اور بابل والوں کی حد درجہ جہالت اور مدہوشی اور نامردی اور وہ طریقہ جس سے اس شہر کو کیکاؤس نے فتح کیا اور قبضہ بابل کے متعلق مفصل واقعات کی پیشین گوئی اور سلطنت بابل کے انجام کار کی حالت اور ان سب کی اطلاع پہلے ہی سے گو صدیوں پیشتر انبیاء سابق کی زبانی تمام باشندگان بابل کو معلوم اور اطراف کالدیا میں شائع تھیں اور گو انہوں نے اسکی اصلیت پر یقین نہیں کیا تھا لیکن مورخین قدیم اور ماہرین علم قصص الاصنام کو یہ امر بخوبی پایہ تحقیق کو پہنچ گیا ہے کہ بابل کی تباہی اور اسکی نیست و نابود کر دینے کے واسطے شاہان فارس اور عراق وغیرہ (میڈیا) اس بڑائی پر نہایت اتحاد و اتفاق کے ساتھ متفق اور ہم خیال ہو گئی تھی کہ سلطنت بابل اور کالدیا پر نہایت سرگرمی اور مستعدی سے ہتھیار اور لشکر جرار کے ساتھ متفقہ حملہ کر دیا جائے۔ کیکاؤس (بعض مورخین کیخسرو ثانی و کیکاؤس ہی سمجھتے ہیں) جو تمام شاہان فارس کے سلسلے میں ایک نہایت ہی اولو العزم اور کشور کشا شہنشاہ ایران گذرا ہے اپنے زمانہ میں سلطنت فارس کی شوکت اور عظمت اپنے پیشتر فرمانرواؤں سے دہ چند بڑھا لی تھی ان میں سب سے زیادہ اس سلطنت اسیریا و بابل کی بربادی و تسخیر پر اسکی ہشیاری و [illegible] انتہا زوال کے باعث جسکی خبریں تمام دنیا میں مشہور ہو گئی تھیں بڑی گرم جوشی سے آمادہ تھا اور اس فوج کشی سے قبل وہ اور بھی کئی دفعہ اس ملک پر حملہ کر چکا تھا مگر بوجہ دانشمندی اور اعلیٰ درجہ کی تدابیر اور میر اعظم بابل اور نیز اپنی کمی فوج کے باعث اسکو ناکامی ہوئی تھی۔ مگر اسکی یہ یورش صرف ایرانی فوج سے ہوئی تھی۔

اس دفعہ حالت حملہ کی بالکل جداگانہ تھی کیونکہ سلطنت بابل کی مخالفت میں عام جوش عام سرزمین شام و عراق اور اطراف سلطنت کالدیا میں پھیل گیا تھا اور اسکے علاوہ خود اندرون سلطنت بابل میں ایک پوشیدہ نارضامندی حکام اور خاندان شاہی سے پیدا ہو گئی تھی اور جو گھن کی طرح وفاداری اور حفاظت بابل کی اسباب کو کھا رہی تھی حکام بابل کا ظالمانہ اور نہایت مکروہ طرز حکومت اب ایسا ناگوار ہو گیا تھا کہ مفصلات ملک کے باشندے اسبات کے دل سے خواستگار تھے کہ اب اس سرزمین میں اس قسم کا انقلاب ہو جائے کہ موجودہ حکمران شخص کا نام و نشان بھی باقی نہ رہے [illegible] فرمانگذار صوبوں کا حال تھا چونکہ اسکی عظمت اور ثروت اور دستگاہ اور فوجی قوت کا تجربہ اکثر موقعوں پر ان لوگوں کو ہو چکا تھا لہذا ہر ایک کی یہ خواہش تھی کہ کسی طرح اس سلطنت کا خاتمہ ہو اور ہمکو ان خزانوں اور زیادہ از وہم و قیاس مال و دولت

سے لوٹ اور غارت کرنیکا موقع ہاتھہ آسکے۔ مگر تنہا حملہ کرنے کی ابتدا سے کسی کو جرأت نہ
پڑتی تہی شاہ کیکاؤس کی اِس آمادگی پر سب بادشاہ اور چھوٹے چھوٹے فرمانروا اسکے شریک
ہوگئے اور اسطرح انہوں نے اپنی آرزوی دلی پوری کرنے کا نہایت مستحکم ارادہ کر لیا تہا کیکاؤس
چونکہ ایک نہایت ہی دور اندیش اور بڑا مدبر بادشاہ تہا اسنے ان سب سلاطین سے ایک نہایت
خاص سلسلہ اتحاد بلکہ بعض سے رشتے اور قرابت قایم کرکے اپنی عجیب ہر دلعزیزی ان سب میں
پیدا کر دی تہی۔ اور جسکا اصلی مطلب اور نتیجہ یہ تہا کہ کسی ضرورت پر یہ سب سلاطین اسکے خیالات میں
شریک ہو جائیں۔ اور ہر طرح اسکی مدد پر آمادہ ہوں۔ چنانچہ یہ خیال اسکا پورا ہوا ان بادشاہوں
نے جو فارس اور بابل کے قرب و جوار میں حکمران تہی اور جنکا ذکر سابق میں ہوچکا ہے اپنا
تمام خزانہ اور فوج اور لشکر کیکاؤس کو حوالے کر دیے اور انکی متفقہ امداد کیکاؤس کے ہاتھ
میں دیدیگئی تہی۔ درحقیقت اِس فوج کشی اور اسکی کامل طور سے انجام [illegible]
[illegible] سے بڑھکر اس زمانہ میں اور کوئی بادشاہ ان ممالک میں نہ تہا۔

یہ امر بہی قابل ذکر ہے کہ علاوہ ان بادشاہوں یا کیکاؤس کے تمام عہدہ سردار اقوام متفقہ بابل
اس ابتدائی عزیمت اور ارادہ کے مشہور ہوتے ہی گورنمنٹ بابل کے خلاف ہوگئے تہے اور
ان اقوام میں ایک جھنڈا اس غرض سے کھڑا کیا گیا تہا کہ انکے اس سلطنت پر [illegible]
واسطے جو شاہ بابل کے زیر حکومت ہے ایک بڑی جمعیت اتفاقی اس جھنڈے [illegible]
جمع ہو جانا چاہیے۔ تمام اقوام بذریعہ منادی اور ایک خاص باسلوب طریق [illegible]
بتا دیا گیا تہا کہ ہر ایک انسان کو جو سرزمین بابل اور کالدیا کا رہنے والا ہے [illegible]
سبے بابل کے خلاف شاہ کیکاؤس کا شریک ہو جانا چاہیے۔

اس عرصہ میں کیکاؤس نے اپنی خاص اور اہم غرض کے لیے ان اقوام [illegible]
کی رعایا اور افواج کے ساتہ جو کارروائی اختیار کی تہی وہ انکی ماندہ حالت کے موافق اور
انکو کامیابی حاصل کرنے کے واسطے نہایت ہی اعلے درجہ کی تہی۔

اسنے بادشاہ کالڈیا کو جو سلطنت بابل کے ایک حصہ کی قوت [illegible]
کی رکہتا تہا اپنا بالکل تابع و فرمان بنا لیا تہا اور بغیر کسی خونریزی کے وہ بادشاہ اسکا
تابع ہوگیا تہا اپنی دلیری اور چالاکی سے مغلوب [illegible]
[illegible]

اسکی بہت تشفی کی اور مناسب برتاؤ کے ساتھ اسکو ایسا فرمانبردار بنایا کہ وہ کیکاؤس کے خاص فوج میں بھرتی ہوگئی۔ اُسنے ہاریکینے کے باشندوں کو بھی جو اطراف شام میں تھے اور بڑی ثروت اور قوت رکھتے تھے تالیف قلوب کے نہایت موثر ذریعوں سے اپنا ہوا خواہ اور مطیع بنالیا تھا۔ چنانچہ جب وقت آپہنچا تو یہ سب شاہ بابل کے خلاف بغاوت پر اٹھکھڑے ہوے اور انکی بغاوت اور خودسری اور تمردی سے جو سلطنت بابل کے ساتھ انہوں نے کی تھی حملہ آور شاہ ایران کو مدد تسخیر بابل اور سرزمین کالدیا کے فتح کرنے میں حاصل ہوئی تھی۔ یہ سب لوگ اگرچہ دشمن کی رعایا تھے لیکن کیکاؤس کی مدبری اور عجیب پیچیدہ نیک مزاجی یا تالیف قلوب کے برتاؤ کے باعث اسیطرح اسکے تابع فرمان ہوگئے تھے۔ جسطرح اسکی دانشمندانہ اور نہایت ہی عاقلانہ طرز عمل اور مدبرانہ طریقہ حکمرانی نے سلطنت فارس اور میڈیا کی رعایا کو اسکا ایک دلی خیر خواہ اور جان نثار اور ہر طرح اسکے ارادے اور خیال کا شریک بنادیا تھا۔ بہرحال ابتداً کیکاؤس نے اس عظیم گروہ کو اپنا معین اور شریک بناکر مذکورہ متحدہ افواج سے سلطنت بابل پر متواتر حملے کرنے شروع کیے جنکا جواب اگرچہ سرداران بابل نے بھی وقت پر دیا مگر آخر کیکاؤس کی شان وشکوہ اور تدابیر عاقلانہ کے سامنے انکی دلیری کچھ کام نہ آئی اور اسی طرح اگرچہ بابل کی فوج نے جنمیں میڈیا کی گورنمنٹ کی فوجیں بھی شریک تھیں بڑے جوش وخروش سے کیکاؤس کا مقابلہ کیا لیکن تاہم انکو ہر دفعہ سخت ناکامی ہوئی اور کیکاؤس شہر پر شہر اور ضلع پر ضلع فتح کرتا ہوا سلطنت بابل کے اندر بڑھتا چلا جاتا تھا۔ ان شکستوں اور ناکامیوں سے تمام انتظام فوجی سلطنت بابل کا متزلزل ہوگیا تھا اور ایک عجیب کھلبلی عام طور سے سرزمین کالدیا میں پیدا ہوگئی تھی تاہم برابر فوجوں پر فوجیں کیکاؤس کے مقابلے کے واسطے چلی آتی تھیں لیکن یا تو اس وجہ سے کہ ایک خط عادت عیش پرستی اور نیز ذلیل کاہلی کے گرداب میں وہ پھنسے ہوئے تھے وہ رموز جنگ سے بالکل ناواقف ہوگئے تھے اور یا کیکاؤس کے تدابیر جنگ کے اصول نہایت ہی زبردست تھے انکو ہر دفعہ ناکامی ہوتی تھی اور شکست فاحش ملتی تھی اور شدید نقصان اٹھاکر بابل کی فوج پسپا ہو جاتی تھی ہماری رائے میں تو انکی ناکامی یعنے اہل کالدیا اور افواج بابل کی یہ سلسلہ وار شکستیں صرف انکی بت پرستی اور انکی نہایت مکروہ بد اعمالی اور انکی حد درجہ بہائم خصلتیں اور خدا ناشناسی کا نتیجہ تھیں جنکی بابت خالق کائنات کے احکام قطعی نافذ ہوچکے تھے اور جو تمام سرزمین و باشندگان

اسیریا میں بطور پیشین گوئی صدیوں سے مشہور تہیں۔

بہرحال ایک مقام پر بابل اور میڈیا کی متحدہ افواج نے بڑی سرگرمی اور حد درجہ استحکام کے ساتہ کیکاؤس کی فوج کو جو دریاے سولج کی طرح بے خوف وخطر اندرون ملک کی جانب دار السلطنت کو بڑہتا چلا آتا تہا روکنا چاہا۔ اس معرکہ میں بڑی شدید اور گہمسان کی لڑائی ہوئی نتیجہ میں بابل اور میڈیا کے دو بڑے سرداران سلطنت سارڈس اور کریڈلا مع ایک کثیر حصہ فوج شام کے گرفتار ہوگئے اور ایسی ہشیار اور عظیم الشان فوج بابل او میڈیا کو اس موقع پر ایسی سخت شکست ہوئی کہ یہانسے جو یہ لشکر بہاگا ہے تو اسنے سواے شہر بابل اور کسی جگہ دم نہیں لیا۔ تمام سرداروں اور خود شاہ بابل کو اب زوال ملک وسلطنت کا یقین کامل ہوگیا تہا مگر باینہمہ شیطانی تسلط اور نہایت خبیث نفسانی جذبات نے کچہ ایسا اس مخلوق کو اپنے قابو میں کر لیا تہا کہ انکو خداے واحد کے وجود کی جانب اور اپنے اعمال بد سے متنبہ ہونے کی طرف مطلق توجہ نہوئی۔ اور بجاے اسکے کہ وہ شاہ کیکاؤس سے اپنی حفاظت ملک کے بچاؤ اور آزادی کے واسطے کوئی خاص معاملہ یا گفتگو کرتے یا تحفظ سلطنت کی غرض سے اور کسی قسم کی تدابیر پر کاربند ہوتے وہ ایک عظیم الشان جمعیت انسانی کے ساتہ خاص شہر بابل میں جو درحقیقت دشمن سے امان پانیکے واسطے نہ قہر خدا سے بچنے کے لیے ایک نہایت ہی زبردست اور مستحکم مقام تہا داخل ہوکر مع بادشاہ بابل محصور اور پناہ گزین ہوگئے اور اسکے بعد بوجہ اس اطمینان کے کہ اس شہر پر زبردست سے زبردست دشمن کو بہی کسی حال میں فتح نہیں حاصل ہو سکتی ہے وہ سب کے سب پہلے سے زیادہ اپنی بدکاریوں اور شدت سے بت پرستی اور شراب نوشی اور طرح طرح کے لہو ولعب کے اشتغال میں مصروف اور مشغول ہوگئے تہے۔

اسطرف کیکاؤس جسے اپنی فتوحات کی نہایت سہل طور پر مکمل ہوجانے کا کامل یقین ہوچکا تہا اور جسکے ہمراہی اور خونخوار سپاہی بہیڑیوں کی طرح دشمنوں کے شکار کے لیے بیچین ہو رہے تہے اور کسی طرح نہ رکتے تہے جہاں اس خونخواری اور شمشیر زنی سے اپنی دہاک بٹہاتا اور اپنی فتوحات کو نہایت سرگرمی سے پورا کرتا چلا جاتا تہا اسکے ساتہ ہی جو دشمن اسکے قابو اور قید میں آجاتے تہے انپر نہایت الطاف اور مراحم شاہانہ مبذول کرتا تہا اور انہیں سے اکثر کو محض اس خیال پر چہوڑ دیتا تہا کہ اسکے قلب اب آخر دم تک شاہی بابل کی ہوا خواہی نہ چہیا کرینگے۔ چنانچہ اسی خیال اور امید پر اسنے مذکورہ افسران بابل سارڈس اور کرلوسیس کو جنہیں

مع اکثر رفقا کے اور ہتیار، دولت و مال اور سامان رسد و خیمہ و خرگاہ کی گذشتہ جنگ میں گرفتار کر لیا تہا نہایت مرحمت خسروانہ کا اظہار کرکے رہا کردیا اور نہ صرف اُنکی جان بخشی کی بلکہ اُنکی دولت و مال اور جسقدر سامان لوٹا گیا تہا وہ سب اُنکو واپس کردیا اور اُسکے خاندان کیواسطے ایک امان نامہ بہی دیدیا۔ کیکاؤس کی اِس کارروائی سے جس امر کا خیال اِسکو تہا اُسکا کافی نتیجہ پیدا کیا یعنے سلطنت بابل کی تمام رعایا کیکاؤس کی گرویدہ ہوگئی اور جو بڑے بڑے رئیس باشندے بستے تہے وہ ایک کثیر مقدار میں خاص سلطنت بابل کی مخالف ہوکر کیکاؤس کے شریک ہوگئی۔ اِس کارروائی کے بعد کیکاؤس نے اپنی دوران فتوحات و پیشقدمی بابل میں مقامات فرغیا اور کپادوشیہ کے اقوام کے خوف کے ضعف کی جانب اور اُنکو سلطنت بابل سے منحرف کرنے کی طرف توجہ کی۔ اِسمیں شک نہیں کہ یہ اقوام سلطنت بابل کے استحکام کے لیے بطور رگ جان خیال کی جا سکتی تہیں اور شاہ بابل کو اُن اقوام کی خودسر حکمرانوں پر بڑا بہروسہ تہا۔ بہرحال کیکاؤس نے اُنکی فوجوں کو سازش کرکے توڑنا شروع کیا اور اِس کارروائی کے بعد اُسنے خود اپنی فوج میں **فرغین** قوم کی ایک گروہ کثیر کو نہایت اعزاز اور الطاف کے ساتھ بہرتی کر لیا وہ جس جس ملک کو فتح کرتا تہا وہاں امن و امان قایم کرتا اور وہاں کے باشندوں میں ایک خاطر اطمینان پیدا کرتا چلا جاتا تہا اور اُسنے اپنی دوران سلطنت میں گورنمنٹ بابل کے اکثر بڑے بڑے سرداروں سے بہی جو ابتک گورنمنٹ مذکور سے متفق تہے قرابت اور اتحاد پیدا کرنا شروع کیا اُنکی اِس کارروائی کے استحکام کو مسلسل زمانہ گذرتا چلا جاتا تہا اور یہ تمام زمانہ کیکاؤس کے تخت اور سلطنت بابل پر قابض ہوجانے کے تدابیر میں نہایت کامیاب زمانہ خیال کیا جا سکتا ہے اُسکی تدبیریں اُسنے مسلسل طور سے شہر بابل کی رعایا کو ناجائز حکمرانی اور ایک نہایت ناگوار غلامی سے علانیہ اور خفیہ طور پر آزادی دلانے میں بڑی کوشش اور بہت صرف کی تہی اور یہ زمانہ ایسا تہا کہ اِس بادشاہ کے جو سراسر دانشمندی اور انسانیت کا نمونہ تہا اور نیز اُسکے عجیب تحمل اور قابل ہمدردی طرز عمل اور بیحد فیاضی کی تمام سلطنت بابل کی رعایا اپنی حکمرانوں کی خلاف شہنشاہ کیکاؤس کے حکمرانی کی دل سے خواستگار ہوگئی تہی اور اُسکو ظاہری اور پوشیدہ دو نو طرح سے مدد پہنچاتی تہی۔ اِس معرکہ میں جو شاہ بابل اور کیکاؤس سے ہوا یہ اقوام اپنی بادشاہ کے ذرا بہی شریک نہوئیں بلکہ اِس سے بعض حالتوں میں کہلم کہلا باغی ہوگئی تہیں اور وسیع پیمانہ پر ایک عام جوش شاہ بابل کے خلاف تمام اقوام میں پہیلا ہوا تہا کیکاؤس کی متواتر اور مسلسل فتوحات نے کل سرداران سلطنت بابل کے دلوں اور روحوں پر ایک خوفناک زلزلہ ڈالدیا تہا اور ایک عام ہیبت طاری ہوگئی تہی کہ عنقریب

اِس ملک کے لیے کیا انجام ہونیوالا ہے خود اسکی رعایا اور بڑے بڑے اہل سپہ یکے بعد دیگرے ناراض ہوتے چلے جاتے تھے اور بغاوت اختیار کرتے جاتے تھے۔ اِس نہایت پرجوش داروی میں جو ملک بابل کی اندرونی جانب پیشقدمی کی غرض سے کیکاؤس کی طرف سے ظاہر ہو رہی تھی آرمینیا کے چھوٹی بڑی رئیسان اور ایسیپیا نز کے فرمانروا ملکہ فرغیا اور لوحارٹ کی حکومتیں بھی اسکے ساتھ تھیں اور قدم قدم پر اسکو مدد پہونچاتی تھیں اِس عظیم الشان گروہ انسانی کے ساتھ حملہ آوری میں اسکے ہیدل ہو جانے سے ایک پیشین گوئی کے اِس حملہ کی کامل تصدیق ہوتی ہے کہ شمالی جانب کل بابل سے بڑی بڑی قومیں حملہ کرینگی اور جو ہونیکا سیلاب تھیں ارارت اور مینی وغیرہ شامل ہیں بابل پر موجزن ہوگا یہ لکھا جا چکا ہے کہ قبل اِس حالت کے کہ [illegible] اسکا فوجی [illegible] سے بابل پر یورش کرنے کی غرض سے [illegible] کی اعانت کے لیے کھڑا ہو گیا تھا [illegible] چند [illegible] بابل پر فوج کشی کی تھی جسمیں [illegible] ناکامی اور شکست ہوئی تھی لیکن جب [illegible] اتفاق اور ان تمام رو سیاہ [illegible] کی [illegible] زیادہ [illegible] سلطنت بابل کا شمال [illegible] بابل پر [illegible] چند [illegible] جنگ آزمایوں [illegible] مقابلے کے [illegible] وہ شہر بابل کی [illegible] پہونچگیا اور [illegible] میں [illegible] بالکل یاد کر دیا گو آیں [illegible] خاص شہر بابل کی فتح کا [illegible] کیکاؤس کو [illegible] معرکہ آرائی یا جنگی کار روائی کی زیادہ [illegible] اہل بابل کی [illegible] پرستی اور [illegible] ایک خاص حکمت عملی [illegible] ہوا تھا۔

جسوقت کیکاؤس نے حدود بابل پر اِس یورش میں حملہ کیا ہے تو اسکے ہمراہ صرف چالیس ہزار سوار ایرانی نسل کے تھے اور انکے سوا اور بھی حدود دیگر امدادی اقوام کے تھے۔ اسکے علاوہ ایک اشتر قوا شتر [illegible] اور تیر اندازوں کی [illegible] اسکے ہمراہ تھی [illegible] نہایت خونریز [illegible] دشمنوں کو ہلاک کرنے اور اہل بابل کا [illegible] بہانے کی غرض سے انکے ہمراہ نہایت تھوڑی دلیری سے چلی جاتی تھی بہرحال اب ہمکو یہ ذکر کرنا چاہیئے کہ بعد ایک عظیم الشان سلسلہ فتوحات اور نیز بابل کے اکثر بڑے بڑے حصص فتح کر لینے کے کیکاؤس اِس لشکر جرار اور پرجوش سامان جنگ کے ساتھ روز و شب کوچ کرتا ہوا شہر بابل کی دیواروں کے نیچے پہونچگیا یہاں پہنچنے کے بعد اسنے اِس خیال پر کہ شاید کسی طرف اِس قسم کا موقع دریافت ہو جائے جو داخلہ شہر کی غرض سے بہت زیادہ دشوار گذار نہو پہلا یہ کام کیا کہ اپنی خاص ارکان فوج اور بڑے بڑے سردار

اُنکو ساتھ لیکر دیوار شہر پناہ کے گرد گشت لگایا اور نہایت اندازہ کے ساتھ ایک زبردست جنرل کیطرح گرد آوری کی اور اسکے بعد اسنے اپنی تمام فوج کو شہر کے گرد احاطہ کرکے ڈالدیا اور اسطرح یہ پیشین گوئی پوری ہوئی کہ (اُنہوں نے اِس شہر یعنے بابل کی چارطرف گرداگرد اپنی چھاونی ڈالدی ہے اور وہ یک دل اور کام میں متفق ہوکر بابل پر حملہ کرنے کی غرض سے صف آرا ہوئے ہیں) بہرحال کچھ عرصہ تک کیکاؤس اِس فکر میں اور اِس موقعہ کے حاصل کرنے کی کوشش اور تدبیر میں مصروف رہا کہ دیوار شہر پناہ کا ایسا کوئی حصہ اسکے قابو میں آجائے جس سے نہایت خفیہ طور پر بہ آسانی اسکی فوج شہر میں داخل ہوجائے اور یا کوئی آسان رستہ یا طریقہ فصیل شہر تک پہنچ جانیکا نکل جائے مگر اِس خیال میں عرصہ تک اسکو ناکامی رہی اور اسکی تمام کوششیں اور تدبیریں جو اِس خیال کے پورا کرنے میں وہ روزانہ عمل میں لاتا تھا بے سود جاتی تھیں بلکہ اسکو الٹا اسبات کا خوف پیدا ہونے لگا تھا کہ شاہِ بابل اور اسکے سرداروں نے کوئی خاص دہوکے کی کارروائی کا منصوبہ نہ کیا ہو اور کسی وقت غفلت میں شاہ مذکور شہر سے نکلکر اسکی فوج پر حملہ نہ کردے کیونکہ گو کیکاؤس کی فوج نہایت یکدل اور ہر طرح کے سامان جنگ سے آراستہ تھی اور نیز دشمنوں کی طرزِ معرکہ آرائی سے بخوبی واقف ہوگئی تہی تاہم بوجہ فوج مذکور کی ایک عجیب کثرت کے اُسکے قیام اور دشمن سے قابل اطمینان حفاظت کا کوئی کامل انتظام ابھی تک نہیں ہوا تھا۔ بہرحال اِس کشمکش اور مختلف تدابیر میں ناکامی حاصل کرنے کے چند روز کے بعد ایک روز کیکاؤس اپنی فوج کے مقابل میں گھوڑے پر سوار ہوکر استادہ ہوا اور اُسنے یہ حکم دیا کہ تمام فوج دستہ دستہ ہوکر اپنی جائے قیام سے چلکر خاص خاص مقامات پر جو ابھی شہر پناہ کے گرد اسکے قیام کے لیے بغرض تحفظ فوج و محاصرہ شہر مناسب سمجھ لیے گئے تھے قیام کرے۔ اگرچہ یہ مقامات متفرق تھے تاہم اسکی فوج کا سلسلہ قیام کچھ اِس طرح قایم کیا گیا تھا کہ معمولی ہدایت و اطلاع پر سب فوج ایک جگہ جمع ہوجائے۔ اسنے یہ حکم دیا کہ سب سے اول سوار جو اعلے درجہ کے جنگجو ہیں آئیں اور اسکے بعد معمولی سپاہیوں اور سواروں کا موقع آیا۔ اسنے ہر ایک دستہ کی تعداد کو نہایت اندازہ کے ساتھ دونا کردیا اور جو لوگ اس فوج میں زیادہ بہادر اور فنون جنگ سے ماہر تھے انکو میمنہ اور میسرہ فوج پر معین کیا اور اِن اطراف کی نگرانی اور ہر قسم کی حفاظت کی انکو بخوبی تاکید کردی۔ اور جو کمزور یا ادنے درجہ کے سپاہی یا سوار وغیرہ تھے اُنکو قلب (وسط) فوج میں رکھا۔ زینوفن مشہور یونانی مورخ بزرگ کے نزدیک اِس قسم کی

آراستگی اور ترتیب فوج سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ گیکاؤس لڑائی کے اُن دونوں فنون یعنے حملہ آوری اور اپنی حفاظت کی تدابیر کے حصول کو باقاعدہ قائم رکھنے میں بہت ہی بڑا ماہر اور واقف کار جنگی تھا۔ بہرحال جب اپنی فوج کی ترتیب وہ اس طرح کر چکا تو اس عظمت و نشان سے مع کثیر فوج کے وہ دیوار شہر پناہ کے اوپر صف آرا ہوا اور باوجودیکہ ایک کثیر تعداد اس فوج میں اس قسم کی تھی جو بالکل غیر منتظم حالت میں تھی مگر کسی قسم کی انتظامی خرابی پیدا نہ ہوئی اور پھر تو کسی شخص کی کیا مجال تھی کہ جو گیکاؤس کے حکم کے مخالف ذرا بھی جنبش کر سکے اور اسکی ہدایت کے خلاف کوئی کاروائی کر سکے اور اس طرح اس پیشین گوئی کا یہ حصہ پورا ہوا کہ "وہ بابل کے خلاف یکساں طور پر صف آرا ہوں گے اور ہر ایک شخص اسکے مقابل صف آرائی میں مستعد رہیگا"

جانب مخالف کا حال بھی اسوقت قابل ذکر ہے اور اس موقعہ کی تصویر آپ کے سامنے کھینچی ضرور ہے جو ان سامانوں سے مملو تھا جنپر اطمینان کر کے اہل بابل نہایت فراغت کے ساتھ شہر کے اندر خاموش بیٹھے ہوئے عیش و عشرت میں مصروف تھے۔ شہر کے گرداگرد ایک بڑی عریض و عمیق خندق بنی ہوئی تھی جو پانی سے ہر وقت لبریز رہتی تھی

اس خندق پر تختے کے پل رکھے ہوئے تھے جو غنیم کے قریب شہر پہنچ جانے کے اندیشے سے اس قسم کی بنائی گئی تھی کہ ایک ذرا اشارہ پر فوراً اٹھائے جا سکتے تھے۔ دریائے فرات ایک طرف یعنے وسط شہر میں ہو کر بہتا تھا اور اسکی روانی کچھ اس طرح واقع ہوئی تھی جو شہر کی حفاظت کے بہترین وسائل قدرتی میں بھی جا سکتی تھی۔ اسکے سطح پر بڑے بڑے دروازوں کا سلسلہ نہایت ہی عجیب ہنرمندی کے ساتھ قایم کیا گیا تھا وہ اس اصول پر تھا کہ انکو اگر کہیں بھی ڈھیلا دیا جاوے تو دشمن بوجہہ دریا کے نہایت عریض اور عمیق ہونے کے یکایک آسانی سے شہر میں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ دیوار شہر پناہ کے جسقدر برج تھے انپر بڑے بڑے قدآور نوجوانوں کے دستے جو تیر اندازی میں اپنے زمانہ میں تمام ملک بابل میں بے عدیل و بے نظیر تھے مدافعت دشمن کے واسطے اور نیز حفاظت شہر کے لیئے ہر وقت موجود رہتے تھے اور ہر ماہ میں انکی تبدیلی ہو جایا کرتی تھی۔ چنانچہ اس وقت بھی اُن برجوں پر یہ فوج موجود تھی اور گو انکے مقابلہ میں گیکاؤس کو ابھی تک کوئی فتحمندی حاصل نہ ہوئی تھی تاہم بموجب فرمان رب قدیر جو انکی بت پرستی اور شدید بادہ پرستی کے باعث اور تمام زناکاری کی وجہہ سے یقینی تھی۔ اسلئے اس قسم کی تدابیر میں بھی اہل بابل

کو ناکام رکہا اور کیکاؤس ایک نہایت سہل تدبیر کے عملدرآمد سے جسکا ذکر آئندہ ہوگا بلا تردد اور بغیر کسی روک ٹوک کے بیخوف وبیباک شہر اور شہر پناہ پر قابض ہوگیا یہ سب محافظ جو برجوں پر رہتے تہے ایک ایک کرکے ایرانی فوج کے ہاتہہ سے مارے گئے اور انہیں سے کوئی بہی نہ بچ سکا اور بموجب اس پیشین گوئی کے کہ بابل کی تمام طاقت ذراسی دیر میں اس لڑائی میں نیست ونابود ہوجائیگی محافظین شہر مذکور جو نہایت اعلے درجہ کے اشخاص تہے بالکل پیوند خاک ہوگئے اور جو خال خال باقی رہے وہ اپنے گہروں میں روپوش ہوگئے۔

انکی طاقت بالکل سلب ہوگئی اور انکی ہمت کافور ہوگئی اور سچ تو یہ ہے کہ اس موقع پر اہل بابل نے بالکل عورتوں کی سی حالت اختیار کرلی تہی۔ یہ ظاہر ہے کہ اس زمانہ میں شہر بابل تمام دنیا کی دولت اور سرسبزی اور جاہ وحشم کا صدر اور مرکز تہا اور جسکی بڑی وجہہ یہ تہی کہ یہاں کے جبار بادشاہوں نے اطراف کی اکثر سلطنتوں کو نہایت خونریز فوجکشی کرکے تباہ کردیا تہا اور اپنی زبردست اور متفقہ طاقت سے اپنے گرد کی تمام مشہور اقوام کی قوتوں کو توڑ دیا تہا۔ اور انکی قوی بازو سپہ سالاروں کی دلاوری اور معرکہ آرائی کی دہاک دور دور کی ملکوں تک بیٹہی ہوی تہی بیشمار اقوام کو بہت سے مواقع پر فرمانروایان بابل نے تہوڑے تہوڑے معرکوں میں گرفتار کرلیا تہا مگر باینہمہ جاہ وحشم ودانائی کے وہ خدائے واجب الوجود کے اس ارشاد سے بالکل غافل ہوگئے تہے جو اس موقع کی نسبت تہا کہ "تمام اقوام بابل کی مخالفت میں لوگ اسکی دیوار شہر پناہ کے چار طرف صف بستہ ہوجائینگی" اور اہل بابل کی بزدلی اور کم ہمتی کا یہ نتیجہ پہلے ہی بطور پیشین گوئی مشہور ہوگیا تہا کہ ایسا شدید اور خونریز دشمن انکی تباہی کے واسطے آنیوالا ہے کیکاؤس نے پہلے جو کسی زمانہ میں اس ملک پر چند حملے کیے تہے گو اسمیں کیکاؤس کو ناکامی ہوئی تہی مگر حال میں اس فوجکشی کی دوسری دفعہ اہل بابل خواہ وہ سردار ہوں یا رعایا اور شاہ وشہریار اپنی خود فراموشی کی محیط گرداب میں یکساں طور سے ڈوبے ہوئے تہی اور ان سب میں سے جز و ہمت وحمیت اور دلیری گویا بالکل سلب ہوگئی تہی اور اس باعث انکو اپنے ملک کو غارتگری یا دشمنوں کے حملوں سے بچانے کیطرف ذرا بہی توجہ نہ تہی اور نہ انکو اسکا خیال تہا کہ ایسے خوفناک حملہ آوروں کو جس طرح ممکن ہو دیوار شہر پناہ کے متصل کسی طرح نہ جہنے دیں اور نہ انہوں نے اپنے حملہ آوروں اور محاصرین کے بہگا دینے یا مقابلے کے واسطے شہر سے نکلکر کوئی دہاوہ یا چہاپہ مارا آخر اسحالت کا یہ انجام ہوا کہ دشمنوں نے اسکی مستحکم دیواریں گرا کر

خاک کے برابر کردیں اور اچانک حملہ کرکے انہوں نے مغرور اور نہایت بدترین مخلوقات الٰہی کو نیست و نابود کردیا۔ دشمنوں کے داخلہ تک شہر بابل کا ہر ایک دروازہ بند تھا اور سب اہل شہر اپنے اپنے گھروں میں عیش و عشرت میں مصروف تھے اور اسوقت انکی زندگی کا جو طریقہ تھا اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ انکو کوئی بھی مصیبت درپیش نہیں ہے اور وہ ایک ایسے اطمینان میں ہیں جو بہشت کے عیش کرنیوالوں کو حاصل ہونا یقین کرنا چاہیے۔

بظاہر انکی ایک بہت بڑی وجہ یہ تھی کہ انکے شہر پناہ قدرتی طور پر ایک بڑے مستحکم سد شہر کے داخلے یا انکے نقصان پہنچانے کے لیے انکی نگاہ کے سامنے ایک عجیب فرضی اعتماد اور یقین دلاتی تھی۔ اور بس اسی پر وہ کامل بھروسہ کر چکے تھے کہ اگر کیسا ہی دانا اور جنگ آزمودہ اور دلیر دشمن ہوگا اور گو اسکے ساتھ کیسی ہی کثیر اور جرار فوج اور سامان جنگ ہو مگر وہ محصورین شہر کو کوئی نقصان پندرہ بیس برس تک نہیں پہونچا سکتا ہے۔ اسکے علاوہ رسد اس کثرت سے شہر کے اندر فراہم تھی اور موجود کر لی گئی تھی جو اور زیادہ شاہ بابل اور باشندگان شہر کے اطمینان اور بےفکری کا باعث داخلۂ دشمن کی طرف سے تھی مگر خدا ناشناس اور بت پرست اہل بابل خدا کی قدرت سے بالکل منکر اور غافل تھے اور اسکی نافرمانی اور اسکی ہستی کے انکار سے انکے دل اسقدر معمور تھے کہ اسبات کا انکو وہم بھی نہ گذرتا تھا کہ ایک قادر مطلق خدا وحدہ لاشریک کسطرح طرفۃ العین میں انکی مسلسل اور نہایت گستاخانہ نافرمانی کے باعث انکے تمام اطمینان اور انکے شہر کے استحکام اور سامانوں کو نیست و نابود کردیگا۔ بہرحال بوجہہ ایک عام عیش پرستی اور بزدلی اور کم ہمتی کے محصورین نہ تو دیوار و نہر سے اور نہ دیوار کے سوا کسی خاص مقامات پر سے دشمن پر کوئی حملہ کرتے تھے اور نہ میدان میں مقابلہ کے لیئے شہر سے باہر نکلکر اپنی فوجیں لاتے تھے جسکا انجام یہ ہوا کہ محاصرین اور حملہ آور گروہ شہر پر قبضہ کرنے سے قریب قریب ناامید ہوگیا اور گو کیکاؤس اور اسکے ہمراہی ہر روز بہت بڑی کوشش کرتے تھے کہ اس شہر پناہ میں کسی طرح داخل ہوں لیکن انکے یہ سب منصوبے اور ارادے بیکار ہو جاتے تھے کیونکہ شہر پر قبضہ جب ہی ممکن تھا کہ یا تو بابل کی عظیم الشان شہر پناہ کا کوئی حصہ حملہ آور لوگ منہدم کردیتے اور یا اسکی نہایت ہی مستحکم اور دبیز برنجی دروازوں میں سے کسی دروازے کو گرا دیا جاتا حالانکہ یہ دونوں امر ناممکن تھے۔ آخر کیکاؤس کے دل میں یہ خیال یقینی طور پر پیدا ہوگیا کہ محصورین کی تعداد اگرچہ زیادہ ہے لیکن بوجہہ فراہمی رسد اور بیشمار سامان خوراک وغیرہ کے انکو کوئی تکلیف نہیں

پہنچ سکتی ہے اور جب تک شہر کا اہل بابل نہ تو امان مانگینگے اور نہ باہر نکلکر میری فوج سے مقابلہ کرینگے پس آخر اس نے ارادہ کیا کہ دو برس تک کم سے کم شہر کا محاصرہ رکھا جاوے اور میعاد آخر کار غلہ رسد اور تسخیر شہر کیواسطے گویا حتمی اور لازمی قرار دیدیا گیا جس سے اسکے ہمراہیوں میں یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ بابل جو دنیا کی آبادی کا جنگل ہے ایسے طویل بے روک محاصرہ کیلئے اب ضروری قرار دیدیا گیا ہے اور جو سراسر بے سود ہے محصورین کے پاس چونکہ میدان اور زراعت کے کھیت شہر کے اندر بکثرت موجود تھے اور انکے علاوہ بیس برس تک کے واسطے جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے غلہ کا ذخیرہ انہوں نے اپنی بزدلانہ چالاکی سے شہر کے اندر ایک عرصہ دراز سے جمع کر رکھا تھا لہذا وہ کیکاؤس کے اس محاصرہ پر ان دیواروں سے آوازے قہقہے پہنچاتے تھے اور اسکو نہایت شوخ چشمی کے ساتھ ظرافت آمیز پیام کہلا بھیجتے تھے اور اس اپنا غرور و تکبر کے ساتھ انکی زناکاری اور بت پرستی اور دروغگوئی کو اسقدر ترقی ہو گئی تھی جسکی کوئی انتہا نہ تھی ۔ ہر وقت ہر ایک باشندہ شہر شراب نوشی میں مصروف اور عیش و عشرت میں مشغول رہتا تھا مگر آخر یہی حالت انکی عبرتناک تباہی کا باعث ہوئی کیونکہ انکی قوت اور دلیری جو عیش پرستی اور خدا کے قہر کے باعث سلب ہو گئی تھی پھر کسی طرح انکو نہ حاصل ہو سکی اور بابل اعظم کی اتنی بڑی ہستی ایک زمانہ میں باقی نہیں رہی کہ وہ ایک معمولی حملہ کی بھی برداشت کر سکتا ۔ اور نہ پھر اسکے قدیم آزادی اور مقبول اور فارغ الحالی سے انہیں عود کیا ۔ آخر کار اس محاصرہ کو ایک بڑا زمانہ گذر گیا اور باوجود ایسے سامانوں اور تدابیر کے کیکاؤس کو کوئی بھی نتیجہ حاصل نہیں ہوا مگر ایسی حالت کے رونکار ہونے سے اسکا خیال بابل کی تسخیر کی بابت کم نہیں ہوا بلکہ اسکی توجہ شہر مذکور کے قبضہ اور فتح کی جانب اور زیادہ ہو گئی تو اس طوالت محاصرہ سے اسکو ایک سخت بیچینی اور پریشانی پیدا ہو گئی تھی آخر بے انتہا غور و فکر کے بعد ایک عجیب تدبیر اسکے ذہن میں آئی جسمیں اسکو پوری پوری کامیابی ہوئی یعنی اسکے دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ دریاے فرات کی دہار کا رخ اسطرف سے جو شہر کی سیدہ میں تھا دوسری طرف پھیر دیا جاوے مگر اس تجویز کی تکمیل کچھ آسان نہ تھی کیونکہ دریا مذکور جو شہر بابل کے اندر سے نکلکر بہتا ہوا جاتا تھا اسکا ایک میل کا پاٹ تھا اور اسکی گہرائی بعض مقامات پر کم سے کم بارہ فیٹ سے زائد تھی اور اسکی ایسی حالت کے باعث کیکاؤس کو شہر دشمن سے [illegible] کی یہ امید لگی تھی کہ شہر بابل کا استحکام اور اسکے باشندوں کا موجودہ اطمینان

یا اسپر فتح نہ پا سکا بہت کچھ دارومدار بہ نسبت اسکے عظیم الشان دیواروں کے دریائے فرات پر بہت زیادہ ہے آخر یہ تجویز مستحکم ہو گئی اور اسکے واسطے ہر قسم کے سامان زمین کہودنے اور محنت مزدوری وغیرہ کے پورے طور سے فراہم ہو گئی اور جو اسطرح پر ختم ہوئی کہ بابل والونکو ذرا بہی اسکی خبر نہ ہوئی۔ دریا کے ایک رخ پر زمین کہود کر اسکے پانی کو ایک نالی میں پہنچا دیا گیا اور اس نالی کو جہیل سے ملا دیا گیا جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ پانی کا بہاؤ اور اسکی دہار بالکل اپنے اصل مقام سے ہٹکر جہاں زمین کہودی گئی تہی چلی گئی۔ اور جس جگہ پہلے بالکل عالم آب تہا وہاں خشک زمین نظر آنے لگی یہ ایک ایسے خوش آیند اور کامیابی کی حالت کیکاؤس کے واسطے پیدا ہو گئی تہی جس سے بڑہکر اسوقت عقل کے ذریعہ ممکن نہ تہی کیونکہ ایک بہت بڑا سطح جو ابہی زیر آب تہا اسطرح انسانی آمد و رفت کے قابل کر دیا گیا اس کارروائی کے بعد کیکاؤس نے اپنی فوج کے دو حصے کیے اور ہر ایک حصہ کو ان اطراف میں جہاں سے دریائے فرات شہر میں داخل ہوتا تہا یا جس مقام سے وہ شہر کے باہر نکلتا تہا کہڑا کر دیا اب یہ وہ جگہ تہی جہاں سے پانی ایک مناسب فاصلے تک ہٹا دیا گیا تہا اور جس سے یہ پورا پورا اطمینان ہو گیا تہا کہ سطح دریا سے کس طرح وہ باسانی شہر میں داخل ہو سکتا ہے اسنے اپنی فوج کو حکم دیا کہ وہ دریا میں اس مقام کو جہاں پایاب ہو تلاش کریں چنانچہ ایک مقام پر پانی بالکل باقی نہ رہا تہا وہاں سے اسنے اپنی فوج کو شہر میں چپ چاپ داخل ہونے کا حکم دیا اسوقت رات تہی اور دروازے دریا کی طرف بالکل کہلے ہوئے تہے گویا اسنے یہ رستہ دریا کو ہٹا کر فوج کے واسطے بالکل ایک سڑک کے مشابہ کر لیا تہا چنانچہ کیکاؤس کی مذکورہ حکم کی تعمیل نہایت خوبی سے کی گئی اور فوج نے نہایت انتظام اور شایستگی کے ساتھ شہر کی طرف کوچ کر دیا ایک اور امر قابل ذکر ہے کہ دریا کی دہار بدل جانے سے شہر کے ایک بڑے حصہ میں طغیانی اور دریا کی موجزنی کا سلسلہ اسوقت سے شروع ہو گیا گو اہل شہر کو اس سے بیخبری تہی۔ اسمیں شک نہیں ہے کہ اس حیرتناک اور اہم تجویز کی تکمیل کیکاؤس کی اعلیٰ درجہ کی دانائی اور اسکی نہایت منتظمانہ عقل اور ماہر فن جنگ ہونے کی مثال پیش کرتی ہے خلاصہ یہ کہ روانگی سے قبل کیکاؤس نے ہر ایک ایرانی کپتان کو جسکی ماتحتی میں خواہ سوار یا پیدل ہوں ایک ایک ہزار آدمی تہے یہ حکم نافذ کر دیا تہا کہ ہر ایک افسر اپنی آنکہوں کے سامنے دو دو کر کے ایک سلسلے میں بادشاہ کی ہدایت کے بموجب اپنے ماتحت سپاہیوں کو شہر کے اندر پہونچانے۔ چنانچہ جیسی اُنکو ہدایت کی گئی تہی ہر ایک شخص نے اپنے وقت سے

اندازہ اور اپنے درجہ اور حالت کے مطابق اسکے حکم کی تعمیل کی مگر یہ سب کارروائی چوروں کی طرح نہایت خفیہ طور سے ایک رات میں ختم ہوگئی اور ایک خاص وقت تک اہل بابل کے خلاف کوئی کارروائی یا نقصان فوج نے اپنے داخلہ کے دوران میں نہیں کیا تھا کیونکہ اگر کیکاؤس کے اس ارادہ کی ذرا بھی خبر اہل شہر کو کسی طرح ہو جاتی تو جو دروازے دریا کے طرف شہر پناہ کے کھلے ہوئے تھے وہ اہل شہر فوراً بند کر دیتے جس سے خود کیکاؤس اور اسکی فوج تباہی اور مصیبت میں گھر جاتی اور خواہ مخواہ منیست و نابود ہو جاتی۔ مگر تقدیر الٰہی اور حکم ایزد قدیر اس طرح نافذ ہو چکا تھا کہ شہر بابل تباہ ہو جائے اور اسکے باشندے اپنی شدت کفر اور زناکاری اور فسق و فجور کے باعث نہایت بیخبری میں قتل و غارت کر دیے جائیں پس جس روز یہ فوج شہر میں داخل ہوئی اس رات اہل بابل کے یہاں کوئی مذہبی تیوہار منایا جاتا تھا اور تمام شہر کے باشندے اپنے مذہبی مراسم کے ادا کرنے میں بڑے جوش و خروش سے مصروف تھے انکو دشمن کے داخلے کا نہ کوئی خوف اور نہ کوئی وہم و گمان تھا اور نہ اسکے دفعیہ کی کوئی فکر تھی یہاں تک کہ ایسا زبردست دشمن کس طرح بلا روک اور بغیر کسی مزاحمت غیر معمولی اور مقابلہ اور نیز بغیر کسی طرح کی خونریزی کی دڑاتا ہوا شہر میں داخل ہو گیا۔ اور یہ سب اسلیئے ہوا تاکہ انکو معلوم ہو کہ اپنی بربادی کی بابت جس پیشین گوئی کو وہ بالکل غلط سمجھے ہوئے تھے وہ ضرور پوری ہونیوالی تھی۔ بہر حال کیکاؤس کی فوج اس حال میں نہایت دلیری کے ساتھ شہر کی سڑکوں پر پہنچ گئی اور بادشاہ مذکور کو یہ حال مخبروں کے ذریعہ معلوم ہو گیا کہ تمام شہر کے مکانات کے دروازے کھجور کی لکڑی کے تھے اور ان پر روغن نفت (رال) کی وارنش چمک کے واسطے کی گئی تھی جو نہایت آسانی کے ساتھ روغنی فلیتوں اور اسی قسم کی مختلف آتشناک مادوں سے جنہیں کیکاؤس اپنے ہمراہ لیگیا تھا جلا دی جا سکتی ہیں۔ بہر حال جسوقت اس داخلہ کیکاؤس کی خبر جو بالکل ایک معمے کی مانند تھے شہر میں مشہور ہوئی جس سے زیادہ عجیب تر کوئی بات اہل بابل کے واسطے نہیں ہو سکتی تھی تو ایک عجیب تزلزل اور تہلکہ شہر میں برپا ہو گیا اور ہر طرف سے ایک دوسرے مقام کو شہر میں اطلاع دینے کے واسطے قاصد دوڑنے لگے۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ شہر کے باہمی کناروں کا فاصلہ آٹھ میل سے زیادہ تھا پس ہر ایک شخص دوڑتا پھرتا تھا اور ایک دوسرے کو دشمن کے اسطرح اچانک شہر میں داخل ہو جانے کی خبر کہتا اور سنتا تھا اور پوچھتا تھا۔ ہیروڈوٹس مورخ یونانی وہاں کے باشندوں

ایک سینہ بہ سینہ روایت بیان کرتا ہے کہ جسدن کیکاؤس بابل میں داخل ہوا ہے اور اسنے شہر کو برباد کیا ہے لوگ بوجہ ایک مذہبی تیوہار کے اُسروز راگ رنگ اور ناچ اور لہو و لعب کے مختلف قسم کے جلسوں میں مصروف تھے اور وہ لوگ جو انتہائے شہر پر رہتے تھے بہ نسبت اُن لوگوں کے جو وسط شہر میں مقیم تھے بہت زیادہ دشمن کے قابو میں آگئے تھے کیونکہ وسط بابل کے لوگ غنیم کے داخلہ سے بہت جلد آگاہ ہوگئے تھے اور گو یہ بات ذرا کم قابل وثوق ہے جیسا کہ فیلسوف دانا (ارسطاطالیس) نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ دیوارونکی سدراہ ہونے کی باعث دشمن کے داخلہ کی خبر شہر کے بعض مقامات میں تیسرے روز پہنچی تھی تاہم اِس ایک اعلےٰ درجہ کی فلسفی اور اکمل ترین دانشمندان روزگار و ایک مسلمہ محقق و مورخ قدیم نے جو کچھ اِس واقعہ کی نسبت لکھا ہے۔ وہ کبھی بغیر غایت درجہ تحقیق کے نہ لکھا ہوگا اِسوقت تک باہر سے کوئی خبر ان لوگونکو نہیں پہنچی تھی اور نہ یہ امر ظاہر ہوا تھا کہ دشمن شہر میں داخل ہوگیا ہے اور نہ شہر پناہ کا کوئی دروازہ کھولا گیا تھا اور نہ ایک اینٹ اُسکی گری تھی مگر باایں ہمہ کیکاؤس کو اپنے منصوبہ کی تکمیل کا نہایت ہی کافی موقع ملگیا تھا۔

سچ تو یوں ہے کہ اِس عظیم مذہبی سالانہ تیوہار نے جو اِس شب کو بابل میں منایا جا رہا تھا بادشاہ مذکور کو شہر بابل میں اپنی فوج کے کامل طور سے فراہم اور داخل کرنے میں بے روک مدد پہنچائی تھی۔ کیونکہ اِس رات میں عام طور سے کوئی بھی نگرانی کا انتظام شہر میں کسی طرف نہ تھا اور نہ خاص طور سے شہر پناہ کی دیواروں کی حفاظت کا نگہبانونکو خیال تھا اُن لوگوں میں سے جو شہر پناہ کے پاسبان تھے اکثر خواب نوشیں میں مصروف تھے اور بعض شراب نوشی اور عیاشی میں اپنا وقت کاٹ رہے تھے غرض کہ اسطرح شہر پناہ کے نگہبانونپر کیا منحصر ہے تمام شہر کے باشندوں میں ایک عام طوفان بے تمیزی برپا تھا۔

ایرانیوں نے جو شہر میں بلا کسی روک اور بغیر کسی مقابلہ کے داخل ہوگئے تھے شہر کے اندر اپنے راستے کے طے کرنے میں بعض باشندگان شہر کو قتل کرنا شروع کر دیا تھا۔ اِس حال کو دیکھکر بہت سے لوگ اُن لوگوں کو جو شراب پیئے ہوئے گلی کوچوں میں بدمست اور مدہوش پڑے ہوئے تھے یا دشمنوں کے آنے سے بیخبر تھے اِطلاع دیتے اور اُنکو ساتھ لیتے ہوئے اِن تنگ راستوں کی طرف بھاگنے لگے جو وسیع ایوان شاہی کہ بطور قلعہ تھا سے گئے تھے اور

وہاں سے ایوان کے اندر گھسنے لگے۔ اس عرصہ میں چند قاصدوں نے دوڑ کر بادشاہ بابل کو جو اسوقت محل مذکور میں بے خلل وغش عیش وعشرت میں مصروف تھا یہ نہایت ہی عجیب اور ہولناک خبر سنائی کہ دشمن شہر کے اندر بلا روک ٹوک اور بغیر کسی قسم کے خونریزی کے داخل ہوگیا اور اسنے پورے طور سے شہر پر قبضہ کرلیا۔

اس خبر سے ایوان شاہی میں ایک عجیب تزلزل پیدا ہوگیا۔ اور بادشاہ کی سراسیمگی کی کچھ انتہا نہ تھی۔ بہرحال اسوقت جو کچھ انتظام ممکن تھا وہ پیدا کیا گیا اور جہانتک جلد ہوسکا محل شاہی کے دروازے جو نہایت مستحکم اور نہایت با اصول فن انجنیری کے بموجب بنائے گئے تھے فوراً بند کردیئے گئے مگر اس کارروائی کا کوئی نتیجہ نہیں ہوا کیونکہ جو پاسبان ان دروازوں پر متعین تھے وہ شراب کے نشے میں اسقدر مدہوش تھے کہ ایرانی فوج انکے قریب پہنچگئی اور انکو ایک دم میں کھیرے ککڑی کی طرح کاٹ کر ڈالدیا۔ اسوقت جو ہنگامہ نائے و نوش اور بزم عشرت و سرور محل شاہی میں قائم تھے اور غلغلہ شادکامی اور نعرہ کوہ شکن اور شراب نوشی بڑی بیخبری کے ساتھ بلند تھا وہ بالکل بند ہوگیا اور حملہ آوروں کی شور وغل نے ان لوگوں کے کان گنگ کردیئے جو محل کے اندر مقیم تھے اور اسوقت عیش و طرب میں مصروف تھے اور روشنی کے ایک بڑے احاطہ سے انکو یہ امر معلوم ہوگیا کہ دشمن اس محل کے گرد پہنچگیا ہے اور نہایت سختی اور تیزی کے ساتھ مکان شاہی منہدم کیا جارہا ہے اور گو اسکو اسبات کی خبر نہ تھی کہ دشمن وسط شہر بابل میں اسوقت نہایت قوت اور استقلال کے ساتھ موجود ہے تاہم شاہ بابل نے یہ حکم دیا کہ دشمن کس طرح شہر میں اس بیباکی کے ساتھ درانہ بلا دردسر گھس آئے اسکی تحقیقات کریں اور نیز ان محافظین سے یہ وجہ دریافت کیجائے کہ شہر کے دروازے خاص کر وہ دروازے جو دریا کی طرف تھے کس وجہ سے نہ بند کیئے گئے مگر اسکا یہ دریافت کرنا فضول تھا کیونکہ وقت گذرچکا تھا اور ایرانی حملہ آوروں کی آوازوں سے تمام ایوان میں ایک کھلبلی مچی ہوئی تھی اور قتل و غارت کا چارطرف ایک ہنگامہ برپا تھا بہرحال اس عرصہ میں چند خاص منتظم حکام بابل محل شاہی کی طرف پہنچگئے اور انہوں نے وہ سب قصہ مفصل بیان کیا کہ کس طرح فرات کے دہار کو غنیم نے پلٹ دیا اور وہ یعنے کیخسرو اس حالت بیخبری میں اتنے بڑے لشکر کے ساتھ بلا روک ٹوک شہر میں داخل ہوگیا جس سے شاہ بابل کو بہ کامل طور سے یقین ہوگیا کہ اب اسکا آخری وقت ہے اور وہ اور اسکے

ملازم دشمنوں کے ہاتہہ سے طرفۃ العین میں نیست و نابود ہوجاینگے - خدا نے اسکی اولاد بخت نصر کی حکومت کا زمانہ ختم کردیا ہے اور اب وہ گورنمنٹ ایران اور میڈیا کے حکمرانوں میں تقسیم ہوجائے گی اور آج کی رات کے تیوہار نے بابل کے شہزادوں اور عمائد اور تمام حکام اور سرداران فوج کی زندگی کو ہمیشہ کے واسطے مٹا دیا اور شراب نوشی کا شغل جو مدہوشی اور بالکل خدا فراموشی کا مجموعہ تہا وہ اب ایسے خواب میں ان لوگونکو مشغول کردیگا کہ وہ کبہی نہ ہوشیار ہونگے مورخ لکہتا ہے کہ کیکاؤس نے ایوان شاہی میں داخل ہونیسے پہلے اپنی جنگجوؤں کو یہ حکم دیا تہا کہ تم لوگ اپنے ہتہیاروں سے ہوشیار رہنا اور دیوتاؤں کی پرستش کرنے والونکا ایکدم قتل کرڈالنا میں تمکو نہایت تاکید کے ساتہہ بیل جو بابلیوں کا بت بزرگ ہے اسکے توڑ ڈالنے پر مامور کرتا ہوں

دیکہو اور سمجہو اے گنڈاتیاز اور گوبریاس ہمکو تم محل تک پہنچنے کا راستہ بتاؤ کیونکہ تم اس راستے کو بخوبی جانتے ہو اور سب سے پہلے ہمکو ایوان شاہی میں داخل ہونیکی کوشش کرنی چاہیے گوبریاس ابتدا میں شاہ بابل کا ایک نہایت دلیر اور جنگجو غلام تہا جو کسی قصور پر اسکے پاس سے بہاگ کر کیکاؤس کے پاس چلا آیا تہا اور کیکاؤس تو ایسے موقعہ کی تاک میں تہا اسنے غلام مذکور کی بہت عزت و توقیر اور خاطرداری کی اور نہایت احترام کے ساتہہ اسکو اپنی فوج میں ایک نہایت معزز عہدہ دیدیا تہا - اسمیں شک نہیں ہے کہ کیکاؤس کو شہر بابل کی فتح میں اس غلام سے بہت بڑی مدد ملی تہی - بہرحال گوبریاس اس ارادہ کیکاؤس اور اسکی اس خیال ضروری کے پورا کرنے کی غرض سے اور نیز یہ سوچکر کہ آج کی رات جبکہ حسب قاعدہ شہر کے لوگ بالکل شراب کے نشہ میں مدہوش ہونگے اور ایوان شاہی کے دروازے بہی کہلے ہوے ہونگے محل پر بخوبی قبضہ کرلینا چاہیے ایوان شاہی کی طرف روانہ ہوا مگر اسکی یہ کوشش عبث ٹہری کیونکہ اسکے پہنچنے تک یہاں خاتمہ ہوچکا تہا کیونکہ بعض مورخین یہ بہی لکہتے ہیں کہ جب شاہ بابل کو دشمنوں کے داخلہ کی خبر بخوبی دریافت ہوگئی اور اسکو یہ معلوم ہوگیا کہ اب سلطنت کا بالکل خاتمہ ہوگیا ہے تو اسنے مع اپنے اکثر امرا اور تمام خاندان کے خودکشی کرلی تہی اور انکے خون کا ایک دریا محل میں بہنے لگا تہا - بہرحال کیکاؤس کسی نہ کسی طرح محل شاہی میں داخل ہوگیا بعض مورخین کے نزدیک اس کے سپاہیوں اور اسکے فوج کے ہاتہہ سے ایوان شاہی میں قتل عام ہوا اور مقتولین کے علاوہ معمولی باشندگان ایوان کی خود شاہ بابل اور اس کے

سب وزرا اور عمائد سلطنت شامل تھے یہ سب کے سب مارے گئے۔ اور بخت نصر کے قدیمی محل پر شہنشاہ ایران کیکاؤس کا جھنڈا لہرانے لگا۔ اسکے بعد کیکاؤس نے سواروں کے ایک دستہ کو شہر کی سڑکوں کی طرف روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ بابل کے باشندوں میں سے جس شخص کو باہر جاتا ہوا دیکھو فوراً قتل کر ڈالو اور نیز ایک حکمنامہ کالدی زبان میں اسنے شائع کرادیا تھا کہ جو لوگ اپنے گھروں میں بیٹھے رہینگے۔ انکو شہنشاہ ایران کی طرف سے امان دیگئی ہے مگر جو شخص باہر سڑک یا گلی کوچے میں پایا جائے گا وہ فوراً قتل کر دیا جائیگا بالآخر جب کیکاؤس کو شہر پر بخوبی تسلط ہو گیا تو اسنے بڑے شان و شکوہ اور جاہ و حشم سے اپنے کل سواران ہمراہی کو جو اس لڑائی میں شریک تھے اہل بابل کی نگاہوں کے سامنے اپنی قوت کے اظہار کے واسطے وسط شہر میں نمایاں کیا۔ ان سواروں میں چار ہزار بطور پاسبانوں کی ایوان شاہی کے سامنے کھڑے کیے گئے اور دو دو ہزار سوار محل کی چار طرف سے ایستادہ ہوئے اور دو ہزار کیکاؤس کی خاص ہمراہی میں تھے جبکہ اسنے اپنی کل فوج کی پریڈ ملاحظہ کی تھی اسوقت جسقدر سوار اسکے ہمراہ تھے انکی چار دستوں میں تقسیم کی گئی تھی جنمیں دس دس ہزار آدمی تھے اور جو میڈیا آرمینیا ہرکینیا کپدوشیا اور سیتھیا کے بڑے دلیر اور جنگجو باشندے تھے انکے علاوہ مختلف ریاستوں کے سواران انکی علیحدہ تھے ہیرودوٹس کے نزدیک جسوقت کیکاؤس نے بعد قبضہ بابل کے اپنی فوج کا جائزہ لیا ہے تو انکی تعداد حسب ذیل تھی ایک لاکھ بتیس ہزار سوار دو لاکھ چریٹ سوار اور چھ لاکھ پیدل تھے۔ اس کارروائی کے بعد کیکاؤس نے اس خفیہ خزانے کی تلاش کی جو بابل میں صدہا برس سے محفوظ چلا آتا تھا اور جسمیں زر و جواہر اور دولت بیقیاس موجود تھی اور آخر چند امرائے بابل کی اعانت سے اس خزانہ پر کیکاؤس کو قبضہ حاصل ہوا اور باوجود اس امر کے کہ اسمیں سے ایک بڑے مقدار لشکر کو بطور انعام تقسیم کر دی گئی اسقدر کثیر زر و مال بچ رہا تھا جو سلطنت ایران میں خسرو پرویز کے عہد تک موجود رہا اور جو ایران کی بڑی قوت اور استحکام اور خوشنمائے اور سرسبزی کا باعث تھا۔

بظاہر سلطنت اور شہر بابل کے استحکام سے کسی دشمن کی یہ طاقت و مجال نہ تھی کہ اسپر قبضہ کر لیتا اور نہ کسی انسانی قوت سے یہ ممکن تھا کہ اسکو فتح کر لیتا مگر بہ آسانی یہ شہر اور ملک اس شخص کا شکار ہو گیا جسکی نسبت یہ کہا گیا تھا کہ وہ خاص ملازم یا خادم یا مخلص بندہ خدا ہے اور اسکے بنیاد یہ اور بموجب اس تمام مجموعہ پیشین گوئی کی جو انبیائے سابق کی معرفت

ہوئی تہیں کہ (بابل کا زوال ایک روز ضرور شدنی ہے) بالکل شہر مذکور نیست و نابود ہوگیا اور تاکہ انسان کو یہ امر بخوبی ثابت ہوجائے کہ خدا ہر ایک امر پر قادر ہے اور اِس بات کو وہ بخوبی دیکہہ سکے کہ جس چیز کی بابت خدا حکم فرماتا ہے اسکا ایک ثبوت صداقت یہ ہے کہ بہ خلاف شہر و حکومت بابل الہامی احکام سابقہ میں بابل کے واسطے جو کچہ کہا گیا تہا وہ کس طرح تمام و کمال پورا ہوا۔ اور نہایت ہی معمولی زمانہ میں اِس شہر کے حالت ایسی ہوگئی جو بالکل عبرتناک اور حیرت انگیز ہے۔

انسان کو غور کرنا چاہیئے کہ ایک زمانہ مین وہی کیکاؤس تہا جو بہت دنوں سے بابل کی فتح کرنے کی آرزو رکہتا اور کئی بار اِسپر حملہ کرچکا تہا اور پہر ایک بڑے گروہ انسانی کے مجموعہ کے ساتہ جو ہر طرح جنگ کی غرض سے اِسکی ہمراہی پر آمادہ تہا دہ برس سے بابل کی دیوار شہر پناہ کے باہر اِسکا محاصرہ کیئے پڑا ہوا تہا اور جسکا صرف ایک عرصہ تک یہی مشغلہ رہا کہ مایوسی کے ساتہ باہر کی طرف سے بابل کی دیواروں کو دیکہتا رہے اور کچہ بہی اسلوب فتح وغیرہ کا اِس سے انجام نہ پائے اور آخر حالت محاصرہ سے اُسکی پریشانی اِس انجام پر پہنچ جائے کہ بوجہ کمیابی رسد و قحط غذا کے اِسکی فتح سے نا امید ہوجائے، مگر جبکہ حکم الہی پورا ہونے کا وقت آیا اور جو کچہ پیشن گوئی کا زمانہ اِسکی بابت تہا قریب پہنچا تو یہ انجام ہوا کہ وہی کیکاؤس مکمل طور پر بابل پر قبضہ کرنے کے بعد اِسکی نہایت پوشیدہ عظیم خزانوں اور دفینوں سے تمام و کمال واقف ہوگیا اور جسقدر اسرار اور حالات خزاین مذکور پر قبضہ کرنے کے وسائل اور ذرایع کے تہے اِنپر کیکاؤس کو کامل تسلط اور اقتدار حاصل ہوگیا۔

پس اِسکی وجہہ یہی تہی کہ خدائے بنی اسرائیل یعنے خداوند عالم و عالمیاں نے اِسکو اِسکام کے متعلق مامور ہونیکے واسطے سابق سے ارشاد فرما دیا تہا اور جب یہ معینہ وقت قریب آگیا کہ یہودیوں پر جو ظلم کیا گیا تہا اِسکا انتقام لیا جائے اور ایک ایسے شخص کی قوت کو جسنے اُنپر ظلم کیا تہا بالکل توڑ دیا جائے تو بابل کس طرح ذلیل کرکے فتح کیا گیا اور جسنے اِسکی تسخیر کی تہی یعنے کیکاؤس کیانی نے اُن یہودیوں کو بابل والوں کے دست ظلم سے بہی کامل نجات بخشی۔

پس اہل بصیرت یہ اندازہ کرسکتے ہیں کہ ابتدا میں کیکاؤس کی کچہ ہستی نہ تہی مگر صرف اِسکے حسب افضال اور رحمت الہی سے تحریک کی تو اُسنے اول ایک مختصر ایرانی فوج کو جمع کیا اور

اور پھر اسکے ذریعہ وہ نہ صرف میڈیا والوں اور اہل ایران کی سلطنت کو متحد کر دینے میں کامیاب ہوا بلکہ ایسے زمانہ میں اہل ہرکینیائی جو بطور مجاہدین کے اپنی خدمات نہایت کثیر تعداد میں اسکی نذر کی تھی اسکی اطاعت اور جان نثاری کے لیئے پوری فرمانبرداری کا اظہار کیا اور پھر بتدریج اسنے اہل اسیریا اور ساکنان ایبیریا۔ اور فرغیہ اور نیز میڈیا۔ کاریا۔ فنیشیا والوں کو بھی نہایت ہی تھوڑے زمانہ میں مغلوب کر کے اپنا مطیع و منقاد بنا لیا۔

اور آخر یہانتک اسکے اقبال اور سلطنت کو وسعت ہوئی کہ بخارا و بلخ (بیکٹریا) اور علی ہذا ساثیا۔ ٹیفلیگونیا اور میرانڈینیا اور انکے علاوہ مختلف اقوام پر نہایت شوکت و اقتدار کے ساتھ حکومت کی اور اسکے بعد اس عنوان پر جیسا کہ اکثر مشہور قطعات ایشیا اور سلطنت اسیریا اور بابل پر اسکو تسلط حاصل ہو چکا تھا اسنے یونان اور سائرس اور مصر کو بھی اپنے قبضۂ اقتدار میں داخل کر لیا تھا۔

شہنشاہ کیکاؤس ایرانی کے عام اوصاف زندگی

شہنشاہ کیکاؤس کی عام حالات زندگی میں مورخین نے لکھا ہے کہ وہ ایک نہایت ہی منجھا انسان تھا اور اسکو دیگر سلاطین زمانہ کی طرح بظاہر مال و دولت دنیا کی خاص طمع پر جمع کرنے کی ہرگز طمع نہ تھی۔ زینوفن مورخ لکھتا ہے کہ کیکاؤس ایرانی ایک نہایت دانشمند اور سنجیدگی اور رحم اور ہر قسم کے اعلے درجہ کی شاہی اوصاف اور حکیمانہ قابلیتوں کا مجموعہ اور نمونہ تھا۔ یہ ایک مشہور بات ہے کہ نسبت اسکی دولتمندی اور حشمت و تمول کے اسکی عالی حوصلگی سیر چشمی اور مناسب فیاضی بہت مشہور ہوئی تھی اور اسکو ہر وقت عام طور سے لوگوں کو نفع پہنچانے اور ہر قسم کے مصیبت رسیدہ اشخاص کے ساتھ ہمدردی کرنے اور انکی دکھ درد میں شریک ہونے اور ایک نہایت دلاویز انکسار اور عاجزی ظاہر کرنے کے اور کوئی شغل اپنی نہایت تابان اور درخشان سطح زندگانی کے واسطے بہت کم نظر آتا ہے حالانکہ اسکے پاس علاوہ اسکے خاص معمولی ثروت و دولت کے کہ کروسیس اور اسیریا اور سلطنت بزرگ بابل کے عظیم خزائن و دفائن موجود تھے اور نیز

مورخین قدیم اسٹرابو۔ ہیروڈوٹس اور زینوفن وغیرہ کا اس تحقیق پر اتفاق ہے کہ بابل اور تمام اسیریا کی بربادی سے پیشتر تقریباً ایکسو ساٹھ برس قبل حضرت اشعیا نے بابل کے زوال کی بابت پیشین گوئی کی تھی مگر بموجب قول جوزیفس مورخ کے یہ پیشین گوئی حضرت اشعیا نے بابل کے زوال سے دو سو دس برس قبل کی تھی۔ اور کیکاؤس نے بابل پر سنہ عیسوی سے ۵۳۸ برس پیشتر یہ فتح حاصل کی تھی۔

اسکو کامل اقتدار اور قبضہ حاصل تہا۔

اسکا عام خیال یہہ تہا کہ اسکی دولت ذاتی ضرورتوں کی نسبت عزیزوں اور اپنے ماتحت سرداروں اور دوستوں کی رفع حاجات وضروریات کے واسطے زیادہ موزوں ہے اور چنانچہ اسی خیال پر اسنے اپنی دولت و مال کا بہت بڑا حصہ ایسے اشخاص کی ہمدردی اور رفع حاجات میں بتدریج صرف کردیا تہا اور اسی کے باعث اہل میڈیا کا یہ خیال تہا کہ اُنہوں نے اپنی اور اپنے سرداروں اور تمام معزز اور ہر طبقہ کے خورد و بزرگ اشخاص کی جانیں کیکاؤس کے اختیار میں دیدی تہیں کہ اگر اسکا اشارہ ہو تو ایک پل میں اُنکو قربان کردیں۔ گویا اسکے لمحی اور فوری فرمان پر اپنے جانوں کو یہہ لوگ صرف اسکی خوشی کے لیئے نیست و نابود کرنے پر آمادہ ہوجاتے تہے۔

ایک ادنے مثال اسکی سیرچشمی اور عالی حوصلگی کی یہ ہے کہ جسوقت گوبرپاس جو ایک بڑا اسیرین گورنر اور اہل کالدیا میں گویا ایک نمودار سردار تہا اور جو در اصل شاہ بابل کا نفس ناطقہ اور جانی رفیق تہا اور سچ پوچہیئے تو یہی شخص اسوقت سلطنت بابل کو سنبہالے ہوئے تہا۔ اپنی گورنمنٹ سے باغی ہوگیا جسکی وجہہ کی نسبت مورخین نے اختلاف کیا ہے مگر ایک مسلمہ سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ شاہ بابل نے اپنی فطرتی ظالمانہ طبیعت اور نہایت سفاکانہ مغلوب الغضبی کو کام فرما کر شدید ظلم اور بیرحمی سے اسکے اکلوتے بیٹے کو قتل کر ڈالا تہا۔ پس اس صدمے اور ایک نہایت اندوہناک حادثہ سے سردار مذکور ناراض ہوکر کیکاؤس سے ملجانے پر آمادہ ہوا تو کیکاؤس نے نہایت اعزاز و احترام کے ساتہہ استقبال کرکے اسکو اپنے لشکر میں اُتارا اور بعد فتح و تسخیر و خونریزی بابل اسکی نہایت عظیم الشان لشکر میں جسقدر ہرکینے اور میڈیا والے تہے اور نہایت ذی عزت اور عالی ہمت ایرانیوں کے سامنے اسنے یہ درخواست بطور اپیل پیش کی کہ بابل کے مندروں اور تمام سرزمین بابل سے جسقدر مال و دولت لوٹ میں اُنکے ہاتہہ آئی ہے وہ ایک بڑی مقدار میں تقسیم کرکے زیادہ حصہ گوبرپاس کو دیدیں اور اسکے رفقائے ہمراہی اور تمام لشکر کو ہر طرح کا آرام اور آسایش پہنچائیں۔ اس حکم کی نوعیت جسقدر انسانیت اور مردم شناسی سے مملو تہی اسکی تصدیق اس امر سے ہوتی ہے کہ جیسے ہی یہ الفاظ کیکاؤس کی زبان سے نکلے تمام لشکر

بقیہ صفحہ ۳۶ جو نفس مورخ کہتا ہے کہ جو پیشین گوئی زوال اور بربادی بابل کی بابت حضرت اشعیا نے کی تہی اسکا زمانہ سنہ عیسوی سے ۷۰۰ برس پہلے تہا مگر ہیروڈوٹس مورخ اسکے زوال کے دو سو پچاس برس بعد یعنے ۴۸۴ قبل سنہ عیسوی کے پیدا ہوا تہا اور زینوفن ساڑہے تین سو برس بعد اس پیشین گوئی یعنے ۴۴۴ برس قبل سنہ عیسوی کے پیدا ہوا تہا

ایران بلکہ دوست و دشمن میں عام طور سے نہایت شاباش اور آفریں کا غلغلہ مچگیا اور بغیر کسی قسم کی تامل اور اختلاف کے اُن لوگوں نے فوراً اپنی نہایت بہادر اور عالی ہمت بادشاہ کے احکام کی تعمیل کی۔

بعض مورخین کہتے ہیں کہ یہ واقعہ فتح بابل سے قبل کا ہے یعنے جسوقت گوبرپاس مع اپنی متعلقہ فوج کے لشکر ایران میں آکر شامل ہوا ہے تو کیکاؤس نے یہ حکم اپنی فوج کو نافذ کر دیا تھا کہ جہانتک انسانی طاقت میں ممکن ہے گوبرپاس کی خاطر تواضع کیجائے اور تم لوگ اسباب کا وعدہ میرے سامنے کرلو کہ تسخیر و فتح بابل کے بعد دیوتاؤں کے مندر سے جسقدر لوٹ حاصل ہو وہ گوبرباس کو دیدی جائے گی چنانچہ ان احکام کی بخوبی تعمیل کی گئی اور بعد فتح اسیریا اہل ایران وغیرہ نے اس حکم کیکاؤس پر یہانتک رضامندی ظاہر کی کہ ایک سردار اور امیر ایرانی نے گوبرباس کو متوجہ کر کے کہا کہ جو کچھ ہمارے شہنشاہ نے حکم دیا ہے وہ نہایت ہمدردی سے لبریز ہے اور ہم جب تک ہمارے اختیار میں ہماری جان ہے بلاشک ایسا ہی کرینگے اور مناسب فرمان کی بدل و جان تعمیل کرینگے اور اے گوبرپاس تو ہماری نسبت یہ خیال کرتا ہوگا کہ ہم اہل ایران بالکل محتاج ہیں کیونکہ ہم لوگ اپنی ملک سے سکہ ہاے طلائی یعنے اشرفیوں کے بوجھ سے لدے ہوئے نہیں لائے ہیں مناسب اور شراب نوشی اور معتدل عیش و مسرت اور شادکامی کچھ طلائی جام و پیالہ پر منحصر نہیں ہے اگر اس سے سرخوش اور تفریح منظور ہو تو مٹی کے پیالوں میں بھی ممکن ہے اور یہ بھی تجکو سمجھ لینا چاہیئے کہ ہمارے یہاں کے دانشمندوں کا قول ہے کہ انسان روپیہ سے عالی ہمت اور مستحکم نہیں ہو سکتا بلکہ عقل اور استحکام قلب سے ایسا لازوال فائدہ اسکو پہنچتا ہے جو لازوال ہوتا ہے اور صرف دولتمندی سے انسان کو کوئی وقعت نہیں حاصل ہوتی ہے بلکہ اسکو اپنی دلی قوت میں اس قسم کی خاصیتیں جس سے عام کو آسایش ہو فیاضی اور ہمدردی کے واسطے پیدا کرنی چاہیئے۔

چنانچہ کیکاؤس اور تمام سرداران ایران کی اسقدر خاطرداری اور ایسی محبت طریقہ تالیف اور انسانیت کے ساتھ پیش آنیسے گوبرباس کو ایک عجیب مشکل پیش آئی کیونکہ اگرچہ وہ نہایت دلشکستہ تھا اور اسکی بادشاہ نے شدید ظلم اور سفاکی کے ساتھ اسکے اکلوتے بیٹے کو نہایت بیرحمی سے اسکی آنکھوں کے سامنے قتل کرادیا تھا مگر اسکے انتقام اور مواخذہ میں یہ امر اسکا قلب کسی طرح گوارا نہ کرتا تھا اور اسکی تفتیش کو یہ امر نہایت دشوار معلوم ہوتا تھا کہ وہ بالکل سلطنت بابل کا دشمن ہوجاوے

جہاں اسکے بزرگوں اور آباو اجداد نے عزت اور نام اور ثروت اور دولت حاصل کی تہی اور اسکا ارادہ کسی طرح اسپر قایم نہوتا تہا کہ اپنے بادشاہ سے نمک حرامی پر کمر باندہ کر اپنے ملک وکشور کی خرابی اور تباہی میں کوشش کرے اور اس خاندان کے استیصال میں سرگرم اور مصروف ہو جسکے نمک اور بادہ احسان سے اسکی بہت سی پشتیں پرورش پاچکی تہیں اور جہاں سے اسکو اسقدر عزت اور ثروت اور بلند نامی حاصل ہوئی کہ ایک غلامی کی حیثیت سے بتدریج ترقی کرکے وہ اہل کالدیا کا ایک بہت بڑا سرغنہ اور سلطنت بابل کا ایک زبردست مشیر بنادیا گیا تہا۔ مگر اسکا یہ پس وپیش بے سود تہا کیونکہ آخر کیکاؤس کی فیاضی اور بیدریغ عطا ہی نے اسکے خیالات کو خاندان فرمانروایے بابل سے بالکل بدلدیا اور آخر جب کہ شاہ بابل کے محل پر غنیم کا قبضہ ہوا ہے تو یہی پہلا شخص تہا جسنے دشمن کو وہاں تک جانے کا خفیہ رستہ بتایا اور محلات شاہی پر قابض کرادیا اور بموجب منشاء ایپروی کے کہ جو نہایت صحیح اور اعلے درجہ کے فیصلہ کا سرچشمہ ہے اسکا ہاتہ ان لوگوں کے بیدریغ قتل میں شریک ہو جنہوں نے اسکے فرزند کا خون بہایا تہا۔

موجودگی ایک نہایت ہی زرکار اور درخشاں مرقع پیشین گوئی کے جو سلطنت کالدیا اور بابل کے تسخیر وقبضہ کیکاؤس کے بابت ہمارے سامنے موجود ہیں یہ امر خاص طور پر اظہار کرنا ضروری ہے کہ نہ تو زمانہ قدیم کی تاریخ بتلاتی ہے اور نہ اس زمانہ تک جیسے کوئی ایسا بادشاہ یا کشورکشا اور فاتح سلطنت نظر آتا ہے جسکے اوضاع و اطوار اور جسکا عام چال وچلن ایسے اعلے درجہ کی خوبیوں کا مجموعہ ہو اور جو اخلاقی پالسی وحکمت عملی اور دشمنوں کے مظالم اور برداشت میں اپنی کامیابی کے لیئے اسدرجہ سربرآوردہ اور نامور ہو جیسا کہ کیکاؤس بادشاہ ایران تہا اور جیسے بابل کے تسخیر اور قبضہ کے بعد اہل کالدیا کے ساتہ ایسی عالی حوصلگی کا برتاؤ کیا تہا اسکے حشمت کی بابت تمام کفار مورخین جو اس زمانہ کے کچہ عرصہ کے بعد ہی پیدا ہوتے ہیں اپنی اپنی تاریخوں کے ذریعے گواہی دے رہے ہیں کہ اکثر مورخین قدیم کا خیال ہے کہ یہی ایک شخص تہا جسنے بربادی بیت المقدس اور یہودیوں کی تباہی کے بعد جو شاہان بابل کے ہاتہ سے نہایت ہی عبرتناک طور ہو چکی تہی اسنے بیت المقدس کو از سر نو آباد کیا اور نیز خاص عمارت بیت المقدس[۱] جسے بخت نصر[۲] اور اسکی اولاد نے اکثر مقامات سے منہدم

---

[۱] بیت المقدس کی نسبت اکثر مورخین کا اتفاق ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے بنوائی تہی اور وہ ایک خاص عبادتگاہ اقوام

کرا دیا تہا ترمیم اور تجدید کی جانب تجدید فرمائی۔ شہر مذکور کے اصلی باشندے نہایت اطمینان کے ساتہہ پہر وہاں آباد ہوئے اور ہیکل اور تمام وہ مقامات جو متبرک اور عبادت کے اسباب میں شامل تہے از سر نو قایم اور درست کیئے گئے اسنے اس کارروائی یعنے ترمیم بیت المقدس کو نہایت خوبی کے ساتہہ پورا کیا یعنے اسکی تعمیر وغیرہ میں بڑی سیر چشمی اور فیاضی سے بیدریغ روپیہ صرف کیا اور اپنے حیز فلوں اور تمام بڑے اور چہوٹے افسروں کو یہ حکم دیدیا تہا کہ جسقدر یہودی اطراف یہودیہ وغیرہ میں منتشر ہیں انکو الطاف اور ہر طرح کی خاطرداری اور حسب موقع اعانت از روئے مال کے ذریعہ واپس بلایا جائے اور اس عمارت کے بنانے میں جسقدر روپیہ کی ضرورت یا سونے چاندی کے لگانے یا صرف کرنے کی یہ خواہش ہو وہ انکو حسب ضرورت اور بلا تامل دیا جائے اور نیز وہ جانور جنکی قربانی کرتے تہے اور یہودی جنکی قربانیوں سے تمتعات اخروی کا یقین کرتے تہے بلا تردد و تامل انکے واسطے فراہم کیئے جائیں۔

کیکاؤس کی نسبت یہ مشہور ہے کہ اسنے تعمیر مذکور یعنے بیت المقدس کی از سر نو عمارت کی تیاری اور اسکی بربادی اور یہودیوں کی تباہی و قتل و اسیری کے ستر برس بعد کی تہی اور بعض مورخین جوزیفس وغیرہ کی یہ رائے ہے کہ یروشلیم کی از سر نو تعمیر جو کیکاؤس کے ہاتہوں سے ہوئی وہ حملہ بخت نصر اور اسکے ہاتہہ سے فتح و بربادی بیت المقدس اور یہودیوں کی گرفتاری اور جلاوطن بابل کے ایک سو بیس برس بعد ہوئی تہی۔ توریت سے زیادہ تر اس زمانہ کی کوئی معتبر تاریخ اہل مذہب الہام کے نزدیک نہیں قرار پا سکتی ہے اس سے حسب ذیل مفہوم ظاہر کیا جاتا ہے کہ دکیکاؤس شاہ ایران کے پہلے سال حکمرانی میں خدا نے یرمیا کے اس ارشاد کی پوری تکمیل ہوگئی یعنے خدا نے کیکاؤس کی روح اور دل کو اسبات پر آمادہ کیا کہ اسنے اپنی تمام سلطنت میں یہ فرمان شایع کرا دیا جسکا یہ مضمون تہا کہ دکیکاؤس شہنشاہ ایران حکم دیتا اور اعلان کرتا ہے کہ خدائے کریم نے جو زمینوں کا بادشاہ ہے مجکو روئے زمین

بقیہ صفحہ ۳۹ کے ملا بنی اسرائیل کی تہی جسکی عظمت او رجلالت اسوقت یہودیوں اور نصرانیوں اور اہل اسلام کے دلونمیں اسوقت تک موجود ہے - ۱۲ مترجم بخت نصر ایک کافر اور نہایت ظالم بادشاہ بابل تہا جسکا ذکر کسی موقع پر کیا جائیگا یعنے بیت المقدس پر حملہ کرکے اسکو لوٹا اور یہودیونکو ایک بڑی مقدار میں قتل کرکے اسقدر یہودیونکو قید کرکے بابل میں لے آیا تہا اور انسے غلامی اور ذلیل کام کرائے جاتے تہے اور سلطنت کے معاملات میں انکو کوئی حق حاصل نہ تہا - ہیوز فن مورخ - بحوالہ [illegible]

کی سلطنت عطا کی ہے اور مجکو اسنے یروشلم میں جو ارض یہودیہ میں واقع ہے ایک مکان تعمیر کرنیکا حکم دیا ہے، تمام بُت پرست اور کفار مورخین قدیم نے نہایت پسندیدہ طرز سے اس امر کو اظہار کیا ہے کہ کیکاؤس سلطنت ایرانی رحیم باپ اور انسانوں کا ایک نہایت شفیق مربی تہا وہ دراصل سلطنت ایران کے استحکام کا بانی تہا اور وہ سلطنت موصوف کے سلسلہ میں ایک ایسے خاندان کا مورث اعلےٰ تہا جو زوال و بربادی بابل و کالدیا کے بعد نہایت حشمت و اقتدار کے ساتہ ایران میں قایم ہوا تہا اور جسکی فرمانروائی کی وسعت سرزمین شام سے لیکر ہندوستان تک پہیلی ہوئی تہی اور دوسری طرف ممالک روس اسکے قبضہ میں ستہے اور ایک جانب ختن و تبت میں اور تمام منگولیا میں اُسکی عملداری ہوگئی تہی۔

آرین اور اسٹرالو اور پلوٹارچ مورخین نے وہ کتابہ جو دخمۂ کیکاؤس پر نصب تہا اور جو سکندر کو اتفاق سے ملگیا تہا اپنی آنکہوں سے دیکہا تہا اسپر خط زند میں عبارت ذیل کندہ تہی اے فنا پذیر انسانی ہستی میں کیکاؤس فرزند کیقباد شہنشاہ ایران ہوں جسنے ایسی بڑی سلطنت ایران کو قایم کیا کہ جہاں آفتاب غروب نہیں ہوتا تہا اور تمام ایشیا پر فرمانروائی کی تہی تجکو میری مقتدر اور حشمت سلطنت کی یادگار پر رشک و حسد نہ کرنا چاہئیے، بہرحال اسمیں شک نہیں کہ بہ نسبت سنگی کتبوں اور اپنے پتہروں پر درج ہونے کے کیکاؤس کا نام ان بیانوں میں جو پیشین گوئی سمجہی جاتی ہیں زیادہ عرصہ تک قایم و برقرار رہیگا کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ جسنے مذکورہ طرز و طریقے پر احکام الہی کی تعمیل کی وہ ایک معمولی حکمران نہیں تہا بلکہ ایک بہت ہی زبردست اور طاقتور بادشاہ تہا جو بیشمار اقوام کا قایم اور مظلوم یہودیوں کی اور نجات کا اصلی باعث تہا بابل کے متعلق جسقدر مذہبی یا انبیا کے ارشادات بطور تاریخ سمجہے جاتے ہیں۔ انسے صرف یہی امر ثابت نہیں ہوتا ہے صرف کہ کیکاؤس ہی نے اس شہر پر قبضہ اور تسلط نہیں کیا ہے اور نیز بکمال مرحمت شاہانہ انکی ستر برس کی اسیری بنی اسرائیل کی ستم اہل بابل کو اور انکی ایک مسلسل مصیبت اور فلاکت کو موقوف کیا بلکہ مختلف اقوام اور بڑے بڑے بادشاہوں نے سلطنت کالدیا اور بابل پر اسکے اپنی زبانوں میں پیشین کی ہیں اور بہت نسلیں اور پشتین گذری ہیں اور بہت سی صدیوں کا دورہ ختم ہوتا رہا ہے کہ یہودیوں کی اس مصیبت کا انتقام لیا گیا ہے جو بابل والوں سے نہایت سختی کے ساتہ اسکے واسطے ظہور پذیر ہوا تہا یہانتک کہ بابل کے خلاف یہ مثل مشہور ہوگئی تہی کہ کیسے پیارا اور کیسے سفاکانہ طور سے ظالم نے شہر

فتح کیا گیا تہا۔

اسمیں شک نہیں کہ بابل کے شہرپناہ کی دیواریں ایسی تہیں کہ جو عجائب عالم میں شمار کی گئیں تہیں اور جو بلحاظ اپنی بلندی اور استحکام کے انسانی کاریگری میں لاثانی سمجھی جاتی تہیں اور مورخین قدیم بالاتفاق اس بات کو لکھتے ہیں کہ دیوار ہائے مذکور اس قدر مستحکم پیمانے پر تعمیر ہوئی تہیں اور ایسی مضبوط بنائی گئی تہیں کہ یہ بات کسیطرح سمجھ میں نہیں آسکتی ہی کہ کسی انسانی قوت کا ایسا امکان ہو کہ جس سے بابل مسخر کیا جاسکے اسکے برجوں اور حصار پر اگر کوئی بہروسہ اپنی حفاظت کا کیا جاتا تو کچھ بہی بیموقع نہتا کیونکہ باشندگان شہر بابل اور اُنکے سپاہی جو دشمنوں سے آخر زمانہ میں بر سر میدان مقابلہ کرنے سے ڈرتے تہے وہ ہمیشہ اس شہرپناہ کے اندر محفوظ رہتے تہے اور اُنکو اپنے شہر کی دیواروں پر اس درجہ غرور تہا کہ جس زمانہ میں پارتہیا والے صف باندہکر دیوار مذکور کے نیچے سے گذرتے تہے تو اہل بابل اپنی دیواروں کے اوپر بیٹھے ہوئے حملہ آوروں پر بڑی حقارت کے ساتہہ ٹہٹہے مارتے تہے اور اُنپر بلند آوازوں کے ساتہہ اشتعال دلاتے اور طعنہ زنی کرتے تہے۔

لیکن باینہمہ یعنے اگرچہ ایسے زبردست اسباب اہل بابل کے نزدیک حفاظت شہر و اہل شہر کے لیئے انکے قبضہ اختیار میں تہے جس سے یہ کبہی یقین نہو سکتا تہا کہ کسی طرح اس شہر اور ملک پر کسی زبردست سے زبردست حملہ آور کو بہی فتح حاصل ہوگی مگر جسوقت قہر آلہی نے اسکی بربادی پر سایہ ڈالا اور جسوقت اُس خدائے وحدہ لاشریک کی مرضی قاطع طور پر اسکی بربادی کے واسطے مقتضی ہوگئی اور اسکے حکم کا وقت آیا تو نہایت سہل طور پر اسکو فتح کر لیا گیا اور باوجود اسقدر مستحکم دیوار ہائے شہرپناہ اور ایسے عظیم الشان فوج و لشکر کے اہل بابل اپنی جانوں اور تمام شہر اور ملک بابل و کالدیا کو محفوظ نہ کرسکے۔

کیکاؤس[1] اگرچہ ابتداءً جبکہ اسکی دیواروں کے قریب پہنچا ہے تو اسپر فتح حاصل کرنے سے نا اُمید ہوگیا تہا مگر آخرکار اسنے اس کارروائی سے کہ تمام اقوام کو بابل کے خلاف جنگ و پیکار پر آمادہ کردیا تہا اپنے ارادے اور منصوبے میں بخوبی کامیاب ہوا اور بابل کو اسنے بڑی جاہ و حشم

---

[1] بعض مورخین قدیم کی تحقیقات میں فاتح بابل اور جن واقعات کا ذکر ہو چکا ہے انکو سلطنت بابل کے متعلق انجام دینے والا کیکاؤس نہیں تہا بلکہ سائرس (کیخسرو) ابن کیاسیس بن کیقباد بادشاہ ایران تہا جو بعد رستم و دستان شجاعانی وغیرہ تمام بر اعظم ایشیا اور اکثر حصص یورپ پر قابض ہوگیا تہا دا سنفس کی قدیم تاریخ ۱۲

اور شوکت شان کے نہایت ہی قلیل زمانہ میں فتح کرلیا

بعض مورخین کے نزدیک صرف کیکاؤس کے ہی زمانہ میں بابل کی تباہی نہیں ہوئی بلکہ انکا خیال ہے کہ سوائے خاندان شاہی کے بیخ بنیت ونابود کرنے کے اسنے کوئی اور کارروائی اس قسم کی نہیں کی جس سے سلطنت بابل کا نشان صفحہ ہستی سے مٹ جائے مگر جو پیشین گوئیاں پوری ہونے والی تھیں وہ اپنی تکمیل سے اسبات کو بخوبی ظاہر و ثابت کرتی ہیں کہ کیکاؤس کے بعد بسلسلہ وار مختلف اقوام نے اپنے اپنے زمانے میں یورش اور حملہ کرکے بابل کو تسخیر کیا اور آخر ایک خاص زمانہ میں رومی حملہ آوروں نے تو ایسا اسکو برباد و تاخت و تاراج کیا اور ایسی اسکی پامالی روا رکھی کہ بڑی سرگرمی کے ساتھ اسکی بنیادیں تک اکھیڑ کر پھینکدیں اور اسکی اینٹ سے اینٹ بجادی۔

کیکاؤس کے زمانہ میں اسکی بیٹے کالدیا اور بابل کی عظمت ملکی اور شان و شوکت کو چنداں صدمہ نہیں پہنچا تھا کیونکہ کیکاؤس بقول بعض مورخین کے اسکا برباد کرنے والا نہیں تھا بلکہ اسنے نہایت عمدہ طریقوں اور مناسب ذرایعے سے اسبات کی کوشش کو جاری رکھا تھا کہ تمام اقوام میں شہر مذکور کی فضیلت اور بزرگی قایم اور برقرار رہے اور اسکے بعد جو کوئی بادشاہ اسکا جانشین ہوا اسکے واسطے شہر بابل اور نیز اپنی سلطنت کی حالت کو نہایت اعلے درجہ کی قوت اور حشمت کے ساتھ چھوڑ گیا تھا۔

دارایوش یا دارا شہنشاہ ایران کی سلطنت بابل پر چڑہائی اور شہر بابل کا قتل عام اور اُس کی مسماری

کیکاؤس کے انتقال کے بعد اہل بابل کی حالت اگرچہ اسکے زمانہ فرمانروائی کے مانند کچھ عرصہ تک اطاعت و فرمانبرداری ایران میں ایک خاص پیمانہ پر قایم رہی لیکن ایرانی سلطنت میں چند انقلابوں کے ہونے کے بعد جب دارا ابن داراب فرمانروائے فارس ہوا تو اسکے عہد میں اہل کالدیا نے گورنمنٹ ایران سے تمردی اور بغاوت اختیار کی اور نہایت زبردست قوت سلطنت ایران کی قطعی مدافعت اور اسکی حکومت سے نکالیا

طور پر آزاد ہونے کی غرض سے اُنہوں نے بیحد جوش اور عام سرگرمی کے ساتھ بڑی بڑی تیاریاں لڑائی اور اپنی محافظت کی علانیہ شروع کردیں اور سلطنت مذکور کو نہایت بیباکی کے ساتھ اسباب کی دہمکی دینا شروع کی کہ یا تو ایرانی حاکم اور اُسکا تمام عملہ اور فوج و لشکر اپنا بوریا بدھنا باندہ کر یہانسے چلا جائے ورنہ اہل بابل سب بے تامل قتل کر ڈالینگے اور اسطرح ایرانی لوگونکو جو عملداری بابل میں رہتے ہیں نیست و نابود کردینگے کہ اُنکا نام و نشان بہی نہ ملیگا اور اگر معاملہ کو طول ہوا اور لڑائی نے زیادہ زمانہ قبول کیا اور صورت جنگ سے اُنکو یعنے اہل بابل کو نقصان پہنچنے کا اگر کوئی بہی اندیشہ آخری معلوم ہوگا تو وہ ایک ایسے شہر میں پناہ گزین ہوجائینگے جو دنیا میں استحکام اور ہر قسم کی انسانی حفاظت کے سامانوں کی موجودگی اور فراہمی میں اپنا نظیر نہیں رکہتا ہے اور جو پچاس برس تک بہی کسی زبردست حملہ آور کی تدابیر اور یورش سے تسخیر یا فتح نہیں ہوسکتا ہے جسوقت دارایوش (دارا) کو اہل بابل کی اس شرارت اور سرکشی کی اطلاع ہوئی اور نیز وہ اس امر سے آگاہ ہوا کہ اہل کالدیا نے کسطرح اپنی حالت اور قوت کو اس لایق بنالیا ہے کہ وہ ایران جیسی سلطنت کی اطاعت سے ایسی تمردی کا اظہار کرتے ہیں تو وہ حد درجہ مشتعل اور غضبناک ہوا اور شہر مذکور کی بربادی اور وہاں کے باشندوں اور سرکش سرداران کالدیا کی گوشمالی اور قلع و قمع کے واسطے ایک زبردست اور عظیم الشان لشکر تہوڑے عرصہ میں دار السلطنت ایران میں فراہم کرلیا اور بعد کامل اطمینان اور مستحکم اور مستقل ارادہ تسخیر بابل کے اپنے خونخوار سپاہیوں اور ہشیار جنگی اشخاص کو ہمراہ لیکر بابل کیطرف روانہ ہوا اور آخر نہایت تہوڑے عرصہ میں قصبوں اور دیہات ضلعات بابل کو تباہ و بے چراغ کرتا ہوا دیوار شہر پناہ کے نیچے آکر خیمہ زن ہوگیا بابل والوں نے اگرچہ بڑے اہتمام اور کامل تدابیر اور سرگرمی سے بعد متواتر شکستوں کے شہر میں اپنے محصور ہونے اور آسائش سے عرصہ تک قیام کرنے کا کامل انتظام کرلیا تہا لیکن بدبختی سے انکی یہ جسقدر کارروائی تہی سراسر انکی خرابی کا باعث ہوئی کیونکہ شہر کی اندرونی حالت بالکل زمانہ حملہ کیکاؤس کے خلاف تہی اور جو لوگ اسوقت دارا کے مقابلہ میں بڑہ بڑہ کر صف آرا ہوئے تہے وہ اگرچہ ایک طرح انجام کار سے واقف تہے تاہم وہ اکثر ان امور اور ضروریات سے غافل تہے کہ فراہمی رسد اور غلہ کی حالت کیسی تشویشناک اور ناقص تہی اور نہ اس جانب کوئی خاص توجہ کی گئی تہی کہ غلہ اور خوراک کا خیال اور اسکی نگہداشت و فراہمی بہ لحاظ

اسی قومی دشمن کی حملہ آوری اور محاصرہ کے کامل طور سے رکھی جائے چنانچہ اس فروگذاشت اور غفلت کا نتیجہ اور اس غلطی کا خمیازہ نہایت جلد اہل کالدیا کے سامنے آیا اور بوجہ کمی غلہ وغیرہ کے قحط بلا شہر میں نہایت خوفناک طور سے پھیلگئی" تاہم اہل بابل نے یہ ارادہ کرلیا کہ جسطرح اور جہانتک ممکن ہو شہر پر دشمن کو اختیار یا قابو نہ دیا جائے چنانچہ اس قسم کے وسائل کے استحکام کی جانب انہوں نے پوری پوری توجہ کی مگر اسکے ساتھ ہی ایک ایسی وحشیانہ اور نہایت ظالمانہ تجویز کا عملدرآمد انہوں نے اس محاصرہ کے اندر کیا ہے جسکے سننے اور جسپر خیال کرنیسے سنگدل سے سنگدل آدمی کے بدن پر بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں یعنے انہوں نے تمام ملک کی عورتوں کو باستثناء ماؤں اور صرف ایک عورت کے جو انکی خاندان میں بہت عزیز ہو اور صرف انکے کھانے پکانے کے خدمات اور کاروبار کو انجام دیسکے مع اپنے خورد سال بچوں اور ان عورتوں کے جو انکے سوا ہوں ایک روز میں قتل کرڈالا اسکی بہت بڑی وجہ مورخین نے یہ لکھی ہے کہ اہل بابل کو یہ خیال پیدا ہوگیا تھا کہ انکے دیوتا انکی قربانی سے خوش ہوکر دشمنوں پر انکو فتح دلائینگے اور اس جانگزا محاصرہ سے انکو کامل نجات حاصل ہو جائے گی۔

بعض کا یہ خیال ہے کہ اہل بابل سحر و ساحری میں بہت مشغول تھے اور اس کارروائی کو انہوں نے اپنے سحر کی تکمیل میں بھینٹ اور اپنے دیوتاؤں کی قربانی سمجھکر کیا تھا۔ بہرحال اہل کالدیا نے اپنے تمام آرام اور آسایش کو دارا کے مقابلہ اور شہر کی نگہداشت میں مفقود کردیا تھا اور وہ ہمہ تن اس منصوبہ اور فکر میں مصروف ہوگئے تھے کہ دشمن کے قابو سے کسی طرح نجات اور خلاصی حاصل ہو۔

اور اُس صحیح اور مقدس کلام یعنے پیشین گوئی کا مضمون جو حضرت اشعیا نبی کی زبانی ہوئی تھی اُن خدا فراموش اہل کالدیا کی نہایت مذکورہ ظالمانہ طرز عمل سے پورا ہوگیا (یہ دو باتیں ایک دن میں تیرے واسطے ظہور پذیر ہونگی یعنے بچوں اور بیواؤں کی بربادی اور انکا نیست و نابود کرنا اور یہ مصائب تیرے خاتمہ کے وسائل کی تکمیل کرینگے جو تیرے نزدیک سحر و ساحری کے استحکام اور عمدگی کا باعث سمجھے جائینگے اور دراصل تیری سحر و ساحری اور اس پہ اعتقاد رکھنے اور ہر وقت مشغول رہنے سے یہ صورت ہوگی کیونکہ تیری نہایت خبیث اور حد درجہ بد اعمالی تیری بربادی کی ضمانت کرچکی ہے)

بہرحال گویا انہوں نے اپنا خاتمہ خود پورا کردیا۔ بجائیکہ انہوں نے اپنی عورتوں کو جنہیں

انکی بیویں اور انکی بیٹیاں اور کثیر تعداد میں بیوائیں اور اطفال شامل تھے اپنے ہاتھ سے پھانسی دیکر مار ڈالا اور یہ جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے یکایک ایک لمحہ اور ایک رات میں گذر گیا۔

اور جس طرح بھیڑیں یا اور کسی قسم کی قربانی کے جانور ذبح کے واسطے مقرر ہوتے ہیں ایسی ہی خصوصیت اس کارروائی ظالمانہ کی بھی تھی ایک مورخ لکھتا ہے کہ اس تاریخ بیواؤں کے قتل کی ایسی شدت ہوئی تھی کہ بعد اس ہنگامہ کے فرو ہونے کے اطراف اور ہمسایہ صوبجات سلطنت سے پچاس ہزار عورتیں خاص شہر بابل میں اس غرض سے طلب کی گئی تھیں کہ وہ انکی جگہ بھیجی جائیں جو مقتول ہو چکی تھیں اور اگرچہ انھوں نے اپنی ماؤں کی زندگی کی بہت بڑی حفاظت کی تھی لیکن بوجہ عام مقتول صغیر سن اطفال کے تمام شہر میں ایک عجیب عبرت انگیز اور اندوہناک ماتم برپا تھا اور یہ سب نتیجہ انکی بیجا اور شدید بداعمالی کا تھا کیونکہ جذبات نفسانی نے انکو اسقدر اندھا کر دیا تھا کہ وہ قتل نفوس پر راضی ہو گئے اور اسلئے یہ امر بخوبی صحیح معلوم ہوتا ہے کہ انکی بداعمالی نے خود انکو بہ نسبت کسی خاص خارجی دشمن کی دست درازی کی تباہ و برباد کر دیا۔ اور جس غرض سے یہ خونریزی انھوں نے اختیار کی تھی اسمیں ذرا بھی کامیابی انکو حاصل نہ ہوئی حالانکہ ایسا نہایت سخت اندوہناک فیصلہ انکی قسمت انکے واسطے کر چکی تھی اور ایسے غم انگیز خونریزی وہ کر چکے تھے تاہم انکو اپنی بداعمالی سے باز آنے کے واسطے کوئی بھی سبق نہیں حاصل ہوا اور وہ باوجود اسقدر نفرت انگیز قتل کے بھی اس آخری فیصلے سے اپنے کو محفوظ نہ کر سکے جو دشمنوں کے ہاتھ سے ظہور پذیر ہوا تھا اور جو اہل بابل کی بداعمالی کے لیئے ایک نہایت ہی مناسب فیصلہ تھا۔

انھوں نے اس قتل اور خونریزی سے یہ یقین کر لیا تھا اور کامل طور سے وہ اس اعتقاد کو اپنے دل میں راسخ کر چکے تھے کہ عام کی غذا اور شدید بلائے قحط اور نہایت خونخوار دشمنوں کے ہاتھ سے قتل و غارت اور برباد ہونے کی نسبت انکی یہ حالت نہایت ہی موزوں ہے اور یہ ضرور ہے کہ اس بربادی بخش اندیشہ سے انکو پورے طور سے نجات حاصل ہو جائے گی مگر یہ خیال انکا بالکل غلط تھا اور سراسر انکی بدقسمتی اور خرابی انجام پر دلیل واضح تھا۔ کیونکہ اگرچہ اب ان تدابیر سے کوئی کام نہیں چل سکتا تھا۔ جو قبضہ بابل کے حصول میں انکے سابق حملہ آور یعنی شہنشاہ کیکاوس نے کی تھیں اور گو محاصرین کے ہر ایک طرح کے حلے اور چالبازیوں کی تردید اور جواب ان محاصرین نے دیدیا تھا مگر جب ہم اس انجام پر غور کریں کہ

کسطرح دارا اور اسکی فوج شہر پر قابض اور مسلط ہوگئی اور کس طرح اسنے تمام باشندگان بابل کا قتل عام کیا اور ایک عجیب طریقہ خونریزی سے بخت نصر کے خاندان کو بالکل ہی منیست و نابود کردیا گیا۔ شہر بابل کے اندرونی عمارتیں توڑ ڈالی گئیں اور ایوان شاہی خراب اور پامال کیے گئے اور شہر مذکور کی عجیب تسیں اور مستحکم ترین دیواریں منہدم کردی گئیں تو یہ امر بخوبی دریافت ہوجائیگا کہ دارا ابن داراب نے کس طرح بابل کی بربادی میں کامیابی حاصل کی اور نیز آپ کا محاصرہ جو ایک خاص عرصہ تک بابل کے گرد رہا وہ فضول اور بے سود نہیں تھا اور اسیلئے دارا کی زمانے کی فتح بائبل قدیم میں خاص طور سے لکھی گئی ہے اس موقع پر ایک عجیب واقعہ کے ذکر کرنے سے ناظرین کو معلوم ہوجائے گا کہ کس طرح دارا نے شہر بابل پر فتحمندی اور قبضہ حاصل کیا تھا۔

اصل یہ ہے کہ دارا اگرچہ بڑے جوش و خروش سے حملہ کرنے کے بعد دیوارہائے شہر پناہ کے نیچے پہنچگیا تھا اور اسکی تسخیر اور فتح کرنے کی ہزاروں تدبیریں اسنے کی تھیں مگر کوئی کوشش کامیاب نہوتی تھی اور پورا ایک سال اسیطرح محاصرہ کو گذر گیا اور کوئی صورت دارا کو اپنے ارادہ میں کامیابی کی نہیں معلوم ہوئی تو وہ نہایت سخت پریشان اور مضطرب ہوا اور قریب تھا کہ وہ فتح شہر سے دست بردار ہوجائے مگر سال کے آخر دن میں ایک سردار ایرانی کی نعش جسکے تمام بدن پر ہر جگہ زخم لگائے گئے تھے گویا زخموں میں اسکو چور کردیا تھا اور اسکے کان اور ناک بھی کٹے ہوئے تھے شہر بابل کے ایک دروازہ پر پائی گئی جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ اگر اسنے کوئی سخت بڑا جرم نہیں کیا ہے تو ایسی کارروائی خواہ کسی کی طرف سے ہو نہایت ظالمانہ اور وحشیانہ سمجھی جاسکتی ہے بہرحال یہ شخص دارا کا خاص معتمد بیان کیا جاتا ہے اور مورخین لکھتے ہیں کہ اگرچہ زخموں میں چور ہوکر حالت بیہوشی میں وہاں سے بھاگا تھا لیکن دروازہ شہر پر پہنچکر بالکل مدہوش ہوگیا اور اپنی جان کسی طرح سے دارا کے ہاتھ سے بچا کر بابل کے دیوار کے نیچے آکر پڑگیا تھا اہل بابل پہلے یہ سمجھے تھے کہ یہ کوئی ادنےٰ لشکری ایرانی کیمپ سے مردہ حالت میں یہاں پھینک دیا گیا ہے لیکن کچھ عرصہ کے بعد انکو دریافت ہوا کہ شخص مذکور کوئی معمولی آدمی نہیں ہے بلکہ یہ شخص لشکران ایران کا ایک زبردست ...... سردار زوفائرس ہے۔

بہرحال جسطرح ممکن ہوا شہر والوں نے اسکو اندر بلالیا اور اس سے اس حال کی بابت جو شخص مذکور پر گذر رہا تھا مفصل کیفیت پوچھی اسنے زخموں کی تکلیف اور خون کے بکثرت نکلجانے

کی وجہہ سے کوئی تفصیلی جواب اُنکو نہ دیا کیونکہ اسمیں بات کرنے کی قوت بالکل نہتی تاہم اسنے اسقدر جواب دیا کہ میری حالت بہت طویل ہے میں جیسا کہ تمکو بہی معلوم ہوگا سلطنت ایران کا ایک نہایت نامی سردار ہوں مینے کوئی بہی جرم یا بادشاہ کا نہیں کیا ہے اگر میں اپنے نزدیک کسی خطا و قصور کا مرتکب ہوا ہوں بلکہ مینے دارا کو اس عزت کے قایم رکہنے کی غرض سے جو ہزار ہا برس سے سلطنت ایران کو حاصل ہے یہ مشورہ دیا تہا کہ وہ اب اپنا محاصرہ اس شہر کے گرد سے اُٹہائے اور اپنی اس کل جمعیت اور فوج و لشکر کے ساتہ یہاں سے بخط راست اپنی دار السلطنت کو واپس چلا جائے کیونکہ بظاہر اس شہر کی تسخیر اور فتح کی کوئی تدبیر نظر نہیں آتی ہے اور نہ کوئی اُمید اسپر قبضہ حاصل کرنے کی معلوم ہوتی ہے بس اسپر فتح حاصل کرنا محال ہے مگر میری یہ صلاح جو محض بہی خواہی سلطنت اور ہوا خواہی ملک و ملت پر مبنی تہی شہنشاہ کو قطعاً ناپسند ہوی اور معلوم نہیں کس خیال سے بظاہر شاید یہ سمجہکر کہ اس قسم کی مشورہ لشکر ایران میں یہ بزدلی پیدا کر دیگا یا یہ خفیہ دشمنوں سے ملگیا ہے بہر حال ان عجیب و وہمی خیالات اور محض فرضی قیاسات کے اصول پہ دارا نے مجہپر اس ستم او ظلم کو روا رکہا اور اسطرح نہایت تکلیف دیکر سخت بیرحمی کے ساتہ مجکو زخمی کیا اور سب سے زیادہ اثر تکلیف جو زخمی ہونے سے بہی میرے واسطے بڑہی ہوی ہے یہ تہی کہ بادشاہ نے میرا درجہ اور خطاب چہین کر میرے سامنے میرے دشمنوں کو دیدیا اور میرا اسطرح کا حال خراب کر کے اپنی فوج سے نکلوا کر اور شاید مجکو مردہ سمجہکر دروازہ شہر پناہ پر پہکوا دیا اس عجیب طول طویل روایت کے بیان کرنے کے بعد زوفائرس نے اہل شہر کو یقین دلایا کہ میں اب تمہاری پناہ میں آیا ہوں بلکہ یہ بہی سمجہ لو کہ تمہاری عظمت کی بہی خواہی اور دارا اور اسکے لشکر اور تمام ایرانیوں کی تباہی اور بربادی اور خرابی کے واسطے آیا ہوں۔ اور جو تکلیفات مینے اُٹہائی ہیں انکی بابت بغیر شدید انتقام لیلے میں دارا کی عقوبت گذاری نہ کرونگا اور میں اسکو زک پہنچانے اور تباہ کرنے کی سب تدابیر کو بخوبی سمجہکر اندازہ کرچکا ہوں۔

بہر حال اس عجیب و غریب بیان اور قصے اور تفصیل پر زوفایرس نے اہل شہر کے سامنے بڑی بیتابی اور سوز و گداز سے ظاہر کی تہی محصورین شہر بالخصوص ان اشخاص کو جو اس بات کی دل سے خواہاں تہے کہ سرداران ایران میں کوئی تفرقہ یا خرابی پیدا ہو جاے پورے طور سے یقین آگیا کہ جو کچہ حکایت اسنے بیان کی ہے وہ سراسر صحیح ہے اور اسپر اعتماد کرینگے

ضرورت ہے اور ہماری اعانت اور طرفداری کے متعلق جو ارادہ اور منصوبہ اسنے ظاہر کیا ہے اسکو نہایت صداقت کے ساتہہ پورا کریگا اور اس بنیاد پر انکو اس بات سے بڑی خوشی ہوئی کہ کس طرح ایک ایسا بڑا سردار لشکر دشمن کا انکے شریک اور معین ہوگیا اور کیسے اعلے درجہ کی صورت اور امید اس شخص کی ہمارے یہاں آجانے اور پناگزینی سے ہمارے واسطے دشمن کے پنجے سے نجات پانے اور اسکو شکست فاحش دیکر بالکل نیست و نابود کر دینے کے اتفاق سے پیدا ہوگئی ہے اور آخر انکو اسقدر زوفائرس کے بیان پر وثوق ہوا کہ بغیر کسی قسم کے غور و فکر اور اندیشے اور تامل کے اور کسی قسم کے اندیشے اور پس و پیش کے انہوں نے اپنی ایک بڑی فوج کی کمان اسکو تفویض کر دی۔ زوفائرس نے اہل بابل کو نہایت مناسب طور سے یہہ اطمینان دلایا تہا کہ جو کچھہ مجھسے سابق میں تمہارے مقابلہ میں نقصان پہنچ چکا ہے میں اسکی تلافی نہایت ہی موزوں اور شائستہ طور پر کرونگا۔ بہرحال اسنے اس کارروائی اور اسقدر اپنا اعتبار اور اعتماد اہل بابل میں پیدا کر لینے کے بعد پہلی تدبیر اپنی غرض مخفی کے لیئے کی یہہ تہی کہ شہر میں اپنے پہونچنے کے دسویں روز اسنے اہل بابل کو یہہ مشورہ دیا کہ اسوقت ایرانی لشکر نہایت بیخبری کی حالت میں ہے لہذا کلان دروازہ سے نکلکر اسقدر جمعیت فوج کے ساتہہ اسپر شبخون مارنا چاہیئے چنانچہ اہل بابل نے اسکی اس تجویز کو نہ صرف پسند کیا بلکہ اسکی دلی لیاقت کی صداقت انکے دلوں میں اور زیادہ مستحکم ہوگئی اور آخر یہہ تجویز مستحکم ہوگئی کہ اس شبخون کی کارروائی کو ضرور پورا کرنا چاہیئے" بالآخر ایک رات کو اسنے نہایت پوشیدہ طور پر دو تین دستے بابلی فوج کے ہمراہ لیکر شہر مذکور کے شمیرامس نام دروازہ کی طرف سے دشمن پر دہاوا کیا اور اس حملہ سے اسنے مخالفین بابل یعنے دارا کی فوج کے ایک ہزار آدمی کو طرفۃ العین میں قتل کر دیا اور اسی طرح اسنے دوبارہ نینیان دروازہ کی طرف سے ایک مناسب فوج کے ساتہہ شہر سے نکلکر ایرانیوں پر حملہ کیا اور بہت سے آدمیونکو قتل کر کے شہر میں داخل ہوگیا۔

اہل بابل کو اس جدید حالت کے پیدا ہونے سے اپنی قطعی کامیابی کے لیئے کامل امیدیں پیدا ہوگئی تہیں اور ایک عجیب نئی تقویت انکے خیالات اور ارادوں میں اپنی رہائی اور دشمن پر فتحیابی کی عام طور سے یقینی سمجھی گئی تہی۔ اور اسکے ساتہہ ہی زوفائرس کی تعریف ہر فرد بشر کی زبان پر تہی آخر کار اسکے خدمات اور خیر خواہی کی اسقدر قدردانی اور توقیر کی گئی کہ اسکو اس تمام فوج کا سپہ سالار مقرر کر دیا گیا جو شہر بابل کے اندر محصور تہی اور ایرانیوں کی مدافعت

میں اسقدر سختی کے ساتھ مصروف تھی۔ اس عرصہ میں ایرانی لوگ بہت ہوشیار نظر آتے تھے اور تبدیل و رنگ انکی احتیاط کو اسقدر اور زیادتی رہی کہ محصورین نے حسب مشورہ زدفائرس بھی شہر کے اندر سے نکلکر کسی اور حملہ کی جرأت نہ کی مگر اس زمانہ کے گزرنے کے بعد ہی زوفائرس بڑی ہی دلیری اور چالاکی کے ساتھ اپنی فوج کے ایک بہت بڑے حصہ کو ہمراہ لیکر شہر کے کالدین دروازہ سے باہر نکلا اور ایرانی لشکر پر اس زور شور سے گرا کہ انکو ذرا بھی سنبھلنے اور مقابلہ کی مہلت نہ ملی اور آناً فاناً ہم ہزار آدمیوں کو قتل کرکے نہایت تیزی کے ساتھ شہر میں واپس داخل ہوگیا۔ اس کارنمایاں اور ایسے جلیل اور با نتیجہ خدمت کے ظہور پذیر ہونے سے نہ صرف اسکے (زوفائرس) کی دلاوری اور عقلمندی اور فنون جنگ سے اسکی واقفیت اہل شہر کے ذہن نشین ہوگئی بلکہ انکو یہ بھی یقین ہوگیا کہ یہ پورے طور سے ہمارے ملک کو دشمنوں کے حملے سے بچائیگا اور جو موجودہ مشکلات درپیش ہیں انکو ایک ایک کرکے اسی طرح نیست و نابود کردیگا اور اس اعتبار کا یہ نتیجہ ہوا کہ انہوں نے فقط اپنے تمام فوج کے اعلے کمان ہی اسکے سپرد نہیں کردی بلکہ اسکو ایک ایسا نہایت ہی اہم عہدہ اور خدمت سپرد کردی جسکے واسطے یہ تمام دردسری مول لی تھی اور ایسی خونریزی کی کارروائی گوارا کی تھی اور جو خاص انجام اسکی دلی مرضی اور خواہش کے بموجب اسکی اقبالمندی اور مدبری اور اسکی عجیب دانشمندی نے نہایت مناسب اسلوب پر اسکے اختیار میں دیدی یعنے شہر پناہ کی دیواروں اور دروازوں کی حفاظت اور نگرانی بڑی اعتماد اور اعتبار اور کامل وثوق کے ساتھ اسکے سپرد کردی گئی۔ دارا کو اگرچہ زوفائرس کے متواتر دلیرانہ حملوں سے بظاہر ایک سخت نقصان اور صدمہ پہنچا تھا اور اسکے جانباز سپاہی ایک خاص جماعت کے کثیر تعداد میں قتل ہو چکے تھے تاہم وہ نہایت استحکام اور احتیاط اور اطمینان کے ساتھ شہر پناہ کی طرف بڑھتا چلا آتا تھا یہانتک کہ ایک روز شہنشاہ مذکور بالکل دیواروں کے نیچے پہنچ گیا اور کسی خاص دقت کے اٹھائے بغیر اسنے وہاں اپنے ڈیرے ڈالدیے اور اس عرصہ میں محصورین کی طرف سے جو حملہ آوری اور یورش ہوتی رہی اسکا بھی بخوبی جواب دیتا رہا۔

ناظرین کو آیندہ واقعات اور حالات پڑھکر نہایت حیرت ہوگی کہ زوفائرس کی یہ کارروائی ایک نہایت عجیب اور زبردست حکمت عملی اور سخت مدبرانہ دغابازی تھی جسکی اصلیت کی [illegible] اور اطلاع سے مساوی طور پر تمام لشکر ایران اور نیز محصورین اہل [illegible] الگ تھلگ رہا اور [illegible]

قطعاً ناواقف تہے چنانچہ اسکی تکمیل اور خاتمہ اس طور پر ہوا کہ وہ خود تو دروازہ ہائے شہر کے قریب اپنے خاص خاص لوگوں کی جمعیت سے بطور ایک نیابت افسر کے مقیم رہا۔ اور تمام مسلح سپاہیوں کو شہر پناہ کی دیوار پر چڑہا دیا غرض کہ اہل بابل میں سے کوئی شخص بہی ایسا نہ تہا جو کسی موقع پر دروازوں کے متعلق اگر کوئی کارروائی ہو تو اسکو روک سکے اور نہ انکو اس قسم کا گمان تہا کہ زوفائرس کی خدمات ایسے خود غرضی اور حکمت عملی اور کسی خاص بہید کا نتیجہ ہیں پس اسنے انکو ایسی بیخبری اور ایک عجیب سبز باغ میں رکہا تہا کہ ایک روز رات کے وقت جبکہ اہل بابل زوفائرس پر کامل اعتماد کیئے دیوارہائے شہر سے غافل شراب نوشی میں مصروف تہے نہایت عجلت کے ساتہ شہر کے دو دروازے جو بیلاٹن اور کیسین دروازوں کے نام سے مشہور تہے کہولدیئے اور ایرانی بہادروں اور صف شکنوں کی ایک بڑی جمعیت کو جو دیوار شہر کے قریب ان دروازوں کے پاس لگی ہوئی تہی ایک دم سے اندر بلا لیا اس واقعہ کی اطلاع سے ناظرین کو کمال حیرت ہوگی کہ اسوقت تک جو کارروائی زوفائرس نے کی اسکی اطلاع سوائے خاص دارا اور زوفائرس کے اور کسی کو بہی نہ تہی اور یہ امر بہی قابل اطلاع ہے کہ اس کارروائی اور تدبیر کا موجد اور بانی خود زوفائرس تہا جسکی تفصیل اسطرح پر ہے کہ ایک روز جبکہ محاصرہ کو بہت طول ہوا اور دشمنوں کو جو ہر چند کہ محصور تہے مگر بوجہ گذشتہ مسلسل جنگوں کے جنگی کاموں کا بہت بڑا تجربہ ہو چکا تہا اسبات پر آمادگی تہی کہ جسطرح ممکن ہو دارا کی ظلم و زیادتی اور محاصرہ کا کامل دفعیہ کیا جائے۔

دارا نے ایک کمیٹی آیندہ حالت محاصرہ وغیرہ کی نسبت اپنے خاص خیمے میں منعقد کی اور بڑے بڑے سرداران ملکی اور جنگی اسمیں جمع کیئے اور ہر ایک سے اسبات رائے پوچہی کہ محاصرہ کو طول ہوتا جاتا ہے محصورین۔ اگرچہ شہر سے نکلکر میدانداری نہیں کرتے ہیں لیکن جب موقع پاتے ہیں ہماری فوج کو شدید نقصان پہونچا جاتے ہیں اور شہر پناہ کے استحکام کی حالت بہی پوشیدہ نہیں ہے اور اگرچہ اندرون شہر کا مفصل حال معلوم نہیں ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ محصورین ہمہ تن اسبات پر آمادہ ہیں کہ اس کوشش میں سرگرمی سے مصروف ہیں کہ جہانتک ممکن ہو محاصرہ اٹہا دیا جائے۔

ہماری فوج میں دشمن کے سرزمین ہونے کے باعث رسد بہت کم رہگئی ہے جس سے نہایت سخت مصیبت اور خرابی کے پیش آجانے کا اندیشہ ہے۔ دارا کی اس تقریر پر حاضرین نے مختلف

رائیں ظاہر کیں اور جتنے سرداران سلطنت حاضر تھے اُنہوں نے کوئی نہ کوئی تدبیر جو اُنکے عقل میں اسوقت آئی اسکو دارا کے حضور میں پیش کیا مگر ان تدابیر میں سے کوئی بھی ایسی رائے اور تجویز نہ تھی جس سے دارا کو اطمینان ہوتا اور جسکے عملدرآمد پر وہ فوراً آمادہ ہو جاتا۔ بہرحال ان سب سرداروں میں سے ایک سردار جسکا نام زوفائرس تھا اور جو دارا کا بہت بڑا رفیق اور نہایت بہادر اور مدبر ایرانی تھا اُسنے ایک عجیب رائے ظاہر کی جسکو سُنکر بادشاہ نہایت غضبناک ہوا اور اسکے ساتھ ہی تمام ایرانی سردار اس سے بگڑ گئے یعنے اسنے بادشاہ سے یہہ کہا کہ میرے نزدیک سلطنت ایران خود ایسی وسیع اور زبردست ہے کہ ہمکو اسکا ہی انتظام مشکل دشوار ہے سلطنت بابل پر جو جہاں پناہ نے چڑھائی کی ہے اول تو اسکی تسخیر اور فتح ناممکنات سے ہے اور اسکے علاوہ اسکے انتظام کے واسطے ایک جداگانہ نہایت ہی خیرخواہ عملی اور منتظم اشخاص کی ضرورت ہوگی ظاہر ہے کہ ایسے لوگ بکثرت کہاں سے دستیاب ہو سکینگے اور قطع نظر اسکے بابل پر جس غرض سے فوج کشی کیگئی ہے یعنے وصول خراج اور اطاعت کی غرض سے وہ بوجہہ بدل جانے حالات مزاج سرداران بابل کے اب بالکل بے سود یقین کی جاسکتی ہے لہذا میرے نزدیک یہ محاصرہ اُٹھا لیا جائے اور ہمکو حرمت اور عزت و آبرو کے ساتھہ اپنے ملک کو فوراً واپس چلا جانا چاہیئے اور اگر ملک بابل کی فتح و تسخیر ایسی ہی ضروری ہے تو ہم کسی خاص موقع پر دوبارہ اس ملک پر حسب مرضی و اطمینان فوجکشی کر سکتے ہیں جسکے ذریعہ بہ آسانی یہ ملک ہمارے قبضہ میں آسکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہہ جواب زوفائرس کا اسقدر مصیبت اور اخراجات کے اُٹھانے اور ایسے متواتر حملات کے ہو چکنے اور طرح طرح کی دقتیں برداشت کرلے اور ملک بابل کے ایک بہت بڑے حصہ کے فتح کر لینے اور نیز دیوار شہر پناہ کے محاصرہ کی کارروائیوں کے لحاظ سے کسقدر عجیب و غریب تھا اُسکے یہہ معنے سمجھے گئے تھے کہ زوفائرس باطن میں اہل بابل سے ملگیا ہے اور نیز وہ شاہ ایران سے دغابازی کے ساتھہ برتاؤ کرتا ہے اور اسکی اس قسم کے برتاؤ پر سخت خوف اور اندیشہ اسبات کا ہے کہ کسی خاص وقت پر اس سے کوئی نہایت نقصان رسان دغابازی ظہور چنانچہ اس قسم کا الزام اُسپر رکہا گیا اور عدالت جنگی نے حسب الحکم شاہی اس کو بدخواہ سلطنت قرار دیکر اس کے قتل کا حکم دیدیا مگر دارا نے اس قتل کے حکم کی عوض میں یہہ ترمیم کردی کہ اس کے واسطے صرف اسقدر سزا کافی ہے کہ اس کو زخموں سے چور کردیا جائے اور اسکے ناک کان کاٹ کر شہر بابل کے دروازہ پر ڈالدیا جائے تاکہ اسکو

معلوم ہو کہ ایسے خیالات ظاہر کرنے سے ایک شہنشاہی فوج کے ملازم کو کس قسم کی سزا بھگتنی پڑتی ہے اور نیز اسکو اہل بابل و کالدیا کی حمایت پر جو ہمدردی یعنے اسکے ساتھہ رحم کی غرض سے ظاہر کرنے پر آمادگی ہے لہذا ہمکو بہی یہہ دیکھنا چاہیئے کہ یہہ اہل بابل کا شریک ہو کر کیا کر سکتا ہے اور نیز ایک وقت خاص میں اسکے حمائتوں یعنے بابل والوں کے ساتھہ اسکو قطعی نیست و نابود کر دیا جائے تاکہ صلاح و عقل کو یہہ بات بخوبی ظاہر ہو جائے کہ ایک ایسے بڑے سردار سلطنت کو اپنے کیفر کردار میں کیسی زبردست پاداش بھگتنی پڑی ہے چنانچہ اس حکم شاہی کی فوراً تعمیل کی گئی اور جلادوں نے اسکے بدن کو شدید زخمی اور مجروح کر دیا اور اسکے ناک کان کاٹ کر اسحالت میں کہ خون کے شرارے اسکے جسم سے بہہ رہے تھے بابل کی شہر پناہ کے ایک دروازہ پر ڈالدیا۔

مگر اس سے زیادہ ایک اور عجیب امر ہے جسکو ناظرین کتاب بڑی دلچسپی سے پڑھینگے یعنے زوفائرس پر اسطرح بادشاہ کی خفگی اور عتاب اور اسکے زخمی کرنے کی تجویز پر اور کارروائی میں ایک خاص بھید اور رمز تہی اور جس سے سوائے دارا اور زوفائرس کے اور کوئی بہی واقف اور مطلع نہ تہا۔

اس واقع کی اصلیت مورخین قدیم نے اسطرح لکھی ہے کہ انجمن مذکور کے منعقد ہونے سے ایک روز قبل رات کو جبکہ دارا نہایت مضطر اور فکرمند تہا اور بابل کے محاصرہ کو بہت طول کھینچ گیا تہا زوفائرس نے کہ ہر وقت اسکی خدمت میں موجود رہتا تہا اور اسکی خلوت و جلوت کا حاضر باش و رفیق تہا اور بوجہہ خاص مراحم و عنایات شاہی کے ایک طرح کا گستاخ بہی تہا بادشاہ سے ایک روز تنہائی میں کہ اسوقت سوائے دارا اور زوفائرس کے تیسرا شخص موجود نہ تہا نہایت خوبی اور ادب کے ساتھہ حسب ذیل مضمون عرض کیا کہ جناب عالی اس تفکر کی خاص وجہہ جسپر اندازہ کرنے سے خیرخواہان نمک پروردہ کی روح کو پریشانی ہے کچھہ بہی سمجھہ میں نہیں آتی ہے۔ اگر اسقدر فکر شہر بابل کے طول محاصرہ کے باعث سے ہے تو بہ نسبت اندوہ و فکر کے اسکو کامیابی کے ساتھہ ختم کرنے کی جانب کوشش اور توجہہ کرنی ضروری ہے اور اگرچہ بندگان شہنشاہی نے اس معرکہ اور جنگ کی اصلیت کی جانب پوری توجہ فرمائی ہے اور ان پہلووں کا اندازہ فرمالیا ہے جو ایسے عظیم الشان رزم آرائیوں اور میدانداریوں کے نتیجوں سے متعلق ہوتے ہیں تاہم حضور بندگان عالی کا یہہ قاعدہ

ہمیشہ سے رہا ہے کہ اپنے بندگان خاص الخاص کے بعض معروضات پر جو نہایت خیر خواہی اور ایک وفادارانہ گرمجوشی سے بار ہا پیش ہوتی رہیں بلکہ بعض حالتوں میں نہایت مرحمت سے انپر عملدرآمد کا حکم بھی دیا گیا ہے۔ اور اس سے ایسے نتائج پیدا ہوئے ہیں۔ جو حضور عالی کی کمال خوشنودی اور ان وفاداروں کی مزید عقیدتمندی اور اعزاز و احترام کا باعث قرار پاتے ہیں۔

شاہان کیانی اور پیشدادی عدالت شعار فرمانروا ایران میں ابتک جسقدر اورنگ آرائے سلطنت ہوئے ہیں اور ایک بیشمار فرمانروائی کے سلسلے میں اپنی زبردست اور نمودار حکومت اس وسعت آباد وطنی پر قایم کر چکے ہیں اگرچہ وہ سب آسمان دنیا کی نہایت تابندہ ستارے تھے تاہم ان سب میں صرف حضور مع النور ہی کی ذات معدلت صفات کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ نہایت اہم معاملات سلطنت اور دقیق رموز مملکت میں بندگان شہنشاہی کی رائے اور تجاویز قطعیہ کو نہایت وقعت کے ساتھ ایک عجیب لاثانی اور قابل اطمینان نتیجہ حاصل ہوتے دیکھا جاتا ہے اسکے علاوہ اصول فرمانروائی میں آج کل حضور کے مراحم اور عطوفات شاہی سے یہ بات لازمی کردی گئی ہے کہ نہایت جاں نثار اراکین سلطنت کی رائیں اور انتظام ملک کے متعلق انکی عام تجاویز حضرت شہنشاہی کی غور اور توجہ کے واسطے حسب موقع و ضرورت بخوف و باک اور کسی قسم کی لمحی تامل کے پیش ہوتی رہیں بہرحال جبکہ حضور بندگان عالی کی رائے میں سلطنت کے استحکام کے لیے ایسے مصالح یقینی سمجھ لیے گئے ہیں تو اسکے ساتھ یہ بھی ضرور ہے کہ مشیران سلطنت اور قدیمی نمکخواران بادشاہی اسوقت ایسی عقل و دانش اور خوبیوں کا مجموعہ ہیں کہ جو ہر طرح قدوم شاہی اور نیز اپنے ملک و قوم پر جان دینے کیواسطے آمادہ ہیں اور علےٰ ہذا انکے ذاتی قابلیتوں کا بھی حضور بندگان عالی نے کامل اندازہ کرلیا ہے اسوقت جو ہنگامہ اور معرکہ درپیش ہے اور کالدیا کے چند نامرد سرگردہ ہونے جو کمال حیلہ بازی ہمارے شیرشکار سپاہیوں کو ایک قسم کی گیدڑ بھبکی دکھاتی ہے اگرچہ یہ امر کوئی نہایت ہی اہم اور ایسا مسئلہ نہیں ہے جسپر بندگان عالی کو کوئی خاص فکر باعظمت میں توجہ ہو تاہم بہ حالت طوالت محاصرہ و نیز اس خیال سے کہ چیونٹی بھی اگر دشمن ہو تو اسکو بڑے ہاتھی کے برابر سمجھ کر کسی وقت اسکے دفعیہ کی تدبیروں اور کوششوں سے غافل نہ رہنا چاہیئے نیز بعض اسباب سے انہا سکی جرات حاصل ہے کہ بمقابلہ تمام تر اندوہ اور محض ایک جان فرسا فکر کے

اسکی حل مشکلات کی جانب بندگان عالی کی توجہ ضروری ہے مگر جہانتک میرا خیال ہے بمقابلہ ان وسائل اور تدبیروں کے جو دیگر سرداران سلطنت اور نہایت بیدار مغز مدبرین مملکت کی نہایت تیز وزن رایوں کا نتیجہ ہوں گی ایسے جو خاص تدبیر دشمنوں کے نیست و نابود کرنے اور شہر بابل پر نہایت آسانی سے قابض اور مسلط ہو جانے کی اندازہ کی ہے اسکا اظہار سب سے پہلے پیشگاہ بندگان عالی میں ضروری ہے کیونکہ اسکی نوعیت کچھ اس قسم کی ہے جو بالکل تدابیر ملکی مالکی طرز و روش سے جداگانہ ہے۔

اور گو عام طور سے یہ خیال ممکن ہے کہ وہ تدبیر کسی خیر خواہ سلطنت کے واسطے خطرناک ہے تاہم جبکہ ہمیں اپنی سلطنت، اور ذات بندگان شہنشاہی کی حفاظت و سلامتی کے لیے ہر قسم کے نتائج اور تدابیر پر لحاظ رکھنا ضرور ہے اور واجب و لازم ہے لہذا میں یقین کے ساتھ یہ خیال اپنے دل میں قایم کر چکا ہوں کہ اس تدبیر کے انجام دینے سے بمقابلہ کسی ایک نفس ملازم سلطنت کے اگر ہمیں اس محاصرہ میں کامیابی اور اپنی سلطنت کا اعزاز قایم رکھنے کے تدابیر سے کوئی قابل اطمینان نتیجہ حاصل کرنا منظور ہو تو نہایت گرمجوشی اور سرگرمی سے جہانتک جلد ممکن ہو اسکو مکمل کرنے کی جانب کامل توجہ کرنا از قبیل واجبات ہے۔

اور وہ تجویز یہ ہے کہ کل کے روز ایک خاص دربار منعقد کیا جائے جسمیں تمام سرداران سلطنت حاضر ہوں اور اسوقت اس معرکہ اور نیز موجودہ محاصرہ کی نسبت ان لوگوں سے رائے لیجائے میں اسوقت نہایت گرمجوشی سے موافقین کی حمایت کا اظہار کرونگا اور نیز میرا خیال صاف طور یہی ظاہر ہوگا کہ جہانتک جلد ممکن ہو اس محاصرہ کو اب اٹھا لیا جائے اور ہمکو اس ملک اور خاص کر اس شہر بابل کی تسخیر کے ارادہ اور منصوبہ سے کوئی فائدہ نہ ہوگا لہذا [illegible] ہمیں اپنے ملک کو واپس جانا چاہیے [illegible] ملک کی عام آوری اور چونکہ یہ شہنشاہی کے منصوبوں کے بالکل خلاف ہوگی اسلئے بالکل اس قسم [illegible] کا ظاہر ہونا ہوگا اور اسوقت ایسی مشتبہ اور خطرناک رائے ظاہر کرنے والے کو حسب قانون سلطنت جو سزا دینی چاہیے اسکے نفاذ کی جانب بندگان عالی کو فوراً توجہ فرمانی ہوگی گو اسکی تعمیل میں بندگان شاہی کو ایک خاص تبادلہ نسبت سزا کی بابت ضرور ہوگا لیکن دراصل ایسے مجرم کو فوراً سزائے موت دیجاتی ہے مگر مجھے جلاوطن حسب قاعدہ قدیم سلطنت

حاضر دربار ہوتے ہیں وہ حکم شاہی کے بموجب صرف اسقدر سزا دیں کہ میں زخموں سے جو مہلک نہوں چور کر دیا جاؤں اور ناک کان کاٹ کر اور نیم مردہ کر کے مجکو شہر پناہ بابل کے ایک دروازہ پر ڈالدیا جائے۔

اسکے بعد جو کچہ نتیجہ پیدا ہوگا اسکو حضور خود آنکہوں سے دیکہینگے کہ کس آسانی سے اور کس شوکت و اقتدار کے ساتہہ ہم بلا درد سر شہر بابل پر قابض ہو جائینگے اور اسکے نافرمان اور متمرد باشندوں اور کالدیا کے مغرور سرداروں کو تہ تیغ کر سکینگے دارا نے اس عجیب و غریب تجویز اور تدبیر کو جو زوفائرس نے نہایت صداقت دلی اور گرمجوشی سے پیش کی تہی اور جو سراسر جان نثاری اور طرح طرح کے خطرات سے جنکا اثر صرف زوفائرس کی جان پر پڑتا تہا معمور تہی سنا اور بکمال مرحمت کے ساتہہ یہ جواب دیا کہ دوست! اے میرے قدیم رازدار اور نہایت عزیز وفادار سلطنت (زوفائرس) اس تجویز میں تیرے جان جاتے رہنے کا کامل خطرہ ہے اور پہر بہی کوئی کامل یقین ہمیں اپنے مطلب و منصوبہ کی کامیابی کا پیش نظر نہیں ہے پس جبکہ حالت ایسی مشتبہ ہے تو میں نہیں سمجہتا کہ اس عدیم النظیر شخص کی زندگی کیونکہ ہمکو واپس ملسکتی ہے جسکی قیمت کا کوئی بہی اندازہ نہیں ہے اور گو سلطنت بابل پر ہم اور بہی تدابیر سے کامیاب ہو سکتے ہیں لہذا میرے نزدیک ایسی کارروائی سراسر بیہودہ ہوگی جسمیں علاوہ نقصان کے میری بدنامی صدیوں تک رہیگی کہ فضول امید اور عجیب موہوم خیال پر ایک ایسا وفادار سردار دشمنوں کے ایسے غضبناک گروہ اور ایک بے پناہ آتش جنگ میں دیدہ و دانستہ ڈالدیا گیا تہا۔ زوفائرس نے دارا کے اس ہمدردی آمیز انکار کی بابت ایک وفادارانہ شکریہ ادا کیا اور نہایت معقولیت کے ساتہہ اس بات کو ثابت کیا کہ اس تجویز کی کامیابی میں بشرطیکہ کامیابی کے زمانہ تک سوائے میرے اور آپکے کوئی آگاہ نہو شک و شبہ کی ذرا بہی گنجایش نہیں ہے کیونکہ دشمن اسوقت نہایت پریشان اور ہر طرف سے بیرونی امداد کا نہایت تہ دل سے آرزومند ہے اور وہ اس بات کا بہی خواہاں ہے کہ محاصرین (ایرانی فوج) میں کسی طرح نفاق پیدا ہو اسکے علاوہ جبکہ اسکو اس بات کا کامل یقین ہے کہ حضور بندگان عالی کے جتنے احکام ہیں وہ نہایت اندازے کے ساتہہ ہوتے ہیں پس میری بامصلحت مذکورہ سزا بہی وہ کسی رمز اور غرض خاص کے ساتہہ کسیطرح نہیں خیال کر سکتے ہیں بلکہ انکے پاس بطور ایک مستغیث اور پناہ گزین کے میرے پہنچنے

انکی رائے میں حد درجہ غنیمت ہوگا اور پھر اپنے فائدہ کی غرض سے میری اشمالت اور رضامندی وہ ضروری سمجھینگے اور جہانتک اُنکے امکان میں ہوگا وہ مجھسے سازوباز قایم کرنا اپنی نجات کے واسطے لازمی یقین کرینگے اور اسکے بعد جو حالات اور واقعات پیش آئینگے اُنکے متعلق وقت پر جو مصلحت لازم ہوگی اسکا عملدرآمد کرونگا گو اسکی اطلاع پیشگاہ سلطان میں نہ پہنچ سکے مگر یہ ضرور ہے کہ میں فلان فلان کارروائی کرونگا اور بنظر دہوکہ دینے عام باشندگان بابل اور اہل کالدیا کی میں شہر سے نکلکر چند معمولی حملہ اپنی (ایرانی) فوج پر کرونگا جسمیں یقین ہے کہ خونریزی ہوگی اور یہ خونریزی ہماری ہی فوج کے نقصان کا ایک بہت بڑا جزو ہوگی مگر میرا خیال ہے کہ جب بندگان عالی میرے اس تمام سلسلہ کارروائی اور حکمت عملی پر لحاظ فرمائینگے تو یہ امر بخوبی ثابت ہوجائیگا کہ اس سے بہتر اور کوئی تدبیر دانشمندانہ عریضہ سے اسوقت ایسے عظیم الشان شہر اور اس طرح کی گرمجوشی اور خونریز شدید دشمنوں کے تباہ کرنے اور انپر غلبہ اور فتح حاصل کرنے کی نہیں ہوسکتی تھی۔

بہرحال زوفائرس نے اس معقولیت اور مناسبت کے ساتھہ دارا کے سامنے اپنی تجویز کے پہلوؤں اور اسکے نکات کو پیش کیا اور سمجھایا کہ شاہ مذکور اس تجویز کے عملدرآمد پر راضی ہوگیا اور اسکے بعد جوکچھ کارروائی ہوی وہ سب اول سے آخر تک ناظرین کے ملاحظہ میں گذرچکی ہے خلاصہ یہ کہ جسوقت سے زوفائرس دارا سے علیحدہ ہوکر شہر بابل میں مصنوعی طور سے پناہگزین ہوا ہے اور ایرانی فوج کے شہر میں داخل ہونے تک جوکچھ کارروائی زوفائرس کی جانب سے ہوی اسکو زوفائرس یا دارا کے سوا اور کوئی بھی نہیں سمجھ سکتا تھا۔ اور باوجود اس امر کے کہ زوفائرس کے متواتر حملوں میں چند دستے ایرانی فوج کے گرفتار ہوگئے جو شہر کے اندر حالت محاصرہ اور خاص زوفائرس کی نگرانی میں رکھی گئی اور نیز اسکے ہاتھہ سے تقریباً سات ہزار ایرانی مختلف حملوں میں مارا گیا مگر دارا نے اسکا کچھہ بھی خیال نہیں کیا جس سے تمام سرداران فوج کو ایک عظیم حیرت اور تعجب دامنگیر تھا مگر وہ یہ بالکل نہ سمجھتے تھے کہ ایسے شخص کے مجروح کرنے کی معاوضہ میں جو نہایت ہی اعلے درجہ کی دانشمندی سے تھوڑے عرصہ میں انکو سلطنت بابل کا مالک اور قابض بنا دیگا یہ خونریزی کچھہ بھی قدر و قیمت نہیں رکھتی ہے

بہرحال زوفائرس کی تجویز کے بموجب ایرانی فوج مذکورہ دروازوں سے شہر بابل میں داخل ہوگئی

تو اسنے فوراً دونو دروازوں پر قبضہ کر لیا اور جب تک اہل شہر کو اس عجیب اور نہایت ہی خطرناک انقلاب کی خبر ہو دارا مع اپنی کل جرار فوج کے شہر میں داخل ہو گیا اور اسنے بیدریغ اور بلا تامل شہر کے قتل عام کا حکم دیدیا چنانچہ شمار کیا گیا ہے کہ اس روز کے قتل عام میں صرف پانچ لاکھہ مرد خانہ نشین مارے گئے تھے اور اسکے علاوہ عورتیں اور اطفال بھی بیشمار تہ تیغ ہوئے اس خونریزی عظیم کے بعد دارا محل شاہی بابل میں ایک چیدہ ایرانی دستہ کے ساتہ گھس گیا اور اس حکمران کو جو بخت نصر کی اولاد میں تہا اور جسکے مورث اعلےٰ کو کیکاؤس نے بعد فتح اس ملک کا باجگذار حکمران کر دیا تہا گرفتار کر کے قتل کرا دیا اسکے ساتہ اور بھی شاہزادے مارے گئے اور اسکا تمام سامان جو جواہرات اور سونے چاندی کا طلسم تہا لوٹ لیا گیا اور شاہی خاندان کی جسقدر عورتیں اس محل میں تہیں وہ قید کر کے ایران کو بھیجدی گئیں۔

اور بجائے وہاں کے اصلی حکمران خاندان کے تمام صوبہ بابل و کالدیا گورنر زوفارس مقرر کیا گیا جسکی شمشیر تدبیر سے اتنی بڑی فتح بلا دردسر دارا کو حاصل ہوئی تہی یہ سبب زیادہ مورخین کی قابل توجہ تسخیر و قبضہ شہر بابل کے بعد جو دارا نے کی وہ یہ تہی کہ بابل کے شہرپناہ کی دیواریں ایک بڑے درجہ تک منہدم کر دی گئیں جسکے باعث محاصرین کو شہر پر آسانی سے قبضہ حاصل ہو جانے کی تدبیر آیندہ کے واسطے پیدا ہو گئی اور اسکے دروازے جنکی تعداد پورے سو کے اندر تہی بالکل گرا کر نیست و نابود کر دی گئی اور اسطرح یہ پیشین گوئی پوری ہوئی کہ بابل کی دیواریں منہدم ہونگی اور اسکے دروازے گرا دیے جائینگے ہیروڈوٹس مورخ یونانی کے قول کے بموجب بابل کی یہ دوسری تسخیر یا فتح تہی اور یہ ایک عجیب امر ہے کہ احکام الٰہی خدا کے ارادے کے بموجب جس سے کوئی امر پوشیدہ نہیں ہے کسطرح پورے ہوتے ہیں۔

بابل پر سکندر اعظم کا قبضہ

اکثر مورخین قدیم لکھتے ہیں کہ دارا کی شکست کے بعد بابل کو سکندر اعظم نے فتح کیا تہا جسمیں شہر کی تیسری بربادی شمار کی جاتی ہے مگر یہ بربادی دراصل بربادی نہیں یقین کی گئی ہے کیونکہ بخلاف ایرانیوں کے سکندر کا مذہب اہل بابل کے عقائد سے بہت کچھ ملتا جلتا تہا۔

بابل پر سکندر کی حملہ اور یورش کی اصل یہ وجہہ بیان کیگئی ہے کہ ایک زمانہ میں علاوہ ایشیا کے بہت بڑا حصہ یورپ بہی شاہان ایران کے ماتحت ہو گیا تہا اور اسکی قید سلطنت گورنمنٹ

ایران سالانہ معینہ خراج دیتی تہیں چنانچہ یونانی حکومت بہی ایک تہوڑے عرصہ سے اسکی مطیع فرمان ہوگئی تہی اور دارا کے زمانہ تک فلپ (فیلقوس) بادشاہ یونان و مقدونیہ وغیرہ معمولی خراج ہر سال سلطنت ایران کی نذر کرتا رہا تہا مگر آخر زمانہ فیلقوس میں جب دارا ثانی داراب تخت نشین ہوا تو یونان کی سلطنت میں بہ نسبت سنین گذشتہ کے ایک نہایت قابل اطمینان تبادلہ نظم النظام میں ہوگیا تہا اور ایک عام قومی جوش اس بات پیدا ہوگیا تہا کہ آزادی اور ایران کی سلطنت کی اطاعت سے سبکدوشی حاصل کرنی چاہیئے لیکن اس جوش کا اظہار عہد فیلقوس میں پورے طور سے نہو سکا مگر جب تہوڑے زمانہ کے بعد فلپ (فیلقوس) مرگیا اور سکندر اسکا جانشین ہوا اور یونان کا تاج فرمانروائی ایک ایسے شخص کے سر رکہا گیا جو خود تمام دنیا کی تسخیر اور زیر نگین کرنے کا داعیہ رکہتا تہا تو اس آزادی کی تجویز کو پوری طرح سے تکمیل ہوگئی اور بادشاہ موصوف نے اپنی تخت نشین ہونے کے بعد سلطنت ایران کو حسب قاعدہ خراج مذکور نہ روانہ کیا اور باوجود طلب انکار کیا تو اُسنے بعد طویل خط و کتابت کے اپنی فوجوں کو جو سکندر کے ملک کی سرحد پر رہتی تہیں جنبش کرنے اور حکم حملہ کرنے کا دیدیا۔

گو ایرانیوں نے بڑی دلیری سے سکندر کی سرحد پر حملہ کیا مگر بوجہ دانائی سکندر اور اُسکے رفقا اور سرداران سلطنت کے اِس حملہ میں سخت ناکامی ہوی اور ایرانی فوج وہاں سے بہاگ کر ایک اور مقام پر خیمہ زن ہوئی سکندر نے اِس شکست کے بعد ایرانیونکا تعاقب ضروری سمجہا اور اب اسکی رائے میں یہ امر قطعی ہوگیا کہ سلطنت ایران کا فتح کرلینا اسوقت ذرا بہی دشوار نہیں کیونکہ دارا کی فوج کی حالت یونانیوں کے مقابلے میں بہت ناقص تہی اسلیئے وہ ایک جرار فوج کے ساتہ اِس حصہ ملک کو جو عملداری ایران میں داخل تہا فتح کرتا اور ایرانی فوجوں کو متواتر شکست دیتا ہوا بابل کی سرحد کے قریب پہنچگیا اور یہاں بعد کسیقدر معمولی ہنگامہ آرائی کے اسنے خاص شہر بابل کا محاصرہ کرلیا۔ بابل کے دروازے اگرچہ دارا کے حکم سے بالکل گرادیے گئے تہے تاہم مادیوس ایرانی جنرل متعینہ بابل نے پناہ گزین کا کامل اہتمام و انتظام کرلیا تہا اور اسمیں شک نہیں ہے کہ اگر اہل شہر سکندر سے سازش کرکے شہر کے دروازے نہ کہولدیتے تو یکایک اِسکا فتح کرنا اور مذکورہ ایرانی جنرل پر غلبہ حاصل کرنا آسان امر نہ تہا سکندر کے قبضہ بابل کی اصل وجہ خیال کی گئی ہے یا جس آسانی سے اِسکو شہر بابل ایرانی جنرل کے مقابلہ میں قبضہ حاصل ہوا ہے اِسکا سبب مورخین کے نزدیک صرف یہی قرار پایا ہے کہ تمام

اہل شہر اور باشندگان بابل سکندر کے عقاید اور اسکے مذہب سے واقف تھے اور نیز وہ یہ اچھی طرح جانتے تھے کہ بمقابلہ موجودہ افسران ایران کے اسکے سرداروں کی دانشمندی اور رحمدلی کیسی علے الاعلان اور بانتیجہ مشہور ہو رہی ہے اور اسکے علاوہ وہ ایک قدیمی آتش انتقام میں ہر وقت جو ایران کے خلاف اسکے دلوں میں مشتعل تھی سلگتی رہتی تھی بہرحال کچھ زمانہ تک سکندر بابل کی دیواروں کے نیچے پڑا رہا اور ایرانی محصور فوج پر غلبہ حاصل کرنے اور خاص شہر پر قبضہ کرنے کی بابت جو مشکلات اسکو پیش آئی تھیں وہ نہایت سخت تھیں اور بوجہ ایک زبردست مورچہ بندی اور مختلف وسائل پناہ گزین کے مناسب طور سے متحمل ہونے کے یہ فاتح ایشیا عرصہ تک نہایت حیران اور پریشان رہا۔ بابل کے اصل باشندے اگرچہ بظاہر ایرانی فوج کے شریک تھے مگر باطناً سکندر کے اس محاصرے سے نہایت خوش تھے اور وہ دیوار پر سے اپنی جدید بادشاہ اور اسکے فوج کی حملہ آوری کی حالت کو دیکھتے تھے اور اس تاک میں لگے ہوئے تھے کہ کس طرح اسکو شہر پر قبضہ دیکر اندر داخل کر لیا جائے چنانچہ ایک رات میں اس مورچہ کیطرف جہاں خاص باشندگان بابل زیادہ تھے سکندر کی فوج کو کامیابی کا موقع ملگیا اور وہ جب تک ایرانی فوج ہوشیار ہو شہر میں داخل ہو گئی۔ آخر ایک نہایت شدید ہنگامہ اور سخت خونریزی کے بعد ایرانی جنرل عین معرکہ میں مارا گیا اور تمام شہر بابل اور سرزمین کالدیا پر ایک ایسی قوم کا کامل تسلط ہو گیا جو بہ لحاظ اپنی نسل اور طرز و عادات اور علوم و فنون کے دنیا کے اقوام خصوصاً قوم کالدیا سے بالکل علحدہ تھی گو مذہب میں کسی قدر یا دہ پرستی کے اعتبار سے بابل والوں کے ساتھ اسکو مشابہت ہو یہ خیال کیا گیا ہے کہ اگرچہ اہل یونان دو ایک صدی سے تہذیب اور حکمت اور دانش میں دنیا کے واسطے ایک نہایت حیرتناک ترقی کی تاریخ قایم کر چکے تھے لیکن جسوقت انہوں نے بعد تسخیر و قبضہ مملکت و خاص بابل اعظم کے اہل بابل و کالدیا کی نہایت ہی طلسمی صنایع و بدایع اور از بس حیرت انگیز طرز تعمیرات اور انکے طریقہ معاشرت کی مجموعی حالت پر اندازہ کرنیسے ان خیالات میں یہ امر شامل کر لیا تھا کہ اہل یونان کی موجودہ ترقی اور سرسبزی بہ نسبت انکے مقابل میں کچھ بھی درجہ نہیں رکھتی ہے اور جو کچھ دنیوی زندگی کو علے المعیار پہنچانیکے واسطے اسوقت تک باشندگان اسیریا کر چکے ہیں اسکا مقدمہ بھی ابھی سکندر اعظم کی خاص قوم اور رعایا گروہوں میں ابھی طے نہیں ہوا ہے بس اس قسم کے خیالات نہ صرف عام طور سے ان لوگوں کے تھے جو سکندر کی فوج کے سردار تھے بلکہ خود سکندر اعظم کی یہ رائے قرار پاگئی تھی کہ بابل کی

قدیم حالت صرف اسکی توجہ سے قایم ہونے کی محتاج ہے اور رجوع بلحاظ اسباب کے کہ طریقہ تمدن بابل سے اہل یونان کو عظیم فائدہ پہنچنے کا یقین کامل ہوسکتا ہے اہل یونان کی ایک مکمل آبادگی کا مقتضا ہے کہ اِسکو از سر نو قدیم طرز و وضع پر پہنچا دیا جائے یعنے بابل میں جسقدر خرابی دارا اور اِس سے قبل کیکاوس کے حملہ او فتوحات سے پیدا ہوگئی ہے وہ سکندر کے خاص توجہ سے بالکل رفع ہوسکتی ہے بالآخر شہنشاہ مذکور (اسکندر اعظم) نے سابق حملہ آوران بابل کے خلاف اپنے خیالات کو اِس شہر کی طرف بالکل بدل دیا تھا اسکی رائے اسباب پر قایم ہوگئی کہ اِس شہر کو از سر نو آباد کرنا چاہیئے اور نیز اگر اِسکو اپنی تمام مقبوضات ایشیا کا دار الصدر اور یا صرف کسو یونان کا دار السلطنت قرار دیا جائے تو یہاں سے یورپ اور ایشیا دونوں ملکوں پر حکمراں ہوسکتی ہے اور تمام وہ مشکلات اور حاجات جو ایسی بڑی سلطنت پر فرمانروائی کے یورپ کی ایک انتہائی نقطہ (یونان) میں مقیم رہتے خاندان فیلقوس دوچار ہوسکتے ہیں اسکے ہیڈ کوارٹر بنا لینے سے بالکل جاتے رہینگے سکندر نے اپنی اِس رائے کو نہایت مستحکم کرکے فوراً اِسکا عملدرآمد شروع کر دیا اسنے بڑے شد و مد سے اپنے تمام ہمراہی انجنیروں اور فن معماری کے واقفکار اشخاص کے نام یہ احکام نافذ کر دیئے کہ جہانتک جلد ممکن ہو بابل کی دیواروں کو از سر نو تعمیر و ترمیم کرکے اپنی سابق حالت پر پہنچا دیا جائے اور اسکی دروازے بھی اِسی اہتمام اور استحکام سے درست کر دیئے جائیں جسطرح عہد نمرود میں بنائے گئے تھے اور نیز اِس بند کے از سر نو بنانیکا حکم دیا جو دریائے فرات میں شہر کے قریب بابل کی سیلاب آب سے محفوظ رکھنے کے واسطے زمانہ بخت نصر وغیرہ میں تعمیر ہوا تھا اور جو دارایوش نے اپنی فتوحات بابل کے بعد اِسکو خراب کر دیا تھا بعل کے مندر کے نئے سرے سے بنا لینے کا حکم دیا گیا ظاہر ہے کہ اِن عظیم الشان عمارتوں میں کسقدر دولت بیقیاس صرف ہونے کا اندازہ ہوسکتا تھا جسکے واسطے سکندر نے عام حکم دیدیا تھا کہ بیدریغ اخراجات سے اِن عمارتوں کی تعمیر و ترمیم میں کام لیا جائے چنانچہ یہ تعمیر بڑی سرگرمی سے شروع ہوگئی اور ایک عظیم الشان عملہ جس میں لاکھوں آدمی شامل تھے خاص اِس کام کے واسطے علحدہ کر دیا گیا اور اِن کی مزدوری اور دقت کے معاوضہ میں دولت کثیر صرف ہو رہی تھی اور عام طور سے یہ یقین کر لیا گیا تھا کہ عنقریب بابل پھر اپنی قدیمی شان و شوکت پر پہنچ جائیگا اور اِس کے جو منہدمہ تعمیرات ہیں وہ زمانہ سابق سے

سی عمدہ حالت پر آجائینگے لیکن خدا کو یہ امر منظور نہ تہا چنانچہ سکندر کی یہ تجویزیں آخر میں بالکل کامیاب نہیں اور ایک ایسے شخص کو جو مورخین نے تمام دنیا کا فاتح تسلیم کرلیا ہے اپنے اِس منصوبہ کے پورا کرنے میں ذرا بھی کامیابی نہیں ہوی اور یہ ایک نہایت عبرتناک واقعہ ہے کہ اِسی زمانہ میں جبکہ یہ سب تیاریاں اور جدید عمارتوں کی بنیاد قایم ہورہی تہی کہ سکندر اعظم نے اِس زمانہ میں بمقام سکندریا انتقال کیا اور عمارات بابل کی حالت ترمیم بالکل ناتمام رہی

شہنشاہ آردشیر دراز دست ساسانی (زرکسیز) کا بابل کو غارت کرنا

سکندر کے انتقال کے بعد مختلف زمانوں میں بابل پر چند سلطنتوں نے بڑے زور سے حملے کیے چنانچہ انہیں سے انٹی گونس ڈیمی ٹری اس۔ انٹوچس اعظم اور پارتہیا والوں کی یورشیں اور انکے متعلقہ واقعات اِس قسم کی ہیں جنسے یہ اندازہ ہوسکتا ہے کہ بمقابلہ شاہان ایران کے ان حملہ آوروں کی ذات سے سرزمین کالدیا کی نہایت شدید بربادی ہوئی اُن بادشاہوں نے معمولی حملوں کے بعد اس ملک کو بالکل اپنے قلمرو میں شامل کرلیا تہا اور بابل کی جسقدر ناموری تہی وہ انکے زمانہ میں بالکل خاک میں ملادی گئی تہی انہیں ہر ایک حملہ آور کی عہد میں خاص بابل اعظم کی بربادی اور زوال کو ترقی رہی اور کشتکاران خونخوار کی ہمراہیوں نے شہر مذکور کی نہایت نامور خورد و بزرگ عمارات اور شاہی ایوانوں کو منہدم کرنے اور اُنکو خاک میں ملانیکا ایک حیرتناک سلسلہ جاری رکہا اور انکی ملکی قوت کا تو نام و نشان بہی قومی حیثیت سے باقی نہ رکہا گیا تہا۔

یہ حالت اگرچہ برائے نام شہنشاہ کیکاؤس کے زمانہ سے شروع ہوئی لیکن دارایوش کے عہد میں اِس تجویز کو کامل استحکام ہوگیا کہ بابل کی قومی حکومت قطعًا مٹا دیجائے اور اسکی تعمیرات قدیم جنسے حملہ آوروں کو مشکلات و بکار پیش آنیکا اندیشہ ہے بالکل منہدم کردیجائیں چنانچہ جب دارا کی فوج نے بابل پر زو فائرس کی چالاکی سے قبضہ اور غلبہ حاصل کیا ہے تو شہر مذکور کی دیواریں بلندی میں ایک ثلث سے زیادہ کم کردی گئیں اور اسکے عظیم الشان اور نہایت مستحکم دروازے جنکی تعداد ایک سو تہی بالکل توڑ پہوڑ کے بے نشان کردی گئیں اور اسکے بعد سکندر اور دیگر بادشاہوں نے جنمیں سے اکثر سکندر کے سردار اور معتمد رفقا میں سے تھے اسکو تاخت و تاراج کیا لیکن انکی تاخت و غارتگری آردشیر ایرانی شہنشاہ کے حملوں سے زیادہ نہ تہا شہنشاہ مذکور جو اپنا

ساسانی میں ایک نہایت نامور ایرانی شہنشاہ ہوا ہے یونانی حملہ کی وجہہ سے بہت مشہور ہے اسنے سکندر کی فتح ایران اور اسکی فوج کشی کا انتقام لینے کی غرض سے جو عہد داریوش میں ہوئے تہے اور جسکی وجہہ سے ایرانی قدیم سلطنت کی بنیاد متزلزل ہو گئی تہی یونان پر ایک ٹڈی جرار اور خونخوار ایرانی فوج کے ساتہ حملہ کیا تہا جسمیں نہایت سخت خونریزی کے بعد انکو ناکامیابی ہوئی اور مجبور جب وہ اس معرکہ سے واپس ہوا ہے تو راہ میں اسنے بابل کی تسخیر اور غارتگری کا مصمم ارادہ کیا اسنے نہایت تہوڑے سے مقابلہ میں یہاں کے حکمران کو گرفتار کرکے قتل کردیا اور بابل کے اندر گہسکر شہر کے باشندوں کو خوب لوٹا اور علاوہ عام باشندوں کے غارتگری سکادو انکو قتل و قمع کے اسنے تمام سرزمین کالدیا کے مندر تقریبا منہدم کرا دئے اور خاصکر بابل کے مندروں کو خوب لوٹا تمام مال و اسباب جو ان مقامات میں کہ جہاں سونے چاندی کے دریا بہ رہے تہے ایک تعداد کثیر میں موجود تہا اسکی فوج نے لوٹ لیا اور جسقدر مورتیں سونے اور چاندی کی تہیں اور جنمیں نہایت بیش قیمت جواہرات جڑے ہوئے تہے انکو بالکل لوٹ کر ایران بہیجدیا۔ اسبات کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ ابتداے حملہ انیکاؤس سے لیکر آردشیر کے حملہ تک جسقدر غارتگری اور بربادی بابل کی ہوئی ہے وہ حملہ آوروں کے ہاتہہ صرف خونریزی اور مکانوں کی مسماری اور زر و مال کی لوٹ پر محدود تہی لیکن آردشیر کے عہد میں ایک خاص کاروائی بابل والوں کے بے نام و نشان کردینے کے لیے ہوئی جس سے انکی قدیمی قوت اور نسلیں بالکل برباد ہوگئیں اور وہ یہ کہ اسنے یعنے آردشیر نے اہل بابل کی ایک بڑی تعداد اسیر کرکے ایران کو بہیجدی یہ اسیر بابلی ایرانیوں کے لونڈی غلام بنائے گئے اور مورخین کی تعداد میں انکی تعداد دو لاکہہ کے قریب بیان کیجاتی ہے اور جسقدر سونا اور جواہرات اسنے بابل کے مندروں وغیرہ سے لوٹا تہا اسکی مقدار مورخین سابق کے نزدیک دو کروڑ پونڈ بیان ہوئی ہے

ڈیمی ٹری ایس بادشاہ کی بابل پر چڑہائی

ڈیمی ٹری ایس جسکی نسبت بعض مورخین یورپ کا خیال ہے کہ وہ سکندر اعظم زبردست سرداروں میں سے تہا اور اسکی (سکندر کے) مرنے کے بعد مملکت بابل کے قریب کسی صوبہ پر خودمختار ہوگیا تہا بابل کی دولتمندی اور زرریزی کو بخوبی دیکہہ چکا تہا وہ اسکی حیرتناک زرخیزی اور بیقیاس دولت و مال کی نسبت یہ یقین کرچکا تہا کہ ہرچند بابل کے خزانوں کو تباہ کیا جاے لیکن وہ کسی طرح کم نہونگے پس وہ اسبات پر آمادہ ہوا کہ ایک خاص تدبیر کے ساتہ اسپر حملہ کرکے

چنانچہ نہایت چالاکی اور مدبری کے ساتھ اِس منصوبہ کی غرض سے روانہ ہوا اِس زمانہ میں بابل کی حکومت ایک سردار یونانی ہیٹرِوکلس نام کو تفویض تہی جو سلیوکس جانشین سکندر اعظم کا ایک گورنر تہا۔ گورنر موصوف کے پاس اِسوقت بہت تہوڑی سی فوج تہی اور وہ ڈیمی ٹری اس کے حملہ کے مقابلہ کے لیے بالکل تیار نہ تہا اور نہ اِسکو اِس حملہ آوری کی کوئی خبر و اطلاع پہلے ہی ہوئی تہی۔ بہرحال جسوقت ہیٹروکلس ڈیمی ٹری اَس کے اِس حملہ آوری اور یکایک ایک خونخوار لشکر کے ساتھ بابل کی طرف روانہ ہونے کی خبر پہنچی ہے تو وہ بہت پریشان ہوا اور اسقدر دست و پا ہوگیا کہ سوائے شہر چہوڑ کے بہاگ جانے کے اسکو اور کچھ بہی نہ بن آیا کیونکہ جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے اِسوقت ہیٹروکلس کے پاس فوج نہایت کم تہی اور سامان جنگ بہی اچہا نہ تہا بہرحال اِسوقت اسکو سوائے اِس تدبیر کے اور کوئی چارہ نہوا کہ اسنے تمام باشندگان بابل کو عام طور سے یہ حکم دیدیا کہ وہ لوگ اِس شہر کو بالکل خالی کر دیں اور یہاں سے دور ساحل فرات کے ریگستان میں جا کر قیام اختیار کریں چنانچہ اس حکم کی پوری طرح تعمیل کیگئی اور اسکے بعد خود ہیٹروکلس بہی شہر کو برباد کرنے اور بالکل خاک برابر کر دینے کے بعد باہر نکلگیا اور اسنے بمقابلہ دیوار ہائے شہر پناہ میں محصور ہونے کے دریائے فرات کے نمناک ساحل میں دشمن کے اِس حملے کے وقت اسنے زیادہ مناسب سمجہا جسکا یہ انجام ہوا کہ جسوقت ڈیمی ٹری اِس بابل میں داخل ہوا ہے تو اِسکو ایک بالکل ویران اور برباد شدہ شہر پایا۔

اِسطرف بابل والے جو ہیٹروکلس کے حکم سے شہر چہوڑ کے ریگستان فرات کی طرف چلے گئے تہے اُنہوں نے بعوض اِس امر کے کہ ہیٹروکلس کی ہمراہی اختیار کریں مختلف مقامات کی جانب جلاوطنی اختیار کی وہ دریائے فرات کے کنارے سے بڑہتے اور طرح طرح کے مصائب برداشت کرکے اور بیحد تکلیفیں اُٹہاتے ایک بہت بڑا سفر طے کرنے کے بعد دریائے دجلہ کے ساحل میں پہنچگئے اور پہر یہاں سے مختلف مقامات میں پہیلتے ہوئے اُنہوں نے شہر سوسیانہ میں جو اِس زمانہ میں عراق عجم میں ایک نہایت نامور شہر تہا جا کر سکونت اختیار کی اور اِس عظیم الشان تعداد جلاوطنان بابل کے علاوہ انہیں سے اکثر دریائے فرات کے غمناک ساحل کے مختلف ٹکڑوں اور ریگستانی قطعوں میں بہی سکونت گزین ہوگئی اور اسطرح باشندگان ملک کی ایک بڑی تعداد کم ہوگئی۔ مگر بعض مورخین کا بیان ہے کہ تہوڑے سے عرصہ کے بعد یہ جلاوطن اہل کالدیا سرزمین بابل کو واپس چلے آئے اور اسمیں پہر ایک عجیب سرسبزی کی حالت پیدا ہونے لگی لیکن جبکہ خدا کی مرضی اسکی بربادی کے واسطے

قطعی اور حتمی ہو چکی تہی تو پہر یہ مقام کیونکر آباد ہو سکتا تہا چنانچہ پلینی اور اکثر عیسائی مورخین لکہتے ہیں کہ سکیوس خاندان کے بعد جو قوم حکمران ہوئی اسنے بابل کے قریب ایک اور شہر آباد کرنا چاہا جسکی تعمیر میں خاص اِس شہر کا مصالحہ کہود کر لگایا گیا تہا اور یہان کے اکثر باشندے بہی وہان بہاگکر آباد ہو گئے اور اِس سے شہر مذکور کی ویرانی اور عظمترین بربادی کو بہت بڑی مدد پہنچی اور یہ وجہ زیادہ تر شہر بابل کی بطور ایک نہایت مختصر رہجانے کی سمجہی جاتی ہے۔ اور کچہ شک نہیں ہے کہ اِس نقل مکان یا دوسرے جگہ آباد ہونیسے شہر بابل کی ایک بڑی مقدار کا رقبہ آبادی سے بالکل خالی ہو گیا اور اِس عرصہ میں بطلیموس شاہ مصر ڈٹالمی یورگٹیس نے کہ اطراف فرات کی آبادیوں کی تسخیر اور فتح کرنے میں مصروف تہا بابل پر حملہ کیا اور اڑہائی ہزار بت اور مورتیں یہاں سے لوٹ کر مصر کو لیگیا۔

فراہات بادشاہ پارتہیا وغیرہ کی بابل پر چڑہائی

ایک اور حملہ بابل پر اِس آخرترین زمانہ میں ہوا ہے جو سنہ عیسوی سے ایک سو تیس برس قبل شمار کیا جاتا ہے یعنے بقول جسٹن مورخ کے فراہات شاہ پارتہیا نے اِسکاتہیا والوں کی طرز عمل سے ناراض ہو کر انکے ملک پر چڑہائی کی تہی اور اِس یورش کی اصل وجہہ یہ تہی کہ اِسکاتہیا والوں نے جنکے قبضہ میں اِسوقت شہر بابل اور سرزمین کالدیا تہی اور جو بوجہہ اپنی کثیر آمدنی اور قوت فوج کے بادشاہ فراہات کی عملداری میں ایک بہت بڑا ہنگامہ سرحد پر پیدا کر دیا تہا اور اسطرف جسقدر آبادی اور قصبے تہے انکو لوٹ کر بیچراغ کر دیا تہا اور بہت سے کہیتوں سے غلہ کاٹ کر لیگئے تہے اِسکے علاوہ اسبات کی بہی ایکسا دہمکی دی تہی کہ اگر سرحدات ملحقہ کو وہ لوگ عملداری اِسکاتہیا میں داخل کر لینا چاہتے ہیں اگرچہ اِسکاتہیں اسقدر طاقتور قوم نہ تہے اور نہ اتنا سامان و لشکر انکے پاس تہا کہ گورنمنٹ پارتہیا سے کہلم کہلا مقابلہ کرتے تاہم اِس گروہ میں کچہ ایسے لوگ بہی تہے جنہیں عرصہ سے یہ دلی تحریک موجزن تہی کہ وہ خود تمام عراق عجم اور شام تک اپنی حکومت کو پہیلا دیں اور سرزمین کالدیا ایک خودسر سلطنت کے نام سے دنیا میں ایک خاص ناموری حاصل کریے چنانچہ اِس خیال نے اِسقدر قوت حاصل کی کہ وہ زبردست شاہان پارتہیا سے چہیڑ چہاڑ کرنے لگے اور نہایت تمرد اور سرکشی کے ساتہ انکی سرحد پر متواتر اور مسلسل حملے کرنے شروع کیے۔

بہرحال جب سرداران پارتہیا کو اِس ناگوار تاخت و تاراج کی اطلاع ہوئی تو اسوقت فراہات بادشاہ

پارتہیانے جو ایک نہایت ظالم مگر بڑا مدبر پارتہین حکمران تہا اِسکی تنبیہ اور گوشمالی کے واسطے ایک لشکر جرار کے ساتہہ اِسکاتہیا پر حملہ کیا اِس حملہ کے وقت شہر بابل راستے میں پڑتا تہا پس فراہات کی فوج نے اِس شہر پر حملہ کرکے باشندوں کو خوب لوٹا اور جسقدر یہانکے رہنے والوں پر شدید مظالم توڑے گئے مگر اِسی عرصہ میں اِسکاتہیا والوں کی بہی ایک عظیم الشان فوج وہاں پہنچگئی اور اُنہنے بڑی دلیری سے حملہ کرکے عین لڑائی میں فراہات کو شکست دیدی آخر اِس لڑائی کا یہ انجام ہوا کہ فراہات خود اِس لڑائی میں مارا گیا اور اسطرح اِس ہنگامہ کا خاتمہ ہوگیا مگر تہوڑے زمانہ تک اِسکے بعد اہل بابل اطمینان کی حالت میں رہے کیونکہ فراہات کے مارے جانے کے بعد اِسکا بیٹا میتہراڈیٹس اعظم جب پارتہیا کا فرمانروا ہوا تو اُسنے پہر سرزمین بابل پر حملہ کرکے اِسکو خوب تاخت وتاراج کیا اور اِسکاتہیا والوں سے اپنے باپ کا پورا پورا انتقام لیا بعض مورخین لکہتے ہیں کہ فراہات کے قتل کے بعد پارتہیا میں آرٹامانس پارتہین قوم میں فرمانروا ہوا اور اِسکے بعد تہاگاری حکمران پارتہیا ہوا یہ دونوں بہی اِسکاتہیا والوں کے مقابلہ میں قتل ہوے میتہراڈیٹس اعظم نے جو اِسکا یعنے تہاگاری کا بیٹا تہا تخت نشین پارتہیا ہوکر اپنے بزرگوں کی قتل اور اپنی قوم کی شکستوں کا پورا پورا انتقام لیلیا ڈایڈورس سیکیولس مورخ کو تحقیق اِس بادشاہ کا نام یومرس یا ہیمیرس تہا مگر بعض مورخ کہتے ہیں کہ یہ بات غلط ہے بلکہ ہیمیرس تو ہرکینی خاندان کا سردار تہا بہرحال اُسنے جسقدر ظلم اہل بابل پر کیا ہے وہ نہایت ہی شدید اور سخت ہے۔

یہ مظالم طرح طرح کے تہے اور نہایت عبرتناک سفاکیوں پر شامل تہے دایوڈورس مورخ لکہتا ہے کہ شاہ مذکور نے بابلیوں کی تباہی اور قتل وغارت کا کوئی دقیقہ نہ اُٹہا رکہا تہا اسنے علاوہ خونریزی کے اِنکو بطور لونڈی غلاموں کے فروخت کرنا شروع کیا تہا اور ذرا ذرا سے قصوروں اور خطاؤں پر اِنکے خاندانوں اور گروہوں کو میڈیا کی طرف جلاوطن کردیا اور بڑے اصل و نجیب اہل کالدیا و بابل نہایت کم قیمت پر فروخت کیے جاتے تہے اِسکے سوا اِس بادشاہ نے شہر بابل کے وسیع چوک میں آگ لگادی اور اِسکو جلاکر بالکل نیست ونابود کردیا یہ بازار نہایت رونق دار اور تمام شہر بابل کی جان اور باعث زینت وآرایش سمجہا جاتا تہا اور ہر روز دن کے ایک معمولی وقت پر اِسجگہ تماشائیوں کی اِسقدر کثرت ہوتی تہی کہ رستہ مشکل سے ملسکتا تہا ہیروڈوٹس یونانی اور نیز دیگر مورخین نے لکہا ہے کہ چوک مذکور میں صرف دس ہزار دوکانیں سناروں کی تہین بہرحال چوک مذکور کی بربادی کے علاوہ اسنے تمام مندروں کو منہدم کرادیا اور اِسطرح ایک بہت ہی خوبصورت حصہ

شہر مذکور کا نہایت تھوڑے زمانہ میں اسنے نیست و نابود کر دیا اسمیں شک نہیں ہے کہ ہمبرس بادشاہ نے جو سختی اور تشدد اور ظلم اہل بابل پر کیا وہ اس قسم کا تہا جسکی مثال دنیا کی کسی تاریخ سے نہیں ملسکتی ہے اتنے ماؤں کے سینے پر انکے شیر خوار بچوں کو قتل کیا اور جسقدر ایسے اشخاص یقین اور اندازہ کر لیے گئے تہے کہ جو سلطنت سے سرکشی اور تمردی کرینگے انکو صرف گمان اور معمولی مخبری پر قتل کر دیا جاتا تہا اور عام طور سے جہانتک ممکن ہوتا تہا اسنے یہ حکم جاری کیا تہا جسکی تعمیل فوری اور نہایت سختی سے ہوتی تہی کہ باشندگان بابل سے یہاں کی سکونت قطعاً ترک کرا دیجائے اور انکو عراق عجم و میڈیا وغیرہ کی جانب آباد ہونے کے واسطے یہانسے جلاوطن کر دینا چاہیئے اور اس خیال کو اسنے اسطرح پورا کیا کہ عراق عجم میں فرات اور دریائے دجلہ اور مختلف چھوٹے بڑے دریاؤں کے کنارے جہان زمین غیر آباد اور افتادہ تہی اسمین لوگ آباد ہونے پر مجبور ہوئے۔

لعل کا مندر جو بخت نصر (نبوکد نضر) کا خاص دیوتا اور تمام سلطنت بہ لحاظ عظمت اور شوکت تمام دیوتاؤں کا سردار شمار کیا جاتا تہا۔ زرکسیز (آردشیر ایرانی) نے اسکے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے تہے ہمبرس نے بالکل کھود کر خاک کے برابر کر دیا۔ آردشیر جسقدر دولت اس مندر سے لوٹ کر لیگیا تہا انمیں سے صرف سونے کے مقدار کے وزن ۴ لاکھ پونڈ اندازہ کی گئی تہی۔

جسوقت اہل بابل نے سلوشیا میں جو بابل سے چالیس میل کے فاصلے پر تہا سکونت اور بود و باش کا حکم پایا تہا تو بیشمار باشندگان شہر مذکور مع اپنے خاندانوں اور سامان خانگی کے اس شہر میں چلے گئے تہے اور وہان کی سکونت اختیار کر لی تہی اور ایک بڑی تعداد ان لوگون کی عراق کو جلاوطن کر دی گئی تہی ان دونو حالتوں میں مورخین لکھتے ہیں کہ یہ لوگ اپنے خاندانی و گہر کے بت اپنے ہمراہ لیتے گئے تہے اور اسطرح بتدریج زمانہ کے گذرنے پر انکی پرستش ان اطراف مین بہی پہیل گئی جہاں جہاں یہ لوگ آباد کیے گئے تہے۔

جسوقت بابل میں انکے مندر برباد کیے گئے ہیں تو اسوقت بہی اکثر کافر اور بت پرست اپنے بتونکو لیکر نکل گئے تہے اور نیز اہل بابل کے دشمنوں نے انکو اگر کسی جگہ غلامی میں بہی فروخت کیا ہے تو یہ لوگ اپنے ساتھ بتونکو بہی لیجاتے تہے اور اکثر اسی عقیدے پر مرتے تہے یہ عام طور سے خیال کرنے کا مقام ہے کہ عراق عجم و میڈیا ایک زمانہ میں صرف اسکے ماتحت میں شمار کیا جاتا تہا یعنے بابل کے محاصرہ کے لیے صرف اسنے اپنی ہمت صرف کی تہی لیکن خدائے قدیر کی مرضی اور قدرت دیکھیے کہ صرف محاصرہ ہی پر اکتفا نہیں بلکہ اسکی بت پرستی و بد اعمالی کا نتیجہ

ہوا کہ بتدریج اسکی ایسی بربادی اور پامالی ہوئی کہ اسکی نظیر دنیا کی کسی تاریخ میں نہیں ملتی ہے۔

اسکا آغز خاتمہ یعنے محاصرہ کے ۳۰۰ برس بعد یا تاریخ آغاز پشین گوئی سے ۱۸۵ برس بعد اہل بابل عراق عجم کو لونڈی غلام بناکر بھیجے گئے تھے ہمیپرس جسے اہل تاریخ ہرکانیی قوم کا سردار بتاتے ہیں اسقدر اہل بابل کی ایذا رسانی اور انکی تباہی کے درپے ہوا کہ اسنے قتل و قمع اور غلامی میں داخل کرنے اور نیست و نابود کرنے کا کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکہا اسنے بابل سے ایک مجموعی حالت کے ساتہ اسکے باشندوں کو مع اپنے خاندانوں اور ساماں خانہ داری کے مختلف مقامات میں جلاوطن کردیا اور اکثر اہل بابل اس سے قبل شہر سلوشیا میں بابل کو اجاڑ کر بسائے گئے تہے۔

بعل کے مندر کی عمارت جو دنیا میں بت پرستی کے متعلق پہلے انسانی تعمیر اہل تاریخ کے نزدیک ثابت ہوتی ہے اور شار کی میدانوں میں نہایت استحکام اور صرف کثیر کے ساتہ بنائی گئی تہی اور اسکے اعزاز و احترام کی اہل بابل کی حد تہی اور اسکے علاوہ اور بہی بیشمار بتخانے بنے ہوئے تہے ہزارہا پجاری اور پنڈے اور خادم ان مندروں میں مامور تہے اور کروڑوں روپیہ ہر سال انکی تنخواہوں میں اور مختلف اخراجات میں صرف ہوتا تہا اور اسکے ساتہ ہی غیر سلطنتیں جو ایک زمانہ میں سلطنت کالدیا اور بابل سے رسم و راہ رکہتی تہی انکے سفیر بہی جب یہاں موجود ہوتے تو بنظر احترام و نیز برگذاشت سلطنت مذکور ان بتخانوں کا بہت ادب کرتے تہے اور نہایت خلوص ظاہر کے ساتہ چڑہاوے چڑہاتے تہے مگر یہ حالت بت پرستی جلد اپنے تمام ساز و سامان کے ساتہ نہایت ہی جلد ختم ہوگئی اور جسقدر حکومتیں اور اقوام مصر اور ایران سے لیکر میڈیا اور خلیج فارس تک بستی تہیں وہ سب بابل کی بربادی پر کمربستہ رہتی تہیں۔ اور یہ مخالفت کیکاؤس کے زمانے سے شروع ہوکر بتدریج دارا تک پہنچی اور پہر اسکے عہد سے بڑہکر مختلف زمانوں میں اس شہر اور سلطنت کی بربادی کو مکمل کرتی رہی یہانتک کہ موجودہ زمانہ میں اسکا نام و نشان بہی بجز چند بڑے مٹی کے ٹہیکروں کے سلسلوں اور کہنڈروں کے نہیں ملتا ہے

بخت نصر نبوکد نضر کافر شہنشاہ بابل کے ابتدائی عروج کا حال اسکی بیت المقدس پر چڑہائی بیت المقدس کی بربادی اور بخت نصر کے ہاتہ سے یہودیوں کی اسیری و قتل و غارت کا مفصل حال

اگر ہمکو اسباب کے خیال کرنے کے جانب توجہ ہو کہ جو خوفناک اور عبرت انگیز واقعات سرزمین کالدیا

اور بابل میں گذر چکے ہیں انکا ظہور و وقوع کس بنیاد پر ہے تو ہمکو سب سے پہلے بخت نصر کے حالات ابتدائی اور اسکی بتدریج شہنشاہ بابل ہوجانے اور اسکے ہاتھوں سے خرابی و بربادی بیت المقدس پر لحاظ کرنا چاہیئے اور نیز یہودیوں اور اکثر انبیا بنی اسرائیل و آل یعقوب کی قتل و غارت و اسیری اور نیز اسکے تمام متعلقہ واقعات پر غور کرنا چاہیئے جو بادشاہ مذکور کے ہاتھ سے اسکے دوران سلطنت میں ظہور پذیر ہوے تھے

یہ امر کسی آیندہ مقام پر اجمالاً بیان کیا جائیگا کہ شہر بابل کی بنیاد اور اسکے متعلق سلطنت عظیم الشان کالدیا کو کسنے قایم کیا تھا لیکن یہ امر تمام مورخین کی مستند تحقیقات سے ظاہر ہے کہ بخت نصر دنبوکدنضر بھی گو بابل کے موحد اور مورث اعلےٰ کی خاص اولاد میں نہو مگر اسکے خاندان میں سے تھی اور بابل کا ایک نہایت زبردست اور جرار اور نہایت خونخوار اور ظالم بادشاہ تھا اور ان تمام مرسہم اقوام کالدیا اور ایک نہایت ذلیل اور عالمگیر رواج بت پرستی کا قایم رکھنے والا تھا جسے نمرود اعظم نے دنیا میں ضلالت شیطان رجیم سے پھیلایا تھا۔ بعض مورخین سابق اور نیز توریت سے یہ امر بخوبی ظاہر ہے کہ بخت نصر ابتدا میں ایک نہایت ادنے درجہ کی حالت میں زندگی کو بسر کرتا تھا اگر مذہب کوئی چیز ہے اور ضروری ہے تو اسکے متعلق ہمکو اقوال اور ارشادات انبیا پر لحاظ کرنا چاہیئے یہ ایک عام حالت صفحات تاریخ کے دیکھنے سے دریافت ہوتی ہے کہ ابتدائی پیدایش دنیا کی بہت قریب زمانہ سے ارض فلسطین کی انتہائی نقطہ سے آخر حد عراق عجم تک جسقدر سطح ملک ہے یہ ان نفوس قدسیہ کا مولد و مسکن اور موطن رہا ہے اور نیز ہدایت و ارشاد کا مقام خاص یقین کیا گیا ہے۔ جو پیروان کتب الہامی کے نزدیک درجات عالیہ نبوت پر بارگاہ رب الجلیل سے وقتاً فوقتاً فائز ہوتے رہے ہیں۔ تمام کتب سماوی اسبات کی شاہد ہیں کہ بظاہر دنیا میں بھی ایک مقام نظر کرامت پروردگار میں خاص اس مراحم و الطاف کے واسطے ہمیشہ ملحوظ رہا ہے حضرت شیث سے لیکر حضرت عیسے اور نبی عربی تک جسقدر انبیا دنیا میں گذرے ہیں انکی مقدس زندگی نہایت باجاہ و جلال زمانہ اسی سرزمین یا اسکے قرب و جوار کے ملک سے شروع ہوتا ہے اور یہیں ختم ہوتا ہے اور زیادہ تر مقدس مقام بیت المقدس ہے جسے حضرت سلیمان علیہ السلام نے بڑے اہتمام اور اخراجات اور شان و جلال و جبروت سے تیار کرایا تھا انبیاء بنی اسرائیل کا مرکز زندگانی رہا ہے اور گویا ایک بڑی تعداد ان نفوس قدسیہ کی یہیں کی سرزمین سے اٹھی ہے اور جنہوں نے اپنی ہدایت و ارشاد کا غلغلہ تمام دنیا

شام اور ایشیا کے بعض حصوں میں پھیلایا تہا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام جنکی تحریک ذات مقدس سے طنطنۂ توحید کبریائی نے بُت پرستی پر کامل غلبہ پایا اور ایک نہایت زبردست فتح الہامی قوانین اور طریق زندگانی نے حاصل کی تہی اسی سرزمین میں پیدا ہوئے تہے اور انکے بعد آل یعقوب میں سلطنت و نبوت میں اس ملک میں ظاہر و قایم ہوتی رہی مگر اسکے ساتہہ ہی بُت پرستی کو بہی کامل زوال نہیں ہوا بلکہ بعض حالتوں میں تو اسکو ایک خاص نمود حاصل ہوتی رہی کیونکہ وساوس شیطانی اور ضلالت نفسانی ان لوگوں پر جو انبیا کے اکثر منکر رہتے تہے اکثر اسلیے محیط رہتے تہے کہ لوگوں کو راہ راست سے بہکائیں اور خدا کی نہایت سیدہے راستے سے ہٹا کر ان غاروں میں جنمیں سوائے مصیبت اور نہایت غضبناک آگ کے اور کچہ بہی نہیں ہے۔

اور یہ ذریعہ مستقل طور پر ان لوگوں میں جنکے دل مناظر عجیب کے گرویدہ رہتے تہے سوائے مادہ پرستی کے راسخ کرنے کے اور کسی طرح با نتیجہ نہیں ہو سکتا تہا پس یہ لوگ بطور سرغنائی ایک عام گروہ کو بُت پرستی کی طرف راغب کرتے تہے اور جبکہ کامل طور سے وہ بحیثیت ایک بڑے گروہ کے اس نہایت خبیث اور مکروہ مقصد میں ایسے سرغنا اشخاص کے مقلد ہو جاتے تہے تو وہ سچائی اور کمال انسانیت کے نیست و نابود کرنے اور الہامی مذاہب کے مقابلہ کے واسطے طرح طرح کی شیطنتوں کا اظہار کرنے لگتے تہے اور بعض زمانوں میں تو ایسا ہو جاتا تہا اور اسقدر سختی ان حضرات پر کیجاتی تہی کہ جو مادہ پرستی یا بُت پرستی کے خلاف ہوتے تہے انکی جان اور آبرو اور خاندان کے خاندان کو اکثر بالکل نیست و نابود کر دیا جاتا تہا اور یہ عجیب امر انسانی ہستی کی ایک مسلسل غلط کاری اور غلط فہمی پر نہایت اصرار سے قایم رکہنے کی نظیر پیش کرتا ہے کہ ایسے لوگ جو مادہ پرستی پہیلاتے تہے انمیں سے تقریبًا سب کے سب اپنے فضول طرز عمل سے بخوبی واقف ہوتے تہے یعنے گو وہ اسبات کو بخوبی جانتے تہے کہ بُت پرستی اپنی حالت میں کوئی اصلیت نہیں رکہتی ہے اور سراسر ایک فضول طریقہ رواج اور رسموں کے مستقل کرنے اور جال پہیلانے کا ہے مگر سخت حیرت ہے کہ وہ کس طرح اس امر کو گوارا کرتے تہے کہ ایک ایسے محض لغو فریب اور دہوکہ دہی اپنی بنی نوع کے عظیم گروہ کے واسطے اختیار کریں جو اسبات پر جان و دل سے آمادہ ہو گیا تہا کہ اپنی نجات اور ما بعد الموت کی بہتری صرف انکے بتائے ہوئے رستوں پر چلنے سے یقین سمجہے۔

سر من را

بہرحال اگرچہ حامیان مادہ پرستی اور نیز عام مادہ پرست اشخاص اسبات کی کوشش اور فکر میں ہمیشہ رہتے تھے کہ ان اصول کو جنکو سچائی اور اصلیت سے اسقدر اجنبیت اور بعد ہے کہ جسقدر جھوٹ اور سچ میں لازمی ہے بالکل صداقت اور راستبازی کا مظہر ثابت کریں وہ لکڑی اور پتھر کی مورتوں کو جو انکی اپنے ہاتھ کی تراشی ہوئی تھیں اور اکثر ان آدمیوں کی شبیہیں جو انہی کے مثل دنیا میں نام و نمود کے ساتھ زندگی بسر کر چکے تھے قوت الوہیت کے یقین کے ساتھ پرستش کرتے رہتے تھے اور انکو اپنا حلال مشکلات اور نیز ازندہ حاجات سمجھتے تھے اور مصیبتوں اور تکلیفوں میں انکو پکارتے اور انسے اپنے مطلب کے پورے ہونے کی درخواست اور التجا کرتے رہتے تھے کیونکہ ان لوگوں کا یہ کامل عقیدہ ان کامل مردہ کا اشخاص کی بابت تھا کہ انہیں خود تصرف کی قوت بہ ذاتہ موجود ہے اور ہر ایک جداگانہ طور پر اپنے متعلقہ کاروبار کے انجام دینے کا کامل اختیار رکھتا ہے اور اپنی متعلقہ جو اسکا ارادہ ہو بغیر کسی بالائی روک یا حکم کے پورا کر سکتا ہے کروڑوں بلکہ اسقدر مال جسکا شمار ایک درجہ تک انسانی طاقت سے باہر ہے انکی نذر بھینٹ اور انکے مکانوں کی تعمیر اور آرائش اور زیب و زینت میں صرف کر ڈالتے تھے۔

اسمیں شک نہیں ہے کہ بابل کی سرزمین میں سب سے پہلے اس نہایت مکروہ اور خبیث اور شدید مہلک دشمن انسانی (بت پرستی وغیرہ) کی بنیاد پڑی تھی اور یہاں سے مختلف ممالک میں اسکا رواج بڑے جوش و خروش کے ساتھ پھیلگیا جس سے ایک بیشمار تعداد انسانوں کی ابدی ہلاکت اور دوامی عذاب اور نہایت ہولناک قعر جہنم میں مبتلا ہوگئی۔ بہرحال بخت نصر کی تخت نشینی اور اسکی پیدائش سے قبل اس عظیم قہر انگیز سیلاب کے روکنے کے لیے جو اس نہایت ذلیل بت پرستی کی صورت میں تمام وادی فلسطین اور شام کے بڑے بڑے ملکوں اور انکے باجگذار سلطنتوں میں پھیلتا جاتا تھا انبیائے بنی اسرائیل نے بڑی دلیری اور جوانمردی اور بالکل غیر معمولی قوت روحانی کا مختلف اوقات میں استعمال کیا اور خدائے ذوالجلال نے اپنی قدرت کاملہ سے اسبات کو ان لوگو نیز جو بت پرستی کے انتہائے نقطہ صداقت کو ہر وقت بطور کامل یقین کے عزیز رکھتے تھے انبیاء موصوف کی معرفت بڑے شد و مد کے ساتھ ظاہر فرمادیا کہ یہ گروہ انسانی کسقدر شدید غلط فہمی کی حالت میں ہے بالعض حالتوں میں یہ دانستہ کسقدر اپنے مالک حقیقی اور خالق تحقیقی کے انکار پر اصرار کر رہا ہے اور اسکے مقابلہ میں ایسے چیزوں کو اپنے معبود اور نجات دہندہ اختیار کیا جو بعض حالتوں میں خاص انسانی وجود کے

بہ اعتبار نوعیت نہایت پست اور ذلیل ہیں اور اس طریقہ عبادت اور اعتقادات کے اختیار کرنے اور سہا انپر مستقل رہنے کے خود انہی کے واسطے کیسا دائمی اور لاعلاج نقصان پہنچنے کا اصول قایم ہو رہا ہے۔

اور اکثر زمانوں میں اس جلالی حکم کی پوری پوری تعمیل حکم ہوگئی ہے کہ جب انبیا ہدایت کرنے سے عاجز ہوگئے ہیں تو ان بت پرستوں کی بدولت ملک کے ملک اور آبادیاں طرفۃ العین میں تباہ کر دی گئی ہیں جنکا ثبوت اکثر مستند قدیمی تاریخوں اور تمام کتب سماوی سے ملسکتا ہے اور بعض اوقات ان انبیا کرام میں سے کسی پیغمبر اولو العزم نے بزور شمشیر بھی حقانیت توحید کو ثابت کیا ہے اور ایسکے ذریعہ بت پرستی کا نام ونشان اس طبقہ سے محو کر دیا گیا ہے۔

ابو الفدا اور دیگر مورخین کے قول کے بموجب حضرت رحمۃ للعالمین (نبی عربی) کی بعثت سے قبل یا انکی ولادت سے بہت زمانہ پہلے بلکہ حضرت عیسے علیہ السلام سے بہت عرصہ پیشتر حضرت موسے علیہ السلام ایک ایسے پیغمبر بزرگ گذرے ہیں جنہوں نے حکم پروردگار اور خالق السلاطین کی بندہ نوازی سے تمام سرزمین میں نور ایمان اور جلاجل توحید و عرفان پھیلا دیے تھے اور فرعون ایسے متکبر اور زبردست بت پرست اور کافر بادشاہ مصر کو جو ایک زمانہ میں خدا کی وجود کا بالکل منکر ہوگیا تھا تخت اقبال و دولت الٹ دیا تھا۔ یہ بادشاہ ایسا خبیث الکفر اور شدید القلب گذرا ہے جسکے قلب اور روح بلکہ فطرت میں خدا پرستی کا مادہ قطعًا موجود نہ تھا اور جو ایک عظیم الشان طبقہ مورخین قدیم و حال کے نزدیک خود الوہیت کا دعوے کرتا تھا اور جسنے اپنی شقاوت از حد درجہ مغروری کی روسے زمین کے اکثر حصوں میں کفر و مادہ پرستی نہایت جوش و خروش کیساتھ پھیلا رکھی تھی اس ہادی کامل اور پیغمبر بزرگ یعنے حضرت موسے کے پیرو جو زیادہ تر یہودیوں کے نام سے اہل مذاہب الہامی میں مشہور ہوگئے عرصہ دراز تک تمام شام اور ایشیا کے اکثر قطعات کے مالک رہے اور بہت زمانہ تک اس گروہ میں نبوت اور سلطنت کا سلسلہ قایم رہا اور اگرچہ بت پرستی کا قطعی استیصال نہیں ہوا تھا مگر جسطرح ہمیرا اس یار تھیں بادشاہ سہروار کے زمانہ میں اہل بابل اپنی جلا وطنی کے وقت اپنے بت اپنے ہمراہ لیکر بابل سے نکلگئے تھے اسیطرح بنی اسرائیل کی سلطنت اور انبیاء بنی اسرائیل کے زمانہ میں تھا جہاں کہیں یہ بت پرست جلا وطن ہو کر جاتے تھے اپنے بت ساتھ لیجاتے تھے اور بنی اسرائیل کی حکومت کا بہت بڑا دار الصدر اور یہودیوں کا مذہبی اور ملکی مستقر دس ہزار برس بیت المقدس تھا جسکے گرد تمام الہامی دنیا گردش کرتے تھے۔

یہ ملک اِسوقت نہایت زرخیز اور آباد اور سرسبز تہا اور بنی اسرائیل میں تمول اور دولتمندی کو خدا کے فضل سے اِسقدر ترقی ہوگئی تہی کہ تمام دنیا کے اقوام انکے نام سے کانپتی تہیں اور انسے نافرمانی یا انسے مقابلہ اور مقاومت کی طاقت نہیں رکہتی تہی بعض مورخین کا بیان ہے کہ اِس زمانہ میں بابل کی سلطنت بہی اِنکی باجگزار تہی اور باوجودیکہ اِس سلطنت کا رقبہ اور وسعت عراق عجم تک پہیلی ہوئی تہی تاہم یہودی بادشاہ بیت المقدس کی اطاعت میں اُنکی زندگی بسر ہوتی تہی۔ اور یہ ممکن نہ تہا کہ کبہی سالانہ خراج میں اسکو کمی کرنے کی جرأت ہوئی ہو۔ اسکے تمام ملک میں اگرچہ حکمران خاندان کے زور سے بُت پرستی پہیلی ہوئی تہی مگر بایںہمہ معابد یہودی اِس کثرت سے سرزمین بابل میں تعمیر تہے کہ گویا سلطنت مذکور بنی اسرائیل کی حکومت معلوم ہوتی تہی اور خداپرستی اور نبوت انبیا کی حرمت کا قایم رکہنا یہ ایک خاص مذہب اِس ملک کے باشندگان کثیر کا تہا گو ایک بہت بڑا فرقہ جو نظام اور کارپردازان سلطنت میں سے ہر وقت اِس مذہب حق سے حسد کرتا تہا اور مع خاندان شاہی کے جو اولاد نمرود میں سے تہا اِس فکر میں رہتا تہا کہ جسطرح ممکن ہو اِس مذہب اور بنی اسرائیل کی سلطنت اور قوت کو بالکل نیست و نابود کر دیا جائے۔ اتفاق سے ایک خاص زمانہ میں جبکہ بنی اسرائیل کی سلطنت کو بڑی قوت حاصل تہی لیکن سلطنت کا دریا بہی دور تک اسکی اطاعت میں پہیلی ہوئی تہی ایک شخص بخت نصر نام اپنی چالاکی اور ایک فطرتی دغابازی کے باعث بطور ملازم شاہ بابل کے تمام عراق عجم کا حکمران ہوگیا۔ توریت میں اِسکی پیدایش اور اسکی ابتدائی زندگی او سلطنت بابل پر آخر حکمران ہوجانے کی بابت مفصل ذکر موجود ہے۔ نہایت تصریح کے ساتہہ اور مورخین نے بہی لکہا ہے کہ بخت نصر ایک نہایت ادنےٰ قوم اور قبیلہ کا انسان تہا۔ یہ تمام مورخین سابق اور اکثر مورخین اسلام کا بیان ہے کہ اسکا بدن کوڑہی تہا اور بعض مورخین کہتے ہیں کہ وہ کانا بہی تہا۔ اکثر روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ نہایت مفلسی اور فلاکت کی حالت میں سرزمین عراق عجم و میڈیا ہ ویران مقامات اور مواضعات میں بہیک مانگتا پہرتا تہا بعض کتب تواریخ اور نیز صحائف انبیا بنی اسرائیل سے ظاہر ہوتا ہے جس پر ہر ایک ایماندار انسان کو جسے الہامی مذاہب کی حقانیت اور صداقت ثابت ہوگئی ہو وثوق دلی کے ساتہہ یقین کرنا چاہیئے کہ بخت نصر مذکور کے علاج جذام وغیرہ کے واسطے پیشگاہ ملک العرش سے اُن نامزدگشتہ انبیا کو ہدایت اور حکم تاکیدی نافذ ہوا تہا چنانچہ تاریخوں سے یہ امر بخوبی ثابت ہے کہ [illegible]

تشنج کا مرض تہا اور اسکی صورت بندر کے مشابہ تہی بایں ہمہ جسقدر افعال اس سے سرزد اور ظہور پذیر ہوتے تہے اسنے حد درجہ رعونت اور شیطنت اور خودرائی اور ایک قسم کا تدبر ظاہر ہوتا تہا یہ بہی چند حالات سے ثابت ہوتا ہے کہ اکثر کفار میں اسکی کمال کتابت پر بہی اعتقاد تہا مگر یہ لوگ نہایت اونے درجہ کے طبقے کے تہے جو بخت نصر کی نسبت یہ اعتقاد رکہتے تہے کہ خبیث روحیں اسے خبریں پہنچاتی ہیں اور اسکی مکاری سے یہ عقیدہ بہی لوگوں کو اسکے لیے خاص ہوگیا تہا کہ ستارۂ زحل اسکا مربی ہے۔ توریت وغیرہ سے بعض روایتیں اسبابت پائی جاتی ہیں کہ اس بادشاہ کافر کی ابتدائی حالت ایک بالکل ازکاررفتہ انسان کی سی تہی جسے سوائے پیوند زمین کردینے کے اسکی حالت مرض وغیرہ اسنے اور کسی کام کا نہ رکہا ہو۔ انبیاء بنی اسرائیل جو اس زمانہ کے تہے انکو یہ حکم پیشگاہ خداوند قدیر سے نافذ ہوا تہا کہ وہ اس شخص کی صحت اور عمدہ حالت پر پہنچ جانے کیواسطے دعا کریں چنانچہ اس فرمان واجب الاذعان کی تعمیل اسکے بندگان تقرب نے نہایت سرگرمی کے ساتہ کی اور اسکی دوا اور دعا میں یہ گروہ خاصان کبریا مصروف ہوا اور بالآخر ایک نہایت تہوڑے زمانہ میں اسکو ایسے امراض صحت اور جانگسل سے کامل طور پر صحت ہوگئی یہ ایک ایسا حیرتناک واقعہ تہا جو بت پرستان کالدیا میں نہایت جلد مشہور ہوگیا۔ اس سے زیادہ ایک اور عجیب حالت اسکے واسطے تاریخوں میں لکہی ہے جسکی تدریجا رونما ہوتے رہتے تہے اسکے درجہ کو اس نہایت ذلیل درجہ زندگی سے فرمانروائی بابل تک پہنچادیا۔ مورخین لکہتے ہیں کہ جب اسنے ان امراض سے صحت پائی تو انبیاء کرام یا اس زمانہ کے مقربان الٰہی نے اسکو اسلیے کہ وہ انسانی زندگی کے نتیجوں میں کوئی عمدہ نمونہ قایم کرے زراعت اور کاشت کا سامان بہی عنایت فرمایا روایات مورخین و توریت سے ثابت ہے کہ جو کدال اسکو زمین کے کہودنے اور نیز اسلیے دیا گیا تہا کہ اراضی کو قابل کاشت بنائے تو اس کدال سے اسنے جن مقامات پر کام لیا اور جہاں جہاں اسنے کدال مارا وہاں سے ایک خزانہ برآمد ہوا جو اسکی تنہائی کی حالت اور افلاس کے لیے نہایت حیرتناک تہا اور جس کے دیکہنے سے یہ مشکل امر تہا کہ انسان ایسے اتفاقی خوبی کو چہپا لیتا لیکن بخت نصر کی حالت اسوقت معمولی انسانوں سے بالکل مختلف ہوگئی تہی اسنے جسوقت زمین کو زراعت کے لیے کہودنا شروع کیا تہا تو بالکل تنہائی اور کوئی بہی اسوقت اسکے ساتہ نہ تہا پس ان خزانوں کے یکے بعد دیگرے ملنے پر اسکو اگرچہ معمولی حیرت ہوئی لیکن اسنے استقلال اور استحکام دل سے کام لیا اور کسی سے بہی اسبابت کو ظاہر نہیں کیا پہلا کدال جس مقام پر اسنے اپنی زمین لگایا تہا تو

تھوڑی سی زمین کے کھودنے جانے پر اسنے دیکھا کہ ایک سوراخ اِس مقام پر نظر آتا ہے تھوڑی سی مٹی ہٹانے پر اسکو وہاں ایک بڑا اور نہایت صاف رستہ نظر آیا اور جب اُسنے اِسکے اندر اُترکر چارطرف دیکھا تو ایک اتنا بڑا تہ خانہ دیکھا جسکی وسعت ایوان نمرود سے کم نہیں اور اسمیں دولت بیشمار اور خزانہ بیقیاس موجود تھا اور طرح طرح کے جواہرات اور قیمتی اشیا اور چاندی سونے کی قدیم سکے اور نہایت گراں بہا سامان بادشاہت کا رکھا ہوا تھا اسنے اِس حال کو دیکھکر فوراً اسجگہہ کو خود باہر نکلکر بند کردیا اور اسکی نسبت یہ خیال کیا کہ اتفاق سے یہ دولت بیقیاس میرے ہاتھ لگی ہے مگر میں اسکو اسی طرح اپنے دل میں پوشیدہ رکھوں گا کیونکہ یہ مقام مجکو ملا ہے جس طرح یہ خزانہ خدا جانے کیس عرصہ سے اِس مقام پر مدفون اور لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ تھے بہرحال اسی طرح اسنے بیس مقامات پر اپنی زمین کھودی اور ایسی ہی بیس خزانے اِن مقامات پر برآمد ہوئے۔ ہر ایک شخص جو الہامی روایتوں پر اعتبار کرتا ہے وہ یقین کرسکتا ہے کہ بخت نصر کی ولی حالت میں اسوقت اِن خزانوں میں کسوجہ سے تزلزل نہ پیدا ہوا عام طور پر یہ ایک قدرتی اثر تھا کہ اقبالمندی حاصل ہونے پر عقل بھی انسان کی کامل رفیق ہو جاتی ہے بخت نصر نے اِن بیس خزانوں کا حال کسی سے بھی نہ بیان کیا بلکہ اسمیں سے بقدر ضرورت کسی قدر نکالکر سرزمین عراق کی کسی شہر میں ایک تجارت کی دوکان قایم کی اور بتدریج اسکے نفع کو بڑھاکر ایک خاص حکمت عمل سے اِس تمام قطعہ ارض کو تمام وکمال خرید لیا جسمیں وہ بیسوں خزانے واقع تھے جب اِن خزانوں کو اسنے ہر طرح اپنے قابو اور اختیار میں کرلیا تو اپنے تجارت کے کارخانوں اور اُنکے سامان خرید و فروخت کو ترقی دینا شروع کی چنانچہ نہایت تھوڑے عرصہ میں سرزمین بابل اور عراق عجم (سیڈیا) میں اسکے برابر کوئی تاجر متمول اور ذی عزت نہیں شمار کیا جاتا تھا۔ آخر اُسنے اسی زمانہ میں سلطنت کے معاملات میں اپنی فطرتی چالاکی اور مکاری کی تحریک سے شرکت شروع کی اور بوجہہ اسکے بیحد تمول اور کاروبار کی سلطنت بابل نے بخت نصر کے واسطے خاص احترام تمام ملک بابل میں قایم کردیا تھا۔ بڑے بڑے سرداران ملک بلکہ خود گورنمنٹ بابل اسکی مقروض تھی۔ اتفاق سے اسی زمانہ میں عراق کا گورنر جو سلطنت بابل کی طرف سے عرصہ سے مامور تھا مرگیا اور اسبات کی ضرورت ہوئی کہ کوئی دوسرا شخص اسکا قائمقام مقرر کیا جائے تو تمام سرداران سلطنت مذکور نے اسبات کو مناسب سمجھا کہ بخت نصر ہی گورنر عراق کردیا جائے چنانچہ اِس تجویز کی تکمیل بہت جلد ہوگئی اور عراق کی حکومت کامل اختیار کے ساتھ سپرد ہوئی

کو تفویض کردی گئی۔ جسے اسلئے نہایت قابلیت کے ساتھہ اور کمال دانشمندی سے انجام دیا اور پھر رفتہ رفتہ اسکی طرز عمل نے یہانتک نوبت پہنچائی کہ بادشاہ بابل نے خوش ہوکر اسکو تمام سلطنت بابل کی وزارت اعظم کا عہدہ دیدیا جس سے ہر پہلو سے سلطنت مذکور اسکے قابو میں آگئی مگر اسکے اقبال اور منصب کی ترقی اور عروج نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کی بلکہ شہنشاہ بابل نے تھوڑے عرصہ میں اسکے اعلے درجہ کی قابلیتوں سے خوش ہوکر اسکو ولیعہد سلطنت مقرر کردیا۔

بعض مورخین کا قول اسکے خلاف ہے وہ کہتے ہیں کہ جب شاہ بابل نے انتقال کیا ہے تو تمام سرداران سلطنت اور خاندان شاہی میں سوائے بخت نصر کے کوئی شخص بھی ایسا نہیں پایا گیا جو بابل ایسی وسیع اور عظیم الشان سلطنت کی تخت نشینی اور فرمانروائی کے قابل سمجھا جاتا چنانچہ ان تمام سرداروں اور خاندان شاہی نے بلا اختلاف ایک خاص دن مقرر کرکے اسکو بڑے شان وشکوہ اور جاہ وحشم کے ساتھہ ایک بڑے مجمع میں تخت بابل پر بٹھا دیا اور تمام ان دفینوں اور خزانوں کی کنجیاں جو نمرود کے وقت سے اس سلطنت میں محفوظ چلی آتی تھیں اسکے سامنے رکھدی گئیں اور بعد تخت نشینی بخت نصر نے جسقدر اپنی سلطنت کو وسعت دی ہے اس سے تواریخ قدیم وجدید نہایت تفصیل کے ساتھہ معمور ہیں اس موقع پر ایک امر خاص بھی ضروری طور پر قابل ذکر ہے جسے بربادی وتباہی سلطنت بابل سے بہت بڑا تعلق ہے اور اہل کتاب کے نزدیک بابل کی بربادی تاریخیں جسقدر لکھی جائیں تو انمیں یہ حال بطور ایک خاص جزو کے شامل کیا جانا چاہیئے۔ یہ مسلمہ روایت ہے کہ جب بخت نصر کو اپنی دوران فرمانروائی اور زمانہ حکومت میں بہ اعتبار حکومت ایک مستحکم قوت اور زبردست استقلال حاصل ہوگیا تو اپنے سرداران سلطنت کے مشورہ سے کہ یہ سب نہایت درجہ خدائے وحدہ لاشریک کے منکر اور شدت سے بت پرست تھے اور خود بخت نصر بھی انکی طرح خدائے اسرائیل واسمعیل کا منکر تھا یہ ارادہ کیا کہ پیروان مذہب حق یعنے بنی اسرائیل (یہود) کی سلطنت پر حملہ کیا جائے اور انکو اس وجہ سے کہ وہ عام طور سے بُت اور بُت پرستوں کو نیست و نابود کردینے والے تھے قتل وغارت کیا جائے۔ یہود کی نسبت یہ بیان ہے کہ گو انمیں اس زمانہ میں اخلاقی برائیاں ازحد پھیلگئی تھیں مگر بوجہ موجودگی اکثر انبیاء بنی اسرائیل کے یہ لوگ نہایت صحیح اصول کے ساتھہ شریعت موسوی کے پابند تھے اور بتوں کے نام سے انکو نفرت تھی۔ یہ کہا جاتا ہے کہ گو

بعض رسم و رواج بہی اُنہوں نے اپنے مذہب میں بطور ایک خاص شاخ کے شامل کر لیے تھے مگر اسکا اثر نہایت خفیف تہا کیونکہ انبیاء بنی اسرائیل ہمیشہ انکے قلوب اور دماغوں کا تصفیہ کرتے رہتے تھے کچھ شک نہیں کہ اس باعث بربادی بیت المقدس کے زمانہ تک کچھ زیادہ خرابی مذہب یہود میں نہ پہیلنے پائی تہی بہرحال بخت نصر نے اپنی اس تجویز کو کہ سرزمین فلسطین اور ارض شام کے مقدس مقامات کو تباہ کرے اور اپنا دست غارتگری ان نہایت بزرگ مقامات پر دراز کرے چنانچہ وہ ایک بڑے جرار لشکر کے ساتھ جسمیں زیادہ تر اہل کالدیا تھے سلطنت بیت المقدس پر حملہ کیا اور چونکہ یہ ایک شدنی امر تہا کہ ایسے شدید ظالموں کے ہاتھ سے بیت المقدس تباہ ہو اور اس تمام سرزمین پر قتل و غارت کا بازار گرم ہو اور نہایت شدید خونریزی ہو لہذا اسکو شاہ بیت المقدس کے مقابلہ میں مسلسل فتح اور کامیابی حاصل ہوئی اور نہایت تہوڑے عرصہ میں وہ اقطاع سلطنت یہود کو غارت کرتا ہوا بیت المقدس کی دیواروں کے گرد پہنچ گیا اور اسکا محاصرہ کر لیا بادشاہ بیت المقدس شہر میں مع لشکر محصور تہا اور شہر پناہ کے دروازے استحکام کے ساتھ بند کر لیے گئے تھے۔ اس حال کو دیکھکر بخت نصر نے اپنے محاصرہ کو طوالت دینی چاہی کیونکہ اسکو یہ امر ثابت ہوا تہا کہ محصورین ہرگز رضامندی سے بخت نصر کی اطاعت نہ اختیار کرینگے اور اسکو قبضہ نہ حاصل ہوگا۔ چنانچہ اسنے دیوار شہر پناہ بیت المقدس کے گرد متعدد برج تعمیر کیے اور انکی مجموعی حالت ہر قسم کے سامان جنگ سے آراستہ کر دی گئی تہی اور نہایت شدت اور سرگرمی کے ساتھ ان برجوں اور قلعوں پر سے جو بخت نصر نے انکے مقابلے میں بنوائے تھے۔ زہر میں بجہے ہوئے تیر اور بان اور آتشی سامان جس سے بربادی اور تباہی اندرون شہر میں حملہ آوروں نے بہت آسانی کے ساتھ کی تہی برابر پہینکے جاتے تھے اور کوئی دقیقہ بہی بخت نصر نے اہل شہر اور محصورین کے قتل و غارت اور تباہ کرنے میں اُٹہا نہیں رکہا تہا آخر کیسی تدبیر اور چالاکی سے شہر بیت المقدس کا ایک دروازہ اسکے قابو میں آگیا اور ایک خفیہ حالت اور کارروائی سے وہ مع اپنے تمام لشکر اور سرداروں کے ساتھ شہر میں داخل ہو گیا اور داخلے کے بعد جس قدر خونریزی اسنے بیت المقدس میں کی ہے وہ اس قتل عام سے بہت بڑہی ہوئی تہی جو زمانہ صلاح الدین عادل میں عیسائیوں نے بیت المقدس پر قبضہ پاکر مسلمانوں کی کی تہی درحقیقت بخت نصر نے جیسے مظالم فتح بیت المقدس کے بعد اہل شہر اور عام طور سے یہودیوں کے ساتھ کیے ہیں وہ سوائے اسکے اور کچھ بہی سمجھ میں نہیں آسکتے کہ ایک ظالم اور کافر بادشاہ کی ذاتی

اِس سے زیادہ بھی اہل حق کی تباہی ہونا کچھ تعجب انگیز امر نہیں ہے اُسنے نہایت قساوت قلبی اور بیرحمی کے ساتھ زوقیا بادشاہ بیت المقدس کو جو تمام خاندان بنی اسرائیل کا بھی سرغنہ تھا گرفتار کراکر قتل کرادیا اور صرف ایسے ظلم پر اِس کافر نے اکتفا نہیں کی بلکہ اُسکی چند فرزندوں کو بھی اُسکے سامنے یعنے بادشاہ یہود کے سامنے بڑی سختی کے ساتھ قتل کیا بابلوں کی اِس خونریز فوج کا جو سپہ سالار تھا اُسنے رہبانوں اور بڑے اور چھوٹے عابدوں اور اولیاء کو تلاش کراکر اور چن چن کے تہ تیغ کیا اور نیز یہودیوں کے سرداران ملکی میں سے بھی جو اعلے درجہ اور رتبے کے لوگ تھے خاص پانچ شخص جو جنگی معاملات میں بڑے بہادر اور نہایت تجربہ کار تھے گرفتار کرکے اُسکے سامنے پیش کیے گئے جسکو اُسنے فوراً قتل کرادیا اور تمام فوج نے متفق ہوکر بیت المقدس کی دیواروں کو منہدم کر دیا اور تمام سامان اور ظروف جو بیت المقدس میں عبادت کے متعلق اور ہیکل و قربانگاہ میں بخت نصر اُن کو بالکل لوٹ کر لیگیا اور بابل پہنچکر اُسنے اپنے مندروں میں یہ اشیاء رکھیں اور اُن ظروف اور آلات میں جو خدائے واحد کی عبادت کے متعلق سامان مخصوص تھے اُسنے شراب نوشی جائز رکھی اور تمام خزانہ جو بادشاہ یہود اور شاہزادگان بنی اسرائیل کا تھا اور جو عرصہ سے موروثی طور پر محفوظ چلا آتا تھا اور بیت المقدس میں ایک نہایت استحکام اُسکے باعث یقین کیا جاتا تھا بیدریغ لوٹ کر لیگیا اور سب سے زیادہ اِس کافر نے یہ ظلم کیا کہ جسقدر خاصان خدا اور انبیاء کرام اُسوقت بیت المقدس میں موجود تھے اُنکو بھی بڑی بیرحمی کے ساتھ قتل کرادیا صرف حضرت دانیال علیہ السلام اور دو ایک اور اِس درجہ کے نفوس باقی رہے تھے کہ اُنکو بھی وہ گرفتار کرکے اپنے ہمراہ لیگیا اُسکے علاوہ یہودیوں کو ایک کثیر تعداد میں وہ اسیر کرکے لیگیا جنمیں ہر طبقے کے بنی اسرائیل شامل تھے یہ بات جمیع مورخین قدیم کے نزدیک ثابت ہے کہ اِن یہودی قیدیوں سے اہل کالدیا اور ساکنان بابل نہایت ذلیل کام لیتے تھے زیادہ تر غلامی کی خدمت اُنسے لیتے خاص نہیں بعد تباہی بیت المقدس کے بخت نصر کی گمراہی اور متمردی اور غرور کی حد نہ رہی تھی۔ اُسنے بت پرستی اور مادہ پرستی کو اپنے تمام ملک محروسہ میں شدت سے رائج کر دیا تھا تمام ایسے آثار جو خدائے قدیر کی عبادت کے بابل میں ایک عرصہ دراز سے قائم ہوگئے تھے وہ نہایت عداوت کے ساتھ مٹا دیئے گئے اور جو کچھ بیرحمی اور قساوت اہل بابل اُنکے ساتھ ظاہر کرتے تھے وہ اسبات کے یقین کرنیکا ایک عمدہ ذریعہ ہے کہ بخت نصر کے زمانہ میں تمام خدا پرستوں پر جو سرزمین شام و بیت المقدس سے گرفتار کیے گئے تھے ایک نہایت سخت مصیبت اور قیامت برپا تھی طرح طرح کے ظلم وستم اُنپر کیے جاتے

اور یہ حالت نہایت منتشر صورت میں اِسطرح مستقل ہوگئی کہ شہنشاہ کیکاؤس ایرانی کے حملے تک مسلسل طورسے قایم رہی جسقدر پیشین گوئیاں پہلے ذکر ہوچکی ہیں وہ اِسی حالت اور انتقام کی بابت تہیں جو ایک طویل سلسلہ میں اِس اندوہناک واقعہ کے متعلق بابل کی بربادی اور خاندان شاہ بابل کے نیست ونابود ہونے کے ہوتی رہیں اور اِسمیں شک نہیں ہے کہ جو کچھ بخت نصر نے اہل بیت المقدس اور بنی اسرائیل کے ساتھہ کیا اُنکا انتقام جسوقت عزت الٰہی جوش میں آئی ہے نہایت آخر درجہ پر تدریجاً ختم ہوا۔

بابل اور سرزمین کالدیا کی سلسلہ وار بربادی کا اجمالی بیان

یہ ظاہر ہے کہ اول کیکاؤس نے بموجب اِن پیشین گوئیوں کے بابل پر حملہ کیا اور اُسنے سیاست میں نہایت دانشمندی سے شہر بابل پر قابض ہوکر اِسکے بادشاہ اور تمام خاندان حکمران کو نیست ونابود کردیا اور اِسطرح جو شاہ بابل اور اِسکے خاندان کی خونریزی ہوگئی تہی اُنکا انتقام لیا گیا کہ بقول ہیروڈوٹس مورخ یونانی کے دارایوش شاہ ایران نے ۳۰۰۰ بڑے بڑے اراکین اور سرداران سلطنت بابل کو کُتّے کی موت قتل کرادیا اور جسطرح بیت المقدس کی دیواریں کافروں نے گرادی تہیں دارانے بہی بابل کی دیواروں کو بڑے قہر وغصہ سے منہدم کرادیا اور اِسکی نہایت مستحکم اور لاثانی اور خوبصورت دروازے بیخ وبُن سے کہدواکر پہنکوادیے اور اُنکو ایسا نیست ونابود کیا کہ نہایت تہوڑے عرصہ میں اُنکا نام ونشان بہی باقی نہ رہا۔ بابل کے تمام اعلے درجہ کی عمارتیں حملہ آوروں نے اپنے مسلسل یورشوں سے گراکر زمین کے برابر کردیں اور اِسکے رہنے والے اِسقدر قتل کیے گئے کہ فی صدی دس آدمی بہی اہل کالدیا میں سے عرصہ تک اِس ملک میں موجود وزندہ نہیں پائے گئے خزانہ بیت المقدس کی غارتگری اور بربادی بخت نصر اور اِسکے جانشینوں نے بڑی سرگرمی سے کی تہی اِسکے عوض میں شہنشاہ کیکاؤس نے تمام خزانہ ہائے بابل کو لوٹ لیا یہ وہ خزانے تہے جو زمانہ نمرود سے مملکت بابل میں نہایت محفوظ چلے آتے تہے اور جنسے گورنمنٹ کالدیا کو نہایت قابل اطمینان استحکام حاصل تہا۔

اِسکے علاوہ بیل یعنے البعل بت کا مندر بڑی سختی سے بالکل گراکر خاک میں مِلادیا گیا اور اِسکا تمام مال وخزانہ جو صدیوں سے ایک بیشمار مقدار میں جمع تہا۔ اِسکے سوا اُسکا جسقدر سامان پرستش تہا مع اِسکے ٹوٹے ہوئے بُت کے لوٹ کر شاہ موصوف اپنے دار السلطنت کو لیگیا اور جسطرح کاہین اور خدام بیت المقدس قتل وغارت اور تباہ کیے گئے تہے اِسیطرح [illegible] پرستندگان [illegible]

یعنے دارا وایران اور آردشیر نے خدام تبخانہ بعل وغیرہ کو گرفتار کر کے نہایت بُری طرح قتل کیا
اور جیسے کچھ گستاخی بخت نصر سے بعد بیت المقدس میں سرزد ہوئی تھی اس سے ہزار درجہ زیادہ
بابل کی بربادی ہوئی یہانتک کہ اسکے خزانے بالکل لوٹ کر غارت اور تباہ کر دیئے گئے اور
اسکے بُت توڑ کر پھینکدیے گئے اور خود بعل (بیل) کو توڑ کر بے نام ونشان کر دیا اور جسطرح
نبوزروان نے جو بخت نصر کا ایک ملازم خاص اسکی فوج محفوظ کا ایک نامی سردار
تھا بیت المقدس (یروشلم) میں گھس کر نہایت بے ادبی اور گستاخی کے ساتھ خانہ خدا کو جلا دیا
اور نیز بادشاہ بیت المقدس اور تمام باشندگان کے مکان کو جلا کر خاکستر اور نیست ونابود کر دیا تھا
اسکے مقابلے میں ہمپرس پارتھیا والے نے جو بعض مورخین کے قول کے بموجب شاہ پارتھیا
کا ایک معمولی رفیق یا ادنے ملازم تھا شہر بابل میں مع فوج گھسکر آگ لگا دی اور ایک چند گھنٹے
کے عرصہ میں اسکی نہایت خوبصورت حصوں کو جلا کر نیست ونابود کر دیا اور تمام مندر جو شاہان
ایران کے حملہ اور لوٹ سے بچ گئے تھے وہ لوٹے گئے اور نہایت قہر وغصہ کے ساتھ کھود ڈالے
گئے اور جسطرح بنی اسرائیل کو غلامی اور طرح طرح کی ذلیل خدمات میں بخت نصر اور اہل کالدیا نے
پھنسا دیا تھا اور انسے تمام وہ کام جو مزدوروں یا ادنے درجہ کے خادموں کے ہوتے ہیں لیے
جاتے تھے اسکی عوض میں کیکاؤس نے اول اہل بابل کی ایک بڑی تعداد کو اسبات پر مجبور کیا تھا
کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو قتل کر ڈالیں اور اسکے ساتھ ہی تمام اہل بابل غلامی میں داخل کیے گئے
اور انسے خدمتگاری اور زراعت اور پاہی کی مثل ادنے خدمات لیجاتی تھیں جنکی اجرت اسقدر بھی
نہوتی تھی جو انکی مایحتاج کے واسطے کافی ہو۔ کیکاؤس نے اپنے افسران ملکی اور جنگی کو یہ حق عام
طور سے عطا کر دیا تھا کہ وہ تمام بابل کی سرزمین کے مالک ہیں اور انکو اس ملک کے اندر ہر
قسم کی ملکیت کے حقوق حاصل ہیں اور اس ملک کے جسقدر باشندے ہیں وہ صرف انکی خدمات
کے واسطے زندہ رکھی گئی ہیں۔ اور کیکاؤس کے بعد اور بھی جسقدر اسکے جانشین ہوئے جنکے باعث
مملکت بطور ایک باجگزار صوبہ کے شمار کی گئی تھی اسی قاعدے پر ہمیشہ کاربند اور قایم رہے
اور انہوں نے باشندگان بابل اور اہل کالدیا پر مظالم کی ترقی اور انکی تباہی کے ذرایع اور انکی
ذلیل خدمتوں کے بڑھانے میں اسیطرح کوشش اور توجہ صرف کی جو انکے سابقین نے کی تھی۔
بابل والوں نے اگرچہ بخت نصر کی امداد سے بیت المقدس کو برباد کیا اور بنی اسرائیل کو اسیر کر کے
انسے وحشیانہ خدمتیں لی تھیں مگر کیکاؤس اور اسکے بعد دارا اور پھر ہمپرس نے اسکی عوض میں جو کچھ

اُنکی گوشمالی اور بربادی اور تباہی کی ہے اِس سے ظاہر ہے کہ خدائے وحدہ لاشریک نے اُنسے یعنے ظالم اہل کالدیا اور بت پرستان بابل سے یہودیوں اور تابعین مذہب کی قتل و خونریزی اور تباہی و بربادی کیسی ہولناک اور عبرت انگیز صورت میں انتقام لیا۔

اور بموجب مشیت خدائے قہار و جبار کے پرستندگان آتش نے دشمنان بنی اسرائیل کو کس سختی سے ساتھ تباہ کیا بعض مورخین کا قول ہے کہ بنی اسرائیل چار سو برس تک غلامی کی مصیبت اور بت پرستوں کی مظالم میں مبتلا رہے مگر غور کرنے سے یہ امر دریافت ہو سکتا ہے کہ روز بروز اُس تمام قطعہ کی بربادی اور نیستی کو ترقی کرتی گئی جہاں بابل آباد تھا۔

اکثر مورخین کا یہی قول ہے کہ کیکاؤس کو جب بابل پر قبضہ حاصل ہو گیا ہے تو اسنے ایک بڑا قتل عام باشندگان بابل اور اسکے مندروں اور عظیم الشان اور آراستہ ایوانوں کے انہدام کے بعد زیادہ تر اپنا قیام خاص بابل میں اختیار کیا تھا اور اسکی یہ رائے ہوئی تھی کہ یہاں کی حکو اور طریقہ تمدن میں حسب طرز و طریقہ ایران اصلاح کیجائے اور اسکے بعد اسکے جانشینوں نے یہاں اپنا قیام پسند نہیں کیا اور وہ اکثر پارسی پولس۔ سوسا اور ایکباتنا میں رہتے تھے تاہم حکومت بابل کی جو حالت یہاں کے واسطے عہد کیکاؤس میں قائم ہوئی تھی اسکو ترقی ہوئی تھی اور تمام باشندگان بابل ادنے قسم کے کاموں میں بدستور لگے ہوئے تھے۔

البتہ سکندر اعظم نے بابل کی تسخیر اور فتح کے بعد اسکے باشندوں کی طرفداری کی تھی اور اسکے قدیمی رسم و رواج کو قائم کرنا اور اسکی سابقہ شان و شوکت کو از سر نو اسمیں واپس لانا چاہا تھا مگر وہ اسی آرزو میں مر گیا اور اسکے بعد اسکے جانشینوں نے اسکی اس آرزو و ارادے کو پورا نہیں کیا اور آخر جب یہ ملک حکومت یونان کا ایک جزو قرار دیا گیا ہے تو اکثر شاہان میڈیا نے اپنے عہد حکمرانی میں درحالیکہ اُنھوں نے ملک کالدیا کی بود و باش گوارا کی تھی متواتر حملے کیے اور اپنی عظیم الشان فوجوں سے تمام سرزمین اسیریا کو پامال کرتے رہے اور اسکی غارتگری انکا خاص کام تھا اُنھوں نے بڑی سرگرمی سے خاص شہر بابل کو ویران اور برباد کیا اور اسکے مصالحہ اور تعمیر کے سامان سے دوسرے جدید شہروں کی بنیاد قائم کی گئی نہایت اہتمام کے ساتھ اول مشہور شہر سلوشیا آباد کیا گیا اور اسکے بعد اور بھی شہر اسکے مصالحہ سے رقبہ شہر بابل میں آباد ہوتے رہے اور اسطرح غیر ملکی باشندوں مثل ابتدا اہل ایران اور انکے بعد اہل یونان نے اپنی حکومت تو صرف بابل کی سلطنت اور آبادی اور عمارت کو منہدم اور تباہ و برباد کرکے طاقتور بنایا تھا اور اسطرح واقعات مذکورہ

کی بتدریج ایک حالت پر ظہور پذیر ہوئیسے وہ تمام پیشین گوئیان جو بابل کی نسبت ہوئی تہیں تمام و کمال پوری ہوگئی اور جسقدر فیصلے اور مآل کار کی صورتیں بذریعہ عام مظالم کی تکمیل کے کالدیا کے واسطے ظہور پذیر ہوتی ہیں انمیں سب سے زیادہ تر خاص شہر بابل کے متعلق بیشمار اور متواتر واقعات اور آثار سے ظاہر ہے۔

توریت میں یہ ایک خاص پیشین گوئی کہ دوہ یعنے حملہ آور اور سرزمین بابل کے پامال اور نیست ونابود کرنے والے دور دراز ملکوں سے آئینگے یہ وہ لوگ ہونگے جو کنارہ زمین کے رہنے والے ہیں اور بیشمار قومیں اور بڑے بڑے بادشاہ بابل کو برباد کرینگے، نہایت عجیب طور سے پوری ہوئی ہے یعنے بابل پر اپنے اپنے زمانومیں اہل فارس اور اہل مقدونیہ (سکندر اعظم وغیرہ) سلیوکس ٹولمی ٹشی اس اور انٹی اوچس اعظم، ترا خان، سیورس، خولین اور ہرقل روم اور حضرت عمر خطاب جو حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانشین اور تمام اقوام یورپ میں دنیا کے فاتحین میں سب سے بڑے اولوالعزم اور فاتح اعظم شمار کیئے جاتے ہیں) اور انکے بعد چنگیز خاں اور ہلاکو خان اور تمرلنگ (امیر تیمور گورگان صاحبقران قہرمان ایران وتوران) ایسے بڑے بڑے بادشاہاں صاحب شان و شکوہ وجلال وجبروت نے کالدیا اور بابل کو ہمیشہ تسخیر اور مغلوب کرکے تباہ کیا اور یا وہاں اپنے بود و باش رو رکھی اور یا اسکو ایک نہایت ذلیل اور خراجگدار جزو سلطنت کے قایم رکھا۔

ظاہر ہے کہ اگرچہ اہل بابل ان اقوام اور ان کے سرگروہوں کے نام سے ذرا بھی واقف نہونگے جنکے ذریعہ اسکی بربادی کی پیشین گوئیان پوری ہوئی ہیں۔ اہل فارس نے بھی جیسا کہ بار تہیا والوں نے کہا تہا کوئی دقیقہ اہل بابل وکالدیا کی تباہ وبرباد کرنے کا اٹھا نہیں رکھا تہا بیان ہے کہ جسوقت دارا نے بابل پر قبضہ کیا ہے تو صرف تین ہزار اہل بابل اسکے حکم سے سولی پر چڑہائے گئے اسیطرح اہل مقدونیہ نے جو بابل کو فتح کیا ہے تو اسکی فتح کرنے سے انکو غرض تہی انہوں نے بھی کوئی خاص رحم اہل بابل کی قوت قایم رکہنے کی غرض سے نہیں کیا تہا اور اسکے بعد مقبوضات کالدیا کی بابت انٹی گونس اور سلیوکس دونوں بادشاہوں میں سخت ہنگامہ اور لڑائی ہوئی اور بڑا معرکہ روبکار رہا اور پہر سلسلہ وار ایک حکمران دوسرے حکمران کے خلاف اپنی کارروائی اور کامیابی کے وسائل میں مصروف رہا اور ایک بڑی طویل سیلوسیڈیا کے بعد اہل پارتہیا نے جو غلامی کی شرط بابل والوں کے واسطے جاری کی تہی وہ عرصہ تک اپنے ظلم اور سختی کی نوعیت سے ضرب المثل ہوگئے تہے۔

دوسرے صدی عیسوی میں اہل روما مقامات دور و دراز سے بابل پر حملہ آور ہوئے اور اُنہوں نے بہی تباہی و بربادی کالدیا میں قدم قدم پر اپنے سابق حملہ آوران بابل کی پیروی کی اور عہد حکومت مارکس قیصر میں رومن جنرلوں نے کالدیا کے مشہور شہروں سٹی سی فن اور سلوشیا کو تباہ کیا اُنہوں نے اگرچہ یونانی بستیوں میں جو مملکت بابل میں قایم تہیں دوستانہ برتاؤ رکہا مگر جسقدر قطعہ ملک میں شاہان پارتہیا کی حکومت تہی اُنکو ایک سرے سے تباہ کر دیا اور اسیطرح ان دونوں شہروں کی حالت ہوئی جنکا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ شہر سلوشیا کے تاخت و تاراج اور بربادی مع اسکے تین لاکہہ باشندوں کے ایک دم سے تہ تیغ کر دیے کہ یہ افسر زمین بابل میں آباد کیے گئے تہے اہل روما اپنے جنرلوں کی نہایت قابل مباہات کارروائی سمجہتے تہے بہرحال سلوشیا تو بالکل برباد ہو گیا اور شہر سٹی سی فن میں اس حملہ کی پینتیس برس کے بعد پہر اسقدر قوت اور طاقت پیدا ہو گئی تہی کہ اسنے شہنشاہ سیوارس قیصر روم سے تمردی اختیار کی اور عرصہ دراز تک اسکے محاصرہ کو قایم رکہا تہا۔

مگر اسکی اس سرکشی نے کوئی فائدہ نہیں پہونچایا بلکہ قیصر مذکور نے نہایت قہر و غلبہ سے اسکے محاصرہ کی حالت کو توڑ ڈالا اور شہر میں نہایت قہر و غصہ کے ساتہ گہسکر شدید قتل عام کیا گیا اور بڑے قہر و غضب کے ساتہ اسکی بربادی کی گئی اور پہر تیسری بار شہر سٹی سی فن جو لین قیصر کے افسروں نے محاصرہ کر کے فتح کیا تو جسقدر باشندے سٹی سی فن کے تہے وہ تمام و کمال قتل کر دیے گئے بعض مورخین ان لوگوں کی تعداد جو اس دفعہ کے حملہ میں رومیوں نے قتل کیے چہہ لاکہہ لکہتے ہیں اسیریا کی تمام افتادہ میدان اور زمینیں جو لین قیصر کی فوجوں کی جولانگاہ بنے ہوئے تہے اور جسقدر دانشمند اور صاحبان تدبیر اسکے ساتہ تہے اُنہوں نے اپنی اس حکمران کی تجویز کے بموجب اُن لوگوں کو جو سرزمین اسیریا میں ذرا بہی قصوروار پائے اُنکو قتل کرا دیا تہا۔

اور جسقدر ملک دریائے دجلہ اور کوہستان عراق عجم و میڈیا کے مابین واقع تہا اور یہ ایک جزو کالدیا کا تہا اسمیں بے انتہا گانوں اور قصبے آباد تہے اور چونکہ اسکی زمین نہایت ہموار اور مسطح تہی لہذا زراعت و کاشتکاری سے بہت بڑا فائدہ یہاں کے باشندوں کو حاصل تہا اور ایک عام حاصل خیزی اور سرسبزی کے باعث تمام رعایا مرفہ حال تہی مگر جسوقت اہل روما اس ملک میں داخل ہوئے ہیں تو اسکی مرفہ حالی اور سرسبزی نہایت بربادی اور تباہی کی صورت میں بدل گئی جہاں کہیں یہ لوگ سرزمین بابل و کالدیا میں جاتے تہے وہاں کے باشندے اُنکی خوف اور تیز

اس عداوت کے باعث جو حملہ آوروں کے ظلم سے اُنکے دلوں میں شدت سے جاگزین ہو گئی
تہی اپنے کہلے ہوئے مواضع کو برباد کر دیتے اور اُنکی زراعت کو جلا کر خاک سیاہ کر دیتے اور
اُن حصوں میں جا کر پناہ گزیں ہوتے تہے جنکے گرد شہر پناہیں ہوتی تہیں۔

وہ اپنا کل سامان اور مویشی وہاں ہانک لیجاتے تہے اور جسوقت رومیوں کے حملہ آوری یا اُنکی
ملک کی طرف انکی جنبش اور نقل و حرکت کی خبر ہوتی تہی تو وہ اپنے استادہ زراعت کو خود جلا کر
بہاگ جاتے تہے اور انکی اس کارروائی سے تمام سطح ارضی میں ایک دہواں اُٹہکر پیدا ہوتا تہا
جو جولین کی پیشقدمی کو کچھ عرصہ تک روکدیتا تہا اور اسکے بعد جب جولین یا اسکے افسر آگے بڑہتے
تو انکو ایک ایسا منظر دکہائی دیتا جو بالکل دہوئیں اور ویرانے اور خاکستر کا ڈہیر ہوتا تہا اور
اسکے ساتہ ہی ایک اور نہایت آباد شہر شاید سلوستیا جو سرزمین کالدیا میں بہت مشہور اور زرریز
تہا مفت اور بے سبب برباد کر دیا گیا اسکا قتل عام کیا گیا اور شدید محاصرہ کے بعد اس شہر کی ایک
دیوار میں اس آتشی مواد سے جو ایسے موقع پر اس زمانہ میں استعمال کیا جاتا تہا بہت بڑا شگاف ڈالدیا گیا
اور آخر اسی شگاف کے راستے جولین قیصر روم کی سپاہی اور افسر دلیرانہ شہر میں گہس گئے اور
نہایت سختی سے قتل عام جاری کر دیا۔ اسکا ایک سردار جسکا نام پیری شاید تہا اُن مقامات
کیطرف پہنچا جو شہر کی انتہائے حصوں میں واقع تہے اور جنہیں عمدہ عمدہ مکانات اور اکثر غلّہ کے
گنجینے تہے اور جنہیں لاکہوں مین غلہ بہرا ہوا تہا مگر اس سردار نے وہاں جا کر عجیب ہولناک
منظر دیکہا کہ وہ سب عمارتیں آگ سے جلکر خاک سیاہ ہو گئیں ہیں اور سوائے خاک کے ڈہیر
کے سامان زندگی کا کوئی نشان نہیں نظر آتا ہے۔

ہر طرف ویرانی اور بربادی پہیلی ہوئی ہے اور جبکہ اِن شہروں کی بربادی کے بعد جو بابل کے قریب
زمانہ تباہی کے بعد یکے بعد دیگرے آباد ہو کر مذکورہ حملہ آوران کی یورش سے تباہ ہو گئی تو
قیصران روم کے آخر زمانہ میں جبکہ ہیرکلیوس (ہرقل) شہنشاہ روم تہا اسنے مشہور شہر ولیغزا
کو جو بابل کے مصالحہ اور سامان تعمیر سے شاہان ایران نے آباد کیا تہا اور جو قطعہ زمین کالدیا
میں اس زمانہ میں ایک نہایت آباد شہر تہا حملہ کر کے تباہ کر دیا۔

اور کالدیا کے شہر سٹی سی فون پر غلبہ حاصل کرنے کے بعد جو چیز وہ اس شہر میں غارتگری کر کے
اپنے ملک کو نہ پہنچ سکا اسکو جلا کر خاک کر دیا۔

بنی عباس کا زمین کالدیا اور بابل پر قبضہ

زمانہ کی گردش دوسرے رُخ پر ہوئی اور وہ نورِ عالم افروز ایمان (اسلام) جو سرزمین حجاز سے نکلکر تمام دنیا پر محیط ہوگیا تہا اِس ملک میں بہی پہیلا اور جب اِسکے مقلدین سرزمین عراق عجم پر کامل طور سے مسلط ہوگئے اور شام و دمشق اور تمام اراضی فلسطین اور وہ حصہ ملک جہاں خاندانِ نمرود کی حکومت کے نشان قایم تہے اِنکے قبضہ میں آگیا تو بعد زمانہ خلفاء راشدین کے اور بنی امیہ کی سلطنت کے بنی عباس کی سلطنت ایشیا کے اکثر قطعات پر قایم ہوئی تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ اِنکے زمانہ حکومت میں بابل کی قدیم تعمیرات اور باشندوں اور مذہب کا نام و نشان بہی نہ رہا تہا جسقدر مورتیں اور آثار قدیم بابل کے قدیمی کہنڈروں میں موجود تہے وہ پیروانِ اسلام نے برباد کردیئے اور اِسکی خاص خاص عمارتوں کو جو رومیوں کے حملہ آوری سے باقی رہگئی تہیں کہود کہود کر تمام و کمال نیست و نابود کردیا اور مقام سلوشیا اور سٹی سی فن سے پندرہ میل کے فاصلے پر شہر بابل کے مصالحہ سے اپنا ایک خاص دار السلطنت یعنے بغداد جدید آباد کیا جو پانسو برس تک ایک ایسی عظیم الشان قوم کا مرکز رہا ہے جسکے گرد تمام اسلامی دنیا گردش کرتی تہی۔

سرزمین بابل پر ہولاکو (ہلاکو خان) اور دیگر شاہان ترک و مغل کا حملہ

بنی عباس کی پانسو برس کی نہایت بارونق سلطنت کو ہلاکو خاں تاتار نے جسطرح تباہ و برباد کیا ہے وہ تمام تواریخ میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہے ان مغل کشورکشاؤں نے جسوقت سرزمین بابل اور کالدیا پر جسکے حدیں بغداد تک پہیلی ہوئی تہیں قبضہ کیا تو ایسا قتل عام اور عبرتناک خونریزی ہوئی ہے جسکا ذکر کرنیسے بدن پر رونگٹے کہڑے ہوجاتے ہیں بغداد کا دو ماہ تک بڑی سختی کے ساتھ اِن مغلوں نے محاصرہ رکہا اور اِسکو نہایت ہی قہر و غلبہ سے فتح کیا اور اِسکی تمام عمارات اسلامیہ کو کہود کر نیست و نابود کردیا ہلاکو خاں کے ایک عرصہ کے بعد ایک اور جہانگشا مغل نے بغداد اور تمام ارض بابل کو اِس سرے سے اُس سرے تک پامال کیا اِسکی حالت قوت اور وسعت سلطنت سے تمام دنیا کی تاریخیں بہری ہوی ہیں۔ امیر تیمور جو درحقیقت اپنے وسیع سلطنت اور کثرت فتوحات کے باعث روے زمین پر ایک نہایت عظیم القدر الشان سمجہا جاتا ہے عہد بایزید خاں عثمانی سلطان روم میں جب اِس ملک پر حملہ آور ہوا ہے تو گو اِسکا مقابلہ اور جنگ و پیکار اپنے ہم عہد

تہا لیکن فتح کے بعد اسنے قتل و غارت کا جو بازار اپنی فطرتی خونریزی سے گرم کیا تو طرفۃ العین میں وہ تمام شہر اسنے خاک سیاہ کر دیئے جو دریائے دجلہ و فرات کے کنارے عملداری عثمانیہ میں آباد تھے اور اسنے اپنی حکومت کو دریائے دجلہ و فرات کے مابین تمام مقامات بالا میں استقلال قایم کر دینے کے بعد بغداد میں جیسا قتل عام کیا ہے اسکی مثال صرف ہلاکو خاں کی خونریزی سے ہو سکتی ہے اور بعد فتح بغداد اسنے اس شہر کے باہر ایک مینارہ انسانی کہوپریوں کا بنوایا تہا جسمیں نوے ہزار جانیں تلف ہوی تہیں اور اسکے بعد ترکوں نے مختلف لڑائیوں اور سخت معرکوں کے بعد جب بغداد اور اس حصہ ملک کو جسمیں بڑا قطعہ سرزمین کالدیا کا شامل ہے سلطنت ایران سے واپس چہینا تہا اسکے واقعات عبرتناک اور حالات حیرت انگیز کے واسطے ایک جداگانہ تاریخ چاہیئے ان تمام لڑائیوں میں جو ایرانیوں اور ترکوں سے ہوی سلطنت عثمانیہ کو گردان اور سارکینی اور تاتاریوں سے مدد دی تہی یہ بات بخوبی یاد رکہنی چاہیئے کہ بیروت اور موصل اور بغداد اور کربلا یہ سب مقامات جو اسوقت ترکی عملداری میں ہیں ایک زمانہ میں سرزمین کالدیا اور بابل میں داخل تہے اور انہیں سے اب بہی اکثر ویرانے جہاں کسی قدر آبادی ہے اور جو منزلوں تک اس راہ میں پڑتے ہیں اسبات کا نشان زبان حال سے بتا رہے ہیں کہ یہاں افسران بابل کی حکومت تہی جنکی بت پرستی دنیا کی تاریک ترین خیالات کے لیئے ایک خاص دستاویز ہے مگر خدائے قدیر کے حکم سے انکی ایسی بربادی ہوئی کہ اس گروہ کا نام و نشان نرہا اور بعد عملداری اہل عجم اور ترکتازان مقدونیہ اور عیسائی قیصران روم نے غیرتمندان اسلام کی زمانہ فرمانروائی میں جب کہ ان مقامات پر سلطنت کو ابتدائی استحکام حاصل ہوا ہے تو اس دارالسلطنت کفر کی بیخ و بنیاد تک کہود کر پہینکدی گئی حال کی ترکی عملداری میں مذکورہ مقامات جسقدر رہیں وہ ایک عجیب بربادی اور ویرانی کی حالت میں ہیں اور انکے دیکہنے سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ بہ نسبت عہد اہل عجم یا اہل مقدونیہ اور شاہان پارتہیا اور انکے بعد بنی عباس کی سلطنت کے زمانہ میں اگرچہ بابل کی سرزمین کے قدیم قصبے ایک عجیب ویرانے کی حالت میں آباد تہے مگر آل عثمان یعنے حال کی گورنمنٹ ترکی کے زمانہ سے یہ حالت قریب قریب بدلگئی ہے مگر بعض مورخین کا یہ خیال ہے کہ گو وسط حصجات آبادی بابل ویران ہوا ہے لیکن جسقدر سرحدی مقامات سرزمین کالدیا اور بابل کی تہے انکی آبادی کو روز بروز ترقی ہے اور ہر سال چہوٹے بڑے قصبے وہاں آباد ہوتے جاتے ہیں عام طور سے اہل تاریخ اسبات کو جان سکتے ہیں کہ بصرہ اور دجلہ اور سامرہ اور بغداد اور اسکے علاوہ وہ آبادیاں جو خلیج فارس کے کنارے

ترکی عملداریمیں سوقت ہیں یہ سب سرحدات بابل میں داخل تہیں اور یہاں فرمانروایان بابل کے چھوٹے بڑے گورنر یا حکمراں رہتے تہے گو انکے نام یا انکی حالت اور صورت آبادی اسوقت بالکلیہ بدل گئی ہو مگر بہ لحاظ اس امر کے کہ سرزمین بابل مغضوب الٰہی تہی اور وہ کبہی آباد نہیں ہو سکتی ہم اندازہ کر سکتے ہیں کہ جسقدر حصہ آبادی شہر بابل کا سابق میں تہا اِسکا نام و نشان بہی نہ رہا اور نہ اسکی قدیم نسلونکا پتہ ہے اور سوائے چند آثار عمارات نمرود کے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقابلہ میں اسنے نہایت گستاخانہ قایم کیے اور جسکی بابت دنیا میں اُسکو پوری سزا ملگئی اور کوئی بہی نمونہ اسبات کا نہیں ملتا کہ شاہان کالدیا کی سلطنت کس زمانہ میں قایم ہوئی تہی اور کسنے اِسکو قایم کیا تہا۔ اور کہاں پر واقع تہی قدیم آثار آبادی جو ہم بعض قراین سے اِس خیال کی تکمیل کے واسطے کہ اِس ملک میں ایک زبردست اور ایسی قوم آباد تہی جو خدائے قادر کی الوہیت اور وجود کے قطعی منکر تہی دریافت کرنا چاہیں تو ہمکو ایک ذرا ویرانوں کی عبرتناک حالت اور اِن کہنڈروں کی خراب اور ہولناک منظر کو دیکہنا چاہیئے جو اِسوقت سرزمین بابل میں موجود ہیں اور جنکا تفصیلی ذکر اِس کتاب میں کسی موقع پر کیا جائیگا۔

بابل کے خزاین و دفاین کی عام حالت اور انکی تاراجی

بابل کے مشہور اور پوشیدہ خزانے جو مختلف اوقات میں حملہ آوروں نے تاخت و تاراج کیے انکی بابت مورخین قدیم نے مختلف خیالات ظاہر کیے ہیں اور اِسکی مقدار کی حیثیت کا عام اندازہ کیا گیا ہے کہ صرف اِن خزانوں سے چند سلطنتیں جو کئی صدی تک سرزمین بابل میں قایم اور برباد ہوتی رہیں اپنی حشمت اور شوکت ملکی قوت اور استحکام حاصل کر چکی تہیں۔

کیکاؤس کی نسبت لکہا ہے کہ اِسکے دفعتًہ اور نہایت تعجب انگیز طور سے سلطنت بابل پر قابض ہو جانیکے بعد پہلی کارروائی اِسکی یہ تہی کہ اسنے اُن پوشیدہ خزانوں پر جو بابل میں نمرود کے زمانہ سے بخت نصر کے جانشینوں تک محفوظ چلے آتے تہے اور جنکا حال سوائے چند مختار حکام بابل کے اور کوئی بہی نہیں جانتا تہا فورًا قبضہ کر لیا تہا۔ ایک مورخ لکہتا ہے کہ جب اِسکے داخلے کی خبر شہر بابل میں عام طور سے پہیلگئی تو اِسکے تمام رفقا اور ایرانی فوج نے اِسقدر شہر کو لوٹا تہا کہ ہر ایک ادنے سپاہی اور سردار کا لباس جامہ اور قمیص بالکل زرین ہو گیا تہا اور جو بڑے اعلے درجہ کے افسر تہے انکی وردیوں پر سنہری اور روپہلی نہایت بیش قیمت کلابتون لگا ہوا تہا

اور تمام ملبوسات بڑی چمک دمک اور زرق برق کے تھے بیان ہے کہ یہ سب بابل کے خزانہ سے لیا گیا تھا۔ اور جسطرح ان پوشیدہ خزانوں کی تقسیم ہوئی تھی جو صدیوں سے بابل کے دفینوں میں محفوظ تھے اور جب یہ خزانہ ہائے بابل دارا کے قبضہ سے نکلکر ایک دوسرے بادشاہ بزرگ یعنے سکندر اعظم کے قبضہ میں آگئے تھے تو اسنے ان خزانوں سے ہر ایک مقدونیہ کے سوار کو ۲ مینا (ایک قسم کا سکہ) یعنے تقریبًا پندرہ پونڈ سونا انعام میں دیا تھا اور ہر ایک یونانی سپاہی کو پانچ پونڈ سونا انعام میں دیا گیا تھا اور اس سے علاوہ اسکے لشکر کے ہر ایک سپاہی کو دو ماہ کی تنخواہ انعام میں ملی تھی۔ اسکے بعد جب ڈیمی ٹرس اس ملک پر مسلط ہوا تو اسنے بھی خاص اپنی غرض (لوٹ مار) کی تکمیل کے واسطے شہر مذکور کے لوٹنے کا حکم اپنے سپاہیوں کو دیدیا تھا جو نہایت سرگرمی کے ساتھ پورا کیا گیا تھا۔ اسکے علاوہ اسی مانہ قریب میں اور بھی بہت سی قومیں ایسی تھیں جنہوں نے بابل کے خزاین اور تمام باشندوں کی دولت کو لوٹا تھا۔ یہ خزانے اور دولت جو کیکاؤس اور سکندر کے مرنے کے بعد کر بابل سے تاخت و تاراج کیئے گئے تھے وہ سکندر کے مرنے کے دو صدی بعد کے لوٹے گئے تھے اکثر عیسائی مورخین لکھتے ہیں کہ ایرانی اور یونانی فاتحوں کے حملے اور قبضہ کے دو سو برس کے بعد جو دوبارہ بابل کے خزانے لوٹے گئے؟ انکے تاراج کرنے والے اہل پارتھیا تھے انکی تاخت و تاراج غضب کی غارتگری کی نظیر تھی مگر بابل کی تقدیر میں اس سے زیادہ سلسلہ بربادی کا جاری رہنا تھا کیونکہ پارتھین قوم کے بعد ہی اہل روما کی ایک بہت بڑی فوج جو بموجب پیشین گوئی توریت مقدس (ساحل زمین) سے آنے والی سمجھی جاتی تھی بابل میں داخل ہوئی تھی اور اسنے خوب اچھی طرح اسکو تاخت و تاراج کیا تھا۔ ہمیں شک نہیں ہے کہ اس ملک اور سلطنت کی غارتگری جسقدر ہوئی ہے اسکو تمام دنیا کی بربادیوں اور تاراجیوں کے مساوی سمجھنا ایک قسم کا مبالغہ ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ ان خزانوں کی لوٹ مار ایسی مسلسل طور سے ہوتی رہی ہے جو درحقیقت دنیا کے عجیب واقعات میں داخل سمجھی جاسکتی ہے اور اسکو ان لوگوں نے یعنے اہل اس طبقہ انسان نے غارت اور تاراج کیا ہے جو اکثر ظالم ترین فاتحین دنیا سے تھے اور خونریزی اور غارتگری سے اپنے ملک کو وسعت دینا یا اپنی شوکت قایم کرنا جنکا خاص مقصد تھا اگرچہ ان حملہ آوروں کی طرف سے اس قسم کی غارتگری کی آگ نہایت غضبناک طور پر ہمیشہ مشتعل رہتی تھی تاہم ہر ایک حملہ آور کے عہد میں اس ملک کو سر زمین کا لدیا۔ اپنی قلمرو میں داخل کر لینے یا اپنا صوبہ قطعی طور پر قرار دینے کے بعد اسکی اکثر حفاظت ہی ہوتی تھی مگر بعض مورخین کا قول ہے

کہ کالدیا کی یہ حالت نہیں تہی اگرچہ بہ حیثیت گورنمنٹ کے ایک زمانہ میں اسکو ذاتی اقتدار حاصل تہا لیکن جبکہ اسپر زوال شروع ہوا تو اسکے ہر ایک حصہ مین سوائے تباہی اور بربادی کے قابضین کو اور کسی بات کا خیال نہین تہا۔ اور اسیلئے یہ خیال ہوتا ہے کہ گو دنیا کے بعض ملک جو ظالم بادشاہوں نے فتح کیئے ہوں تو انکی غارتگری کے بعد بالضرور انکی سرسبزی کا خیال بادشاہان مذکور کو ہوا ہے بخلاف بابل کے کہ اسکی بربادی کا سلسلہ ہر حال میں قایم رکہا گیا چند مورخین یہ بہی لکہتے ہین کہ گو مختلف زمانوں میں بڑے بڑے بادشاہوں نے اسپر چڑہائی کی اور اسکو غارت اور تباہ و برباد کیا لیکن مستقل طور پر سرزمین بابل شاہان اسلام سے قبل کسی اور بادشاہ کی حکومت ماتحتی مین نہین رہی تہی بلکہ اکثر خود اس ملک مین خودمختار سلطنتین قایم رہی ہین تاہم بربادی کا سلسلہ اسیطرح قایم رہا ہے اور کسی وقت مین کیاؤس کے بعد سے منقطع نہین ہوا ہے اور نہ کسی سلطنت نے جبکہ اسپر کوئی بادشاہ حملہ آور ہوا ہے تو اسکے لیئے بابل کی حفاظت اور حمایت کی ہے۔

یہ امر نہایت صاف ہے کہ جس زمانہ مین سلطنت رومتہ الکبریٰ نے اسپر حملہ کرکے اسکو تاخت و تاراج کیا ہے تو اسوقت اہل تدمر باوجود دریائے فرات کے مغربی کنارے پر حکمران تہے اور جنکے خیالات سلطنت بابل کے لیئے ہمدردی کے پیمانہ پر تہے انکی لیئے بابل والون کی کوئی بہی مدد نہیں کی اور علیٰ ہذا کالدیا کے دور و دراز سرحدوں پر اکثر اقوام حکمران تہین جنکو بابل سے بہت بڑا تعلق تہا مگر انہون نے بہی جسوقت رومی جنرل لوقیس نے بابل پر حملہ کیا ہے تو انکے مقابلہ میں کوئی بہی مدد اہل کالدیا کی نہین کی تہی۔ گبن مورخ لکہتا ہے کہ اس حملہ مین رومیوں نے علاوہ بیشمار دولت و مال کے تاراجی اور غارتگری کے ایک لاکہہ اہل بابل کو قید کرکے اپنے ملک کو بہیجدیا تہا۔ یہ وہ زمانہ تہا کہ دوسری صدی عیسوی مین مرقس قیصر کے جنرلوں نے ستی سی فن کو جو اس زمانہ مین دارالسلطنت کالدیا اور بابل تہا فتح کیا تہا۔

اور جب جولین قیصر کے حکم کے بموجب پرلیسار اسکے سپہ سالار نے چوتہی صدی عیسوی مین ستی سی فن پر چڑہائی کی ہے تو بعد اس شہر کے مختلف قطعات مین آگ لگا دینے کے غلہ اور ہتہیار اور مختلف قسم کے طلائی و نقرہ ساز و سامان کی ایک بڑی مقدار اسکے ہاتہ آئی تہی جسمین سے ایک بڑا حصہ اسنے اپنی فوج کو تقسیم کردیا تہا اور باقی مقدار اسنے جنگی خدمات کے اخراجات کے واسطے رہنے دی تہی اور اسکے سوا جسقدر سامان اسکے نزدیک اسکے استعمال کے قابل

نہ قرار پایا تھا اسکو پسیاریس نے آگ لگا دی یا دریائے فرات میں غرق کرا دیا اِس غارتگری اور لوٹ مین جو حصہ رسد غنیمت اسنے تقسیم کی تھی تو فی سپاہی چاندی کے ایک سو ٹکڑے حصہ مین آتے تھے اِس عظیم الشان غارتگری اور لوٹ مار کے وقت پسیاریس نے حسب ذیل تقریر اپنے سپاہیون سے کی تھی (دولت کا حصول خاص تمہاری اِس گرمی اور جوش کی اصلی غرض ہے اور یہ تمام ملک اور زر و مال اسوقت اہل فارس کے ہاتھ میں ہے جو اِس سرزمین پر حکمران ہیں اور تمام لوٹ اور غنیمت اِس نہایت زرخیز ملک کی بابت یہ تجویز کر لیا گیا ہے کہ وہ تمہاری پرجوش بہادری اور نہایت دلیرانہ حملہ آوری کا صلہ ہے)

بہرحال ایک نہایت ہی خونریز اور شدید اور سخت حملہ کے بعد دشمن (اہل ایران) کو شکست ہوئی اور تمام دولت و مال ایک مشرقی مخزن طلا سے بطور غنیمت چھین لیا گیا جسمین طلائی اور نقرئی ٹکڑون اور سکوں کی ایک کثیر مقدار تھی اور انکے علاوہ مرصع زیور اور اعلےٰ قسم کے ہتھیار اور بچھونے اور نہایت قیمتی کپڑے اور خانہ داری کے ہر قسم کی ظروف طلائی و نقرئی تھے اسکے بعد جس زمانہ مین ہرقل کے حکم سے پھر اہل روما نے کالدیا پر حملہ کیا ہے تو اگرچہ خزانہ اور دولت ایک عظیم الشان مقدار مقام متذکرہ سے کہ جو اِس زمانہ مین اِس صوبہ کا دار الصدر تھا شاہ ایران نے اپنی خاص ملک میں بھیجدی تھی اور بڑی مقدار خرچ بھی ہو گئی تھی تاہم جسقدر روپیہ اور مال خزانہ میں باقی رہا تھا وہ اسقدر کثیر تھا کہ حملہ آور جنرل کی امید سے کہیں زیادہ تھا اور جسکی غارتگری سے اسکی طبیعت بخوبی سیر ہو گئی تھی- اور جسطرح کہ ایک رنگساز کسی چھت پہ نقش کاری کرتا یا رنگ و روغن چڑھاتا ہے اور پھر دوسرا اسپر اپنا رنگ جماتا ہے اسیطرح گبن مورخ عیسائی نے شہر ٹسی سی فن کی لوٹ کی نسبت جسقدر لکھا ہے اور نیز جسقدر کہ سابق میں سلوشیا کی غارتگری کی نسبت لکھا گیا ہے بلحاظ اِس امر کے کہ یہ دونوں مختلف اوقات مین کالدیا اور بابل کے دار السلطنت رہ چکے ہیں اور انہیں سے ہر ایک شہر دختر بابل کے نام سے دنیا میں مشہور تھا ان کی تباہی کے تمام اصل واقعات اور حالات کو وانسی نے جو عیسائی مورخوں کے نزدیک پیشین گوئیون کی تفسیر میں ایک بڑا ماہر یا اعلیٰ اور توریت کا عالم تھا مندرج کیا ہے۔ گویا جسقدر گبن نے از روئے تاریخ اِس امر کو ثابت کیا ہے کہ اِن شہروں کی بربادی اور پامالی کسطرح ہوئی اسکی مثل جو مضامین توریت میں انکی زوال کی نسبت بطور پیشین گوئی موجود تھی انکو مورخ مذکور کے بیانوں اور تحقیقات سے ولسیہ نے کالیا

مطابق کردیا ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ پیشین گوئیان جیسی کچھ انکی زوال اور بربادی کی بابت ہوئی ہین انکی صحت مین ذرا بھی شک نہین ہے۔ اہل اسلام نے جو اِس دارالسلطنت کو غارت کیا ہے

وے مسلمان کون تھے انکی بابت مختلف مورخین نے اپنی رائین کثرت کے ساتھ ظاہر کی ہیں اصل یہ ہے کہ انکے پیغمبر حضرت اسمعیلؑ کی اولاد مین سے تھے جو حجاز کے دارالصدر یعنے مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے اور تمام دنیا کے واسطے یہ عجیب بات ہو گئی کہ مادہ پرستی کا استیصال انکے زمانہ میں کس انتہائے کامیابی آمیز طریقہ سے ہوا ہے۔ حضرت محمد صلعم جو ایک نہایت بزرگ اور امی اور نہایت محترم خاندان قریش میں سے تھے اِس عظیم الشان مذہب کے بانی ہوئے اور جنہوں نے عرب ایسے نہایت سخت سرکش اور جنگجو اور جاہل قوم میں انسانیت اور خداپرستی کی اصول اسطرح پھیلا دیئے جس سے بہتر عالم تہذیب میں ناممکن تھے اور پھر اِس مذہب نے دنیا کے سطح پر جس وسعت اور عمیق طور سے اپنا اثر ڈالا ہے وہ دنیا کی تاریخ پیدائش سے ابتک لاثانی ہے یہ مذہب نہایت تھوڑے عرصہ میں تمام دنیا کے بڑی بڑی قوموں پر بطور شعلہ عالم افروز کے محیط ہو گیا۔ بلحاظ اپنے طرز عمل اور اشاعت اور قبولیت کے آجتک دنیا مین ایک خاص استحکام حاصل کرتا جاتا ہے۔ اور انکے یعنے حضرت محمدؐ کے بعد انکے جانشینوں نے دنیا مین جیسے جیسے کام کئے ہیں وہ ایک مورخ کی آگاہی کے واسطے ضروری ہین اور اسیلئے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اِس موقع پر کسی قدر ابتدائی حالت اہل عرب کی بیان کیجائے عربون کی تاریخی اکثر حالات ہیں اسیطرح مختلف ہیں جیسے یہودیوں کی تاریخ ہے۔

اہل عرب کی ایک زبردست نسل حضرت اسمعیل کی اولاد میں ہے مگر اور لوگ بھی جو اس زمانہ سے اِس ملک میں بود و باش رکھتے چلے آئے ہین عرب کہلاتے ہین بحیثیت مجموعی تمام تاریخوں سے اسبات کی شہادت ظاہر ہے کہ عرب ایک نہایت سرکش اور آتش مزاج قوم تھی مگر آتش زبانی اور فصیح البیانی اور باہم انکے افتخار کی صورتیں بالکل متحد تھین انکی زبان اور تقریر کی عمدگی اور فصاحت و بلاغت ہمیشہ دنیا مین ضرب المثل رہینگی اور انکی نسبت ہمیشہ میل جول سے اپنے ملکی حدود کے اندر محفوظ رہے ہین گبن اور اسکے علاوہ تمام مورخین جنہوں نے عربوں کی تاریخ لکھی ہے اِس امر کو تسلیم کر لیا ہے اور علے الخصوص گبن نے بعض مستثنیات کو اہل عرب کے واسطے خاص کر دیا ہے جنکی نسبت جنکو متعصب مورخین مشتبہ خیال کرتے ہین۔ گبن کی تحقیقات مین عام طور سے اہل عرب ہمیشہ آزاد رہے ہین اور انہون نے کسی زبردست سے زبردست کشور کشا سلطنت کی تابعداری نہین کی ہے اور انکی خصوصیات اس قسم کی ہین جنکے صحیح ہونے مین شک نہین ہے۔ انہوں نے ہمیشہ اپنی آزادی کو نہایت دلیری

بقیہ نوٹ صفحہ ۹۱

کے ساتھ قایم اور برقرار رکہا ہے اور دنیا کی بڑی بڑی زبردست سلطنتوں اور حکومتوں کی حملہ آوری اور اطاعت سے ہمیشہ اپنے کو محفوظ رکہا ہے۔ نہایت اولوالعزم جہانگیر بادشاہوں سیاسٹرس اور کیمبسر و کیکاؤس ایرانی۔ بابلی اور ٹراجان نے بہی کبہی عرب پر فتح نہیں حاصل کی تہی بعض مورخین کی رائے ہے کہ (اسمیں شک نہیں ہے کہ انکی مذکورہ طریقہ زندگی اور طرز معاشرت اور عربوں کا قدیمی چال چلن اور انکی ایک دوامی اور یکسان حالت صرف انکے ملک کی نیچرل خاصیت کا ایک ضروری نتیجہ ہے۔ ایک مورخ کا یہ بیان ہے کہ انکی وحشت اور آتش مزاجی اور آزادی کی اب بہی ویسی حالت ہے جو قدیم سے تہی اور تمام انسانی نسل کے خلاف انکی زندگی کے اصول ہیں اب تک محفوظ اور موجود ہیں حالانکہ تین سو برس تک انکے خاص گروہوں نے اپنی کوہستانی بود و باش کی فطرت کے خلاف مختلف ممالک کو تسخیر کر لیا تہا اور اسمیں ذرا بہی تامل نہیں ہے کہ دنیا کا ایک بہت بڑا حصہ ایک زمانہ میں خالص عرب فاتحین کے حیطۂ اقتدار میں داخل ہو گیا تہا۔ انکی سلطنت سرحد ہندوستان سے لیکر کنارۂ دریائے اوقیانوس (اٹلانٹک) تک پہیل گئی تہی جو ہر طرح سلطنت رومۃ الکبریٰ کی اس وسعت سے جسپر رومکو تمام دنیا کے حاکم اور قابض ہوجانے کا دعوے تہا اس حصے سے زیادہ وسیع تہی۔ مگر قدیمی اوصاف یعنے حمیت اور آتش مزاجی انمیں ویسی ہی موجود تہی حضرت اسمعیل کی نسبت عیسائی مورخین نے عمدہ خیالات نہیں ظاہر کیے ہیں مگر غور سے دیکہنے کے بعد یہ امر بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ وہ ایک نہایت ہی اعلے درجہ کی روحانی انسان تہے اور بمقابلہ دنیوی طرز زندگی اور نہایت بے تعلقی سے اپنا خاتمہ کر دینا یہی نجات اخروی کا اکمل ترین نتیجہ ہیں اور یہی باعث جو کچہ طرز تمدن کی خوش اسلوبی اور انسانی زندگی کی فانی آسایش کے طریقے دیگر حصص عالم میں موجود ہو گئی تہی وہ تقریباً مفقود تہے جو حضرت محمدؐ کا مولد اور مسکن تہا ہمیشہ فطرت کے رموز اور اصلی غرض خلقت انسانی کے ادراک کا جولانگاہ سمجہا جا سکتا ہے۔

کیونکہ وہاں سے ایک عام حالت اس رستہ کی نشاندہی کی پیدا ہوئی ہے جو خدائے قدیر کی یگانگی اور وحدانیت کے اثبات کے لیے مختص ہے۔ اور جبکہ اس امر پر بغور خیال کیا جائے کہ کس طرح ایک ایسی قوم کی دلوں میں ان برکات اور زندگانی اعتدال پسند کے طریقے کے قایم اور جاری رکہنے کو اسکے ہادی نے راسخ اور مستقل کر دیا تہا جو بالکل ہی جاہل اور وحشی اور اصول زندگی تہذیب سے مسلسل طور پر قطعاً ناواقف تہے تو ایک عجیب حیرت ایک تاریخ لکہنے والے پر طاری ہوتی ہے کیونکہ عرب کے عادات اور خصائل اور انکی وحشیانہ زندگی کی اگر تمام حالت پر لحاظ کیا جائے تو یہ کبہی یقین نہیں ہو سکتا کہ

خسرو پرویز شہنشاہ ایران کا وہ عظیم الشان ایوان جو سفید محل کے نام سے مشہور تہا اور جو گویا خزانہ ہائے بابل کے سامانوں سے معمور تہا اور جو مسلمان فیروزمندوں کے ہاتھ سے تباہ ہوا تہا اسکا ہر ایک کمرہ نہایت بیش قیمت جواہرات اور طلائی اور نقرہ آرائش اور زیب و زینت سے جگمگا رہا تہا۔ نہایت بیش بہا قالین اور خوبصورت کرسیاں اور تخت جو بالکل طلائی تہے اور جو اس ایوان میں بے شمار تعداد کے ساتہ موجود تہے وہ سب ایک ایک کر کے لوٹ لیئے گئے تہے ابوالفدا ایک نہایت مستند عربی مورخ نے اس کل سامان کی تفصیل اپنی کتاب میں نہایت شرح و بسط کے ساتہ کی ہے اور اسکے علاوہ اور مورخ نے بہی اسکی بابت اپنی مفصل تحقیقات لکہی ہے کہ جسقدر سامان خسرو پرویز کے محل شاہی سے مسلمانوں نے لوٹا تہا اسمیں سے صرف سونے کے ٹکڑوں کا تخمینہ تین ہزار ہزار ہزار تعداد میں کیا گیا تہا۔ اس محل کے وسط میں جو کمرہ تہا یعنے جو خسرو کی خاص نشستگاہ تہا یا جسے کمرہ تخت شاہی کہہ سکتے ہیں اسکا فرش ایک نہایت ہی گران بہا قالین مخملی کا تہا جو ساٹہ کیوبیٹ طول میں اور نوے فیٹ عرض میں تہا۔ اسکے علاوہ ایک حیرتناک سامان جو اس کمرہ میں موجود تہا ان تمام سامانوں سے زیادہ کسی مورخ کے قابل توجہ ہے جو سلطنت خسرو پرویز میں قیمتی سمجہی گئی تہے یہ سامان ایک قسم کے باغ کا نمونہ تہا جسمیں طلائی اور نقرئی درخت تہے اور انمیں پہل اور شگوفے سب جواہرات کے تہے طلسمی باغ خسرو نے اپنے نزدیک بہشت کی ہمشکل بنوایا تہا۔ قالین میں ہر جگہ طلائی کام تہا اور جابجا جواہرات جڑے ہوئے تہے مگر فیروزمندان عرب نے اپنی حملہ ایران کے زمانہ میں جب خسرو کے ایوان تختگاہ کو فتح کیا ہے تو قالین مذکور اور تمام تختگاہ کا سامان ایران سے مدینہ حضرت عمر بن الخطاب کے پاس بہیجا گیا جسے انہوں نے تمام مجاہدین اور اہل مدینہ کو تقسیم کر دیا تہا مگر اسمیں جسقدر تصاویر تہیں وہ بالکل محو کر دی گئیں تہیں۔

اور اس تمام فرش اور باغ اور سامان مذکور کی قیمت کا اندازہ اس طرح ایک مورخ کو ہو سکتا ہے کہ اسکی تقسیم شدہ حصص کی قیمت پر غور کرے جو اہل عرب نے تشخیص کی تہی۔ ایک مورخ اسلام لکہتا ہے کہ انمیں سے جو حصہ صرف حضرت علی ابن ابیطالب کو دیا گیا تہا اسکی قیمت

کہ اسقدر جلد اور اس خوبی کے ساتھ قوم کا ہر ایک قسم کا طریقہ زندگی بدلجائے گا۔ اور اسلیئے ہم سوائے معجزہ کے اس حالت کے نسبت اور کیا یقین کر سکتے ہیں۔ ۱۲ گبن مورخ عیسائی مولف کتاب زوال سلطنت رومۃ الکبری وغیرہ

بلیس ہزار درہم ہوئے تھے - اس تخت (سریر) خسرو پرویز کے علاوہ اسکا نہایت بیش بہا مل
اور اسکر شبہ مرصع بہی عربوں کے ہاتھ لگا تہا جسمین بڑے بڑے موتی اور یاقوت و زمرد نصب
تھے اور درفش کاویانی (قدیم نشان ایران) بہی جو بالکل مرصع تہا اس معرکہ مین فیروزمند
لشکر اسلام نے انہیں سے چہین کر مدینہ بہیجدیا تہا - یہ امر تحقیقات سے ثابت ہے کہ
یہ جسقدر جواہرات اور سونا چاندی ایران ساماں مین لگا ہوا تہا یا خسرو پرویز نے جس سے
اپنی ایوان تختگاہ کو زینت دی تہی نہایت پوسیدہ اور عظیم القدر خزاین بابل سے فراہم کیا
گیا تہا جو ابتدا مین خاندان نمرود و بخت نصر کے تحت مین تھے اور ایک معینہ زمانہ مین کیکاؤس
و دارا نے اسکو لوٹ کر اپنی دار السلطنت کو بہیجدیا تہا -

بہرحال وہ سب زمانہ گذر گئے اور اسوقت گویا کالدیا اور بابل کے ان مشہور خزاین و دفاین کا
خاتمہ ہمارے پیش نظر ہے ہم اگر سرزمین بابل مین موجودہ حالت کے دریافت کرنے کی غرض
سے گردش کرین تو نہایت مناسب طور سے یہ امور معلوم کر سکتے ہین کہ جیسے ان خزانون
کی لوٹ مار ہوئی ہے اور عام باشندگان بابل کی مال و دولت کو لوٹا گیا ہے خود وہاں کی
سرزمین گویا اپنے پہلوؤں میں ان خزانون یا زر و جواہر یا کسی قسم کی دولت کو اپنے پہلو میں
پوشیدہ رکہنا پسند نہین کرتی ہے -

اگرچہ بیشمار نسلین اور بہت سی صدیاں اس ملک کی تباہی و بربادی کو گذر گئی ہین لیکن اسوقت
تک کہودنے یا تلاش کرنے پر برابر چاندی و سونے کی ڈہیلے اور ٹکڑے اور سکے اور اکثر
جواہرات کی الیشیا سٹی سی فن اور قدیمی خراب شدہ شہر بابل کے کہنڈر مین سے جو شہر
سٹی سی فن کے قریب واقع ہے سنہ ۱۸۱۲ء مین جبکہ دریائے فرات نے اسکے ایک کنارہ کو
گرانا شروع کیا تہا اور دفعۃً ایک حصہ اس حصہ کہنڈر کا پانی مین گرا ہے تو ایک بڑی مقدار
طلائی و نقرئی ٹکڑوں کی دستیاب ہوئی اور بعد معمولی امتحان کے انکو پاشائے بغداد
نے لیکر قسطنطنیہ کو بہیجدیا تہا اسمیں صرف اور چہ سات سو اینٹین سونے کی جو ایک فیٹ لمبی
اور نصف فیٹ چوڑی تہی اسکے علاوہ ایک مٹی کا گہڑا بہی برآمد ہوا تہا جسمین سے دو ہزار
کے قریب اہل اشنیا کے وقت کے نقرہ سکے بہرے ہوئے تھے انمین سے ایک مناسب
تعداد مسٹر ریچ سابق ایجنٹ ایسٹ انڈیا کمپنی متعینہ بغداد نے اس زمانہ میں خرید لیے تھے
اور جسکو کچہ عرصہ ہوا کہ برٹش گورنمنٹ نے انکے ورثا سے مناسب قیمت پر مول لے لیا تہا اور

اسوقت وہ برٹش میوزیم (عجائب خانہ) میں محفوظ رکھے گئے ہیں شہر سٹی سی فن کے کھنڈروں میں سے دیسی باشندے مختلف اوقات میں سونے اور چاندی اور تانبے کے سکے پاتے رہتے ہیں جو ہمیشہ بغداد مین لاکر بہ قیمت مناسب فروخت کر دیتے ہیں اور اکثر دولتمند ترک اور اہل آرمینیا اور نیز جرمن اور فرانس کی کانسل جو یہاں مقیم ہیں ان دیسی اشخاص کو خاطر خواہ اجرت دیکر اس غرض سے بابل کے ان قدیم مقبرات اور کھنڈروں میں ہمیشہ بھیجتے رہتے ہین کہ وہ ان قدیمی سکون اور ظروف اور آلات کو تلاش کر کے لائیں اور یہ عام خیال ہے کہ انکے علاوہ اور بھی سلطنتیں ان کھنڈروں سے آثار قدیمہ اور اس قسم کی اشیا کی تلاش مین مصروف رہتی ہیں

شہر بابل کے آثار قدیمہ اور شہر سٹی سی فن وسلوشیا وغیرہ کی بابت قدیم مورخوں کی تحقیقات اور اُن آبادیوں پر ایک خاص ریویو جو سرزمین بابل پر چند صدیوں سے آباد ہوتے جاتے ہیں

اگرچہ تمام سرزمین بابل اور کالدیا میں کوئی قدیم مقام آباد نہین ہے تاہم اسکے حدود میں اہل اسلام نے نئی بستیاں بسائی ہیں جنمین سے قصبۂ حلہ اور اسکے اطراف مین مغربی جانب مشہور شہر جو تقریباً چھٹی صدی عیسوی سے اہل اسلام کی دینی پیشوا اعالی نسب بزرگان مذہب کی آرامگاہ ہین اسوقت سرزمین بابل کی حدود مین خاص آبادیاں سمجھی جاتی ہیں

مگر یہ نو آباد مقامات بھی اسبات کا ایک مستند نمونہ ہین کہ بابل کی سرزمین مین کیسے اندوہناک خونریزی سے یہ یادگارین قایم ہوی ہین اور جو اہل اسلام کے ایک عظیم الشان طبقے یعنی شیعوں کی جنہیں زیادہ تر باشندگان فارس شامل ہیں نہایت مستند زیارتگاہ ہین اور زیادہ تر وہی لوگ وہان جاتے اور اپنے مذہبی خیالات کی تکمیل کے واسطے بود و باش رکھتے ہین گو مذہب اسلام کے اور لوگ بھی وہان جاتے ہوں انہیں سے ایک مشہد علی (نجف اشرف) اور دوسرا مشہد حسین (کربلا) کے نام سے مشہور ہین۔ مگر جو لوگ اسبات پر نظر رکھتے ہین کہ بابل کی سرزمین

[illegible] سے ان سکون اور آثار قدیمہ کو باہر جانیکی ممانعت کردی ہے اور وہ اب بشرط دستیابی خاص قسطنطنیہ کے عجائب خانہ مین رکھی جاتی ہیں

ہر ایک آبادی خواہ قدیم ہو یا جدید صرف غارتگری اور خونریزی کا منظر ہے وہ تاریخوں سے اسبات کو بھی دریافت کر سکتے ہیں کہ اسلامی زمانہ میں ہی جسقدر مقامات نئے آباد ہوئے ہیں وہ بیشتر ان اور اندوہگین معرکوں کا نشان قایم رکھنے والے ہیں سب سے زیادہ اسبات ہمیں یہ تلاش اٹھانی لازمی ہے کہ وہابیتوں نے ان مقامات میں کیسی خونریزی اور بربادی کی تھی۔

سرزمین کالدیا کی قدیم تاریخ سراسر ان اخبارات سے معمور ہے جو انبیا کی پیشین گوئیوں سے مطابقت رکھتے ہیں کیونکہ اگرچہ مورخین اِس عظمت سے کامل طور سے اسبات واقف نہ تھے کہ وہ زوال پذیر ہوگی مگر یہ ضرور ہے کہ اگر اُنکے اقوال کا اندازہ کیا جاوے تو یہ صاف ثابت ہو سکیگا کہ وہ اپنے بیانوں میں اِس ملک کی زرخیزی اور تمول کا کسقدر شد و مد کے ساتھ حوالہ دیتے ہیں اور جن لوگوں کو پیشین گوئی کے ان جملوں سے واقفیت ہے کہ خدائے قدیر نے اُسکی یعنے بابل کی مخالفت میں کیسا وعید ارشاد فرمایا ہے اور نیز اہل کالدیا کی مخالفت کی بابت اُسکے مقدس الفاظ میں کیسا تہدیدی امر اظہار ہوا ہے وہ اگرچہ تین ہزار برس سے زیادہ اُسکی بربادی کے سلسلے کو گذر چکے ہیں لیکن اسوقت اُسکے زوال تدبیری کی قابلیت اور موجودہ تباہی کا اندازہ کر سکتے ہیں۔

سرزمین فالدیا (کالدیہ) کی تباہی اور نابود ہونے کا ایک طویل سلسلہ ابتک قایم ہے اور صدہا بلکہ بیشمار نسلیں گذر گئی ہیں مگر وہ بدستور تباہ اور بے نشان ہو رہی ہے۔ اہل کالدیا کی عظمت اور اُسکا جبروت بالکل صفحۂ دہر سے مٹ گیا ہے اور اُسکی سرزمین انسانوں اور اپنی قدیم عمارات سے ایسی بے نشان ہوگئی ہے جیسے اِسوقت ہم نہایت عبرتناک نظر سے دیکھ رہے ہیں۔

یورپ کے ایک نہایت نامی مورخ رودولف نے جسنے سنہ ۱۸۶۵ء میں اِس ملک کی سیاحت کی تھی تو وہ اِس سفر کا حال اپنے سفرنامہ میں لکھتا ہے کہ ملک مذکور بالکل افتادہ ہے اور اُسکی راہیں تمام

---

[1] حضرت علی ایک مشہور ہاشمی شاخ کے قریش سے تھے اور حضرت رسول عربی کے ایک نہایت پیارے صحابی اور اُنکے چوتھے خلیفہ ایک عظیم گروہ اہل اسلام کے نزدیک۔ اہل اسلام کی تمام تاریخوں سے ثابت ہے کہ آنحضرت (محمد) کے زمانہ میں اُنسے زیادہ کوئی ذی علم اور ماہر احکام قرآن سے نہیں تھا اور یہ بھی اُنکی خاص تصانیف سے ظاہر ہے کہ اُنکی تمام اقوال حکما اور اہل دانش کے ہم پلہ ہیں وہ تمام مسلمانوں میں آنحضرت (محمد) کو نہایت عزیز اور اُنکی خاص تربیت یافتہ تھے اور بیان ہے کہ اُنسے زیادہ کسی اور کو قرابت قریبہ نہیں تھی وہ آنحضرت (محمد) کے چچا زاد بھائی اور اُنکی نہایت پیاری بیٹی فاطمہ کے شوہر تھے۔ اکثر عمدہ قراین سے یہ امر دریافت ہوتا ہے کہ بوجہ زیادہ التفات آنحضرت (محمد) کے جو آپ کے ابتدائی صغر سنی سے اپنے وفات تک اُنکے حال

بقیہ نوٹ صفحہ ۹۵

وکمال بنجر اور خشک زار و خراب ہے کہ جسکے دیکھنے سے یہ یقین ہوتا ہے کہ اسپر کسی زمانہ میں گویا زراعت اور آبادی کا وجود ہی نہ تہا۔ مذکورہ مورخ کے علاوہ اور مورخ جو بابل کے کھنڈروں کی سیاحت کی غرض سے گئے ہیں اُنہوں نے بھی اِسی قسم کی اندوہ انگیز رائے اپنی تاریخوں میں لکھی ہے اور وہ بڑی تلاش کے بعد اپنے سفرناموں میں اِس انداز سے کو ظاہر کرتے ہیں کہ گو یہاں کسی زمانہ میں آبادی کا ہجوم یا کاشتکاری سامانوں کی بیحد فراہمی ہو مگر موجودہ حالت تو صاف یہ بتا رہی ہے کہ وہ تمام قطعہ زمین جہاں خاص شہر بابل آباد تہا اور جسکی وسعت ساٹھ میل کے احاطہ میں کم سے کم سمجھی جاسکتی ہے ایسا ویران اور ناقابل زراعت ہے کہ جسپر کسی طرح کا شتکاری ہونیکا زمانہ سابق کے واسطے گمان نہیں ہو سکتا ہے۔

ایک طرف تو اِس ملک کی اراضی یعنے مقام اُڈیس کی جانب جو اراضی واقع ہے اُسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس ملک کی جسقدر زمین ہے وہ ایک وسیع ریگ اور ایک نہایت غیر مسکونہ اور سر اراضی کا ہے جسپر کہیں کہیں جنگلی اونٹ کٹارے کی درخت اور بید مجنوں یا نرکلوں کے جھنڈ اور اسی قسم کی گھنی روئیدگیاں پائی جاتی ہیں اور دوسری جانب یعنے بصرہ اور بغداد کے مابین دریائے فرات کے کنارے پر منزلوں تک ایک نہایت ناقابل گذر ریگ کا میدان پایا جاتا ہے۔ ایسے باشندے جو اِس ریگستان میں ہیں تو اسکا انتظام صرف ستاروں کی رفتار پر ہوتا ہے۔ عام حالت کے لحاظ سے اِسوقت بابل کا ملکی سطح بالکل کھلا ہوا ہے اور ہموار ہے جو انسانی نگاہ کے سامنے ایک وسیع میدان کے منظر کے پُر رہا تہا بہت سے عالی رتبہ اہل اسلام حسد کرنے لگے تہے اور اِس باعث اُنکو ایک نہایت تنفر دشمنی اور شدید عداوت علی سے پیدا ہوگئی تہی بعض مورخین کا خیال ہے کہ ابتدائی اشاعت اسلام میں جن وسائل سے اسلام کو استحکام حاصل ہوا ہے انہیں علی کی کوششیں نہایت کامیابی کے انجام پذیر ہو رہی تہیں جو بڑے بڑے قریش اور یہودیوں کے سرداروں کی قتل و خونریزی کے بعد حاصل ہوئی تہیں اور اسیلئے اکثر اہل عرب اُنسے دلمیں عداوت رکھتے تہے اور اُنہی کی نسلوں نے ایک زمانہ میں موقع پاکر مسلمانوں کی صورت اور لباس میں ایک مخالف گروہ کی جمعیت کو اپنی شرکت سے اُنکے مقابلہ میں قوت دی تہی اور ایک عام مخالفت اُنسے پہیلا دی اور آخر اِسکا یہ انجام ہوا کہ ایک نہایت معمولی شخص نے اُنکو نماز کی حالت میں مجروح کیا اور اسی زخم سے اُنہوں نے اپنی قیامگاہ مقام کوفہ میں انتقال کیا اور اُنکی وصیت کے بموجب کوفہ سے کسیقدر فاصلے پر دفن ہوئی اُنکے معتقدین اور خاص پیرو اسمقام کا بہت

کے طور پر پیش ہوتا ہے اور جسمیں اسطرف اور اسی جانب نیم تربیت یافتہ جنگلی اونٹوں کی قطاروں کے سوا اور کچھ بھی نہیں نظر آتا ہے اور اس نہایت قطع اراضی میں کہیں کہیں موجودہ زمانہ کے جنگلی نباتات کا وجود پایا جاتا ہے باقی تمام کفدست میدان ہے ایک مؤرخ اسکے درمیانی زمانہ کی حالت جبکہ سلطنت عباسیہ ان اطراف میں قایم تھی حسب ذیل بیان کرتا ہے (بغداد کی دیواروں سے دور تک لیکن جسقدر قطعہ زمین ہے وہ بالکل اوجڑا اور ریگ زار اور اُفتادہ ہے اور اسکی یہ حالت ہے کہ اس تمام قطعہ اراضی میں کسی قسم کی ترکاری یا کسی سبزی کا ایک پتہ اوگا ہوا نظر سے نہ گذریگا جسوقت مسافر بغداد کے دروازوں سے گذرتا ہے تو بالکل خشک زمین کا ایک مجموعہ اسکے پیش نظر ہوتا ہے یا ایک ایسا سطح زمین جو بالکل غیر مزروعہ سطح اور ہموار ہو سمجھا جا سکتا ہے۔ وہ تمام ملک جو بغداد اور دجلہ کے مابین واقع ہے بالکل مسطح اور غیر مزروعہ ویرانہ ہے۔ زمانہ قدیم کے مختلف حالت پر لحاظ کرنے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اس قطعہ زمین میں کسی زمانہ میں بیشمار نہریں جاری تھیں جنسے اس ملک کی شادابی اور سرسبزی دنیا میں بطور نظیر بیان کی گئی ہے مگر اب وہ بالکل خشک اور ایک نہایت عبرتناک ویرانی کا منظر ہیں اسکے وسط میں ایک عظیم مقدار کے ساتھ تمام زمین مٹی کے کھنڈروں اور گویا اُٹھی ہوئی قطعات آبادی سے میلوں تک روپوش ہے اور کوسوں تک سوائے ٹھیکروں اور سنگریزوں اور اینٹوں کے ڈھیر کے اور کچھ بھی نہیں دکھائی دیتا ہے ہر طرف اس قدیم اور مشہور آبادی کے پامال شدہ اور برباد یافتہ قطعات کے منظر نگاہ کے سامنے عبرت دلانے کے واسطے پیش ہوتے ہیں۔ اسوقت ان قطعات اراضی میں جو بالکل بنجر یا ویران ہیں کہیں کہیں قبیلہ زبید کے عرب مستعار سکونت رکھتے ہیں اور اسکے سوا جہانتک نظر کام کرتی ہے ایک برباد شدہ ریگستان دکھائی دیتا ہے۔

بقیہ نوٹ صفحہ ۹۶ سے۔ ادب کرتے ہیں انھوں نے اس مقام کا نام مشہد علی کہا ہے اور اسکا اصل نام نجف ہے ۱۲ طبیث وغیرہ مورخین۔ ۲ مشہد حسین (کربلا) کی آبادی کی بنیاد سنہ ۴۰ ہجری کی آخر یعنے چھٹی صدی عیسوی کے آخر میں قایم ہوئی حسینؓ جو رسول عربی کے نواسے تھے سنہ ۶۱ کو یہیں انکو اسی گروہ کی ایک خونخوار فوج نے قتل کردیا جو ہمیشہ علی رضہ سے مخالفت کرتی رہتی تھی خبیث وہابی گروہ کی نمود محمد عبد الوہاب نجدی کی سرغنائی سے ہوئی ہے اسنے تقریبا سترہویں صدی عیسوی کے وسط میں نجد سے نکل کر اپنی ایک بڑی جمعیت رفقا کے ساتھ عہد سلطان محمود خان عثمانی میں حجاز و عراق پر حملہ کیا تھا اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں سخت لوٹ مار کی اور اسکے بعد سرزمین عراق عجم میں خونریزی کا بازار گرم کیا۔ اور مسلمانوں کے ان مشہور مقامات کربلا و نجف کو تاخت و تاراج کیا اور ہزار ہا آدمی قتل کیے تھے ۱۲

جہان صرف اہل عرب اکثر آمد و رفت رکہتے ہین تاہم انہیں سے بوجہہ نہایت ایذا رسان طور پر اس پامال شدہ مجموعہ ویرانی کے واقع ہونے کے جو شخص اسطرف گذرتا ہے اسکو ایک دشمن کی نگاہ دیکہتا ہے۔

جنگلی چوپائے اور مختلف قسم کے موذی درندے اِس سرزمین میں جو ایک زمانہ مین قطعہ جنات جلال کے نام سے مشہور تہے اسوقت بود و باش رکہتے ہیں اور بجائے انسانی فرمانروا کے جنگلوں کا بادشاہ ابو الحارث ان ویران شدہ مقامات میں آرام حاصل کرتا ہے جسکے باعث تمام مسافرین کو اسمین گذرنے اور آمد و رفت سے ایک ہیبت اور دہشت طاری ہوتی ہے۔ تمام قطعہ کو اول سے آخر تک بالکل ناقابل بود و باش انسان ہے اور بلکہ آمد و رفت کے بہی ناقابل ہے۔ اور جو دو زمانہ مین اہل بابل کے دہ دو تین سو احاطے جنمیں غلہ جمع ہوتا تہا اگرچہ لاآبود ویرانہ اِس سرزمین میں موجود ہیں اور حال کی ملاحظہ کیفیت سے ایک سیاح کو عجیب افسردگی پیدا ہوتی ہے بالخصوص جبکہ اِن مقامات پر نظر پڑتی ہے جہاںسے نہروں کو آجکل کے زمانہ میں بدستور سابق جاری کرکے کوئی عمدہ اور قابل اطمینان فائدہ حاصل کر سکتے ہین۔

ایک انگلشمین کپتان لگتان جسنے پاپیادہ اِس تمام سطح ملک کے گشت اور سیر و سیاحت کی ہے اور جو صرف ایک دن مین چالیس کے قریب تعداد میں اِن قدیم چشمہائے آب کے مخزنوں کو عبور کر گیا تہا لکہتا ہے کہ (اس ریگستان کی مٹی ایک قسم کا سخت ہنڈول ہے جسمین ریگ ملا ہوا ہے اور جسپر کوئی انسان بغیر سخت تکلیف اُٹہائے پیدل نہیں چل سکتا ہے۔ یہ مٹی دوپہر کے وقت دہوپ کی شدت کے باعث بے حد گرم ہو جاتی ہے اور جسپر وحشی جانور بہی راستہ چلنے میں اسوقت رک جاتے ہیں۔)

وہ اشخاص جو ان ریگستانی جنگلوں سے گذرنیکا ارادہ رکہتے ہیں ہمیشہ گہوڑوں کی پشت پر اِس خطرناک راستہ کو طے کریں اور اُنکو بہ نسبت پیادہ روی کے اِس قطعہ زمین میں اِسطرح نہایت آسانی ہو سکتی ہے۔ افسوس جس مقام پر کسوف و خسوف کے حالات دریافت کرنے کی غرض سے اول اول دنیا میں رصدگاہ قایم کی گئی اور جہاں منجموں نے ستاروں کی حرکات کے دریافت میں نہایت اعلے درجہ کی معلومات حاصل کیے تہے اِسوقت اُسی وسعت آباد ارض کی یہ حالت ہے کہ تمام دیسی باشندے جو اِس قطعہ پر گذرتے ہیں تو جسطرح افریقہ کے ریگستانوں کا حال ہے اور جیسا بغیر قطب نما کے سمندر میں راستہ طے کرنا ناممکن ہوتا ہے سرزمین کالدیا کے ویران قطعات

سیاروں کی گردش کے ذریعے طے کرتے ہیں اور جس ملک میں زراعت اور کاشتکاری کی استقدر ترقی ہوئی تھی کہ جسکی نظیر ابتک نہیں ملتی ہے اور جہاں ایک شہر میں حاکم کی طرف سے دو سو نہایت ہی وسیع انبار خانہ غلہ کی فراہمی کے لیے بنے ہوئے تھے اب اسی جگہ صرف ایک نہایت وسیع اور غیر مزروعہ مہیب ویرانہ نظر آتا ہے دریائے فرات کی دھار بجائے اسکے کہ اس سے یہ ملک سرسبز نظر آتا جیسا کہ زمانہ سابق میں تھا اب بابل کے شہروں اور قصبوں کی جگہ ایک عجیب ویرانہ منظر کا محافظ بنگیا ہے اور نہایت دور سے ان مشہور مقامات بابل سٹسس سبا زرسیا۔ فیوجبرہ۔ ستنیڈیا کے قدیم آثار تعمیرات کو پیش کرتا ہے۔ اس قطعہ ارض کے دہنے بازو کا ایک طویل سلسلہ جو کہنڈرے کے طور پر یا ٹیلوں کے مجموعہ کے ہمارے سامنے آتا ہے یہ نہایت قدیم آباد شہر آرٹیما یا دستغیراد کی قدیم آبادی کے کہنڈروں کو نہایت عبرت کے ساتھ دکھاتا ہے۔

بابل قدیم ہی نہایت سرسبز اور دلفریب اور خوش منظر معلق باغ و گلزار اسوقت سبزہ خودرو کا منبت ہیں اور ایک اسکے علاوہ ایک طویل سلسلہ ٹیلوں کا جو قدیم سڑکوں اور راستوں کے نشانوں سے شروع ہوتا ہے شاہی محلات کو اپنی دامنوں میں چھپائے ہوئے ہی نہایت وسیع پہیلا ہے نامور عمارت بابل ہوتا تہا کے چاروں طرف بلند ہیں اور انکی حالت شاخ در شاخ ایک سیاح کی نظر میں عجیب عبرت پیدا کرتی ہے۔ اسی سرزمین میں ایک موقع پر شہر آباپوتیا کی آبادی کی یہ یادگار ایک دیوار باقی رہگئی ہے جسپر ساتہ برج تعمیر ہیں۔ اور ایسا ہی شہر سلوشیا کی ابتدائی رونق اور سرسبزی معدومیت اور ویرانگی کے ساتھ بدلگئی ہے۔ اس قطع زمین میں کوئی بھی سادہ اور مسطح عمارت باقی نہیں ہے بلکہ تمام ملک میلوں تک بیشمار خراب شدہ سامان تعمیرات کا ذخیرہ معلوم ہوتے ہیں۔ دریائے فرات کے محاذی کنارے پر جہاں شہر ستی سی فن آباد تہا علاوہ دیواروں کے ٹکڑوں اور ٹوٹے ہوئے اینٹوں کے ڈہیر کے اور باقیماندہ قدیم عمارات کے جو لاکہوں من مٹی کے نیچے دبے ہوئے ہیں اسمقام پر ایک نہایت عبرتناک نمونہ آثار قدیمہ کا نظر آتا ہے جو اسوقت تک بربادی سے بچ رہا ہے یہ ایک عمارت کا نہایت عظیم المقدار ڈہیر یا مجموعہ ہے اسمیں ابتداءً ایک دیوار پر نظر پڑتی ہے جو تین سو فیٹ لانبی ہے اس کی دیواریں چار نہایت خوشنما محرابین بنی ہوئی ہیں اور وسط میں جو بڑی محراب اس دیوار کی ہے وہ اسّی فیٹ طویل ہے اسکے قریب ایک ڈیڑہ سو فیٹ کا لنبا اور چوڑا برج

تعمیر ہے۔ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ مقام خسرو پرویز کا خاص دار العیش جہاں اسوقت ویرانی اور تباہی حکمران ہے ٹیسی فن کے کھنڈرات جہاں واقع ہیں وہاں تو گھاس کا نام و نشان بھی نہیں اور نہ ایک قطرۂ آب وہاں ملسکتا ہے۔ قدیم شاہ بابل کا محل جس مقام پر واقع تھا اسجگہ اب ایک بہت بڑا کھیڑا یا سلسلہ نہایت بلند ٹیلوں کا نظر آتا ہے جسکا احاطہ دو میل سے کم نہوگا یہ سلسلہ عمارت مذکور کی ویرانی اور بربادی کا ایک عجیب ہولناک منظر ہے کپتان لگتان لکھتا ہے کہ یہ ویرانی انگیز سلسلہ ان ٹیلوں کا اسقدر وسیع اور طویل اور پھیلاؤ میں ہے کہ چند مہینے صرف اسکی حالت کی تحریر اور طرز وضع اور ناپنے اور اندازہ عمارت میں صرف ہو جائیں جب بھی وہ مکمل طور پر نہ تیار ہو۔

یہ حال کالدیا کے بڑے بڑے شہروں کے نیست و نابود ہو جانیکا تھا جو اس مقام پر وقتاً فوقتاً آباد ہوتے رہے تھے جب یہ شہر اسطرح تباہ ہوئے ہیں کہ صحیح طور پر انکے ویرانوں سے انکا حال معلوم ہوسکتا ہے تو اور شہر جو انکے بعد آباد ہوئے ہیں تو انکا تو اتنا بھی نشان نہیں ہے کہ وہاں کوئی انکے وجود کا یقین کرسکے نہایت تازہ آباد شہر جو عہد خلفائے بنی عباس میں اس سرزمین پر آباد ہوئے وہ بھی سب ویران ہیں اور سوائے کھنڈروں کے انکی کوئی عمارت بھی سالم نہیں بچی ہے بغداد ثانی اگرچہ بڑے اہتمام سے آباد کیا گیا تھا لیکن دراصل قدیم بغداد کی شان و شوکت اسنے حاصل نہیں کی جو سلسلہ متفرق طور پر آباد ہوگیا ہے صرف حلہ ایک نہایت جدید شہر قدیم برباد شدہ آبادی بابل کے قریب ابتک موجود ہے اور جو اسکے باغ ہیں وہ بھی نیست و نابود نہیں ہوئے بغداد جسکا ذکر ہوچکا ہے مختلف صدیوں میں لوٹ مار اور بربادی اور غارتگری کا شکار بن چکا ہے یہ بھی زمانہ خلفائے عباسیہ اور اس سے پیشتر نہایت متمول اور زرخیز شہر تھا اور اسمیں شک نہیں کہ وہ پہلے کی نسبت اب نہایت کم آباد ہے اور مفلسی بھی ایک مرض ساریہ کی طرح موجود ہے حلہ کی تمام آبادی اسوقت صرف آٹھ و دس ہزار کے درمیان ہے ایک مؤرخ لکھتا ہے کہ اگر ہم حلہ کی باشندوں کو کسی صفت سے امتیاز کرسکتے ہیں تو وہ یہ ہے کہ یہاں کے اکثر باشندے قدیم اہل بابل کی اولاد اور نسل انمیں زناکاری اور حد درجہ فحش کا رواج ہے اور اسمیں شک نہیں ہے کہ یہ لوگ بہ نسبت اپنے ہمسایہ لوگوں کے نہایت شریر اور مسافروں کے ایذا پہنچانے میں مشہور و معروف ہیں اور اگرچہ اسقدر ہولناک اور عبرت انگیز بربادی انکے قدیمی ملک اور قوم اور سلطنت کی ہوچکی ہے مگر اس تمام گروہ میں کوئی بھی آثار انفعال اور اپنے کرتوتوں اور

شیطنتوں سے باز آنے کا نشان ابتک نہیں ظاہر ہوتا ہے اور نہ انہیں کسی قسم کی اصلاح اور انسانیت پیدا ہوئی ہے گویا نسلاً بعد نسلٍ یہ لوگ اپنی قومی شرارتین اور بدکاریان اور تمام دنیا کی برائیان اپنے ساتھ لیتے آئے ہیں دغابازی اور فریب اِس قوم کی خاص اور عمدہ صفات میں سمجھی جاتی ہے یہ لوگ بہ نسبت اپنے ہمسایہ اقوام کے اپنی اولاد کو رہزنی اور دغابازی سے انسان کو لوٹنے اور تباہ کرنے کے مشق کرایا کرتے ہیں عورتوں کی حالت مردوں سے زیادہ افسوسناک اور بدتر ہے اور انہیں کسی قسم کی تعلیم وتربیت نہیں ہے۔

تقریبًا ۹۰ برس کا زمانہ گذرا ہوگا کہ کالدیا کے یہ تمام قصبات وہابیوں کی نہایت سفاکانہ تاخت وتاراج سے برباد ہوئے تھے اور اِسیطرح ۱۸۲۳ عیسوی میں قصبہ شہربان کو کردوں نے حملہ کر لوٹ مار کر غارت اور ویران کر دیا تہا۔ برباد شدہ شہروں کے یہ آثار جو خواہ قدیم زمانہ میں برباد ہوئے یا زمانہ حال میں ایک سیاح مورخ کو سرزمین کالدیا سے بخوبی ملسکتے ہیں اور اِسوقت اُنکی بربادی کی تدریجی رفتار بالکل آخری منزل پر پہنچ گئی ہے اسلئے وہ نہایت حیرت انگیز اور دلفریب باغ جنہیں دریائے دجلہ سے آبرسانی کیجاتی تہی اور جو دنیا کی نہایت ہی دلکشا اور لاثانی خوشگوار منظر انہیں شمار کیے جاتے تہے تقریبًا اب بالکل نیست ونابود اور بے نام ونشان ہوگئے ہیں اور انکی جگہ میلوں تک یکہ ہی رنگ نظر آتا ہے اور تمام ملک جسمیں ایرانیون اور یونانیون اور رومیوں اور عربوں نے بڑے بڑے قصبے اور شہر اپنی نمود اور نام کے واسطے آباد کیے تہے اب وہ سب ایک ملبہ اور کوڑہ کرکٹ اور سنگریزوں کا ڈہیر نظر آتے ہیں اسموقع پر یہ خیال کرنا ضرور ہے کہ جب وہ شہر جو بحقیقت بارگاہ کبریائی کی بظاہر وارث تہے اور جنکی تباہی کی بابت بہی کوئی وعید پیشگاہ الٰہی سے صادر نہیں ہوا تہا ایسے برباد ہوئے کہ انکا نام ونشان نہیں ہے یا جو بالکل عبرت اور حیرت اور بربادی اور معدومی کا مرقع اور منظر ہیں تو ان خاص شہروں کے نیست ونابود ہونے سے جو اِسی زمین پر خاص اہل بابل نے آباد کیے تہے وہ کسطرح آباد رہسکتے تہے جنکی تباہی کی بابت ایک آسمانی فیصلہ اور ایک الہامی حکم عرصہ دراز سے نافذ ہو چکا تہا۔

زوال بابل کی نسبت پیشین گویون اور مورخین کی رائے

پیشین گوئیوں سے متعلق اور نہایت مسلمہ زوال پایہ شہر بابل اعظم کی نسبت جسقدر حالات ان تاریخوں میں لکھے ہوئے موجود ہیں وہ کسی شایق تاریخ کے واسطے ہر طرح کافی ہیں تقریبًا

سنہ ۱۸۰۰ عیسوی کے آغاز میں اِس ملک کا تھوڑا حصہ آباد تھا اور ایک بہت بڑے حصہ میں زراعت ہوتی تھی اور جب یہ مقام یعنی بابل برباد ہوا ہے تو اسکی جگہ سیلوشیا آباد ہوگیا جو درحقیقت بابل کے بعد ایک عظیم‌ترین شہر دنیا میں تھا مگر وہ بھی نہایت جلد برباد ہوکر ریگستان ہوگیا اور چوتھی صدی میں اِسکی دیواروں کی اِس غرض سے ازسرنو تیاری اور مرمت کی گئی کہ اسمیں جنگلی جانوروں کا رہنہ اور مسکن قرار دیا گیا تھا اور اِسوقت گویا سرزمین بابل جو انسانوں کا جنگل تھا جنگلی جانوروں کا مسکن اور شکارگاہ کے واسطے مختص کردیا گیا یہ شکارگاہ شاہان عجم نے اپنے سیر و تفریح کے واسطے بنوائے تھے اِسوقت بابل کا نام اِس سرزمین کی آبادی سے بالکل محو ہوگیا اور جب سے برابر زمانہ گذر رہا ہے کہ اِسکے نیست و نابود ہونے کی حالت سرگرمی کے ساتھ جاری ہے۔

عرصہ تک سارسینیس کا قبضہ رہا اور اسطرح اِسکی بربادی کی ہر ایک حالت اِس امر کی گواہی دیتی ہے کہ جسقدر اِس سرزمین پر واقعات گذر چکے ہیں وہ بالکل پیشین گوئیوں کے مطابق تھے زمانہ کیکاؤس یا کیخسرو میں جسقدر اسکی پامالی ہوچکی تھی اِسکی نسبت مورخین قدیم نے جو کچھ لکھا ہے وہ حال کے مورخوں کی تحقیقات سے کم عبرتناک ہے کیونکہ اِسوقت تک مسافروں نے جو سیاحت اِس سرزمین کی کی ہے تو اُنھوں نے اپنے سفرناموں میں ایسے حالات اور واقعات سابق کے نتائج لکھے ہیں جو سراسر اُن شہادتوں سے معمور ہیں کہ ایسے آباد قطعات کی بربادی اور پائمالی اپنی مختلف زبانوں میں کس دردناک طور سے ہوئی تھی۔ درحقیقت اِسوقت شہر بابل جو سلطنتوں کی عظمت کا زیور سمجھا جاتا تھا اب بالکل ایک ویران سطح ہے اور اِسکے قدیمی معبدوں اور مندروں اور محلات شاہی کا ذخیرہ اور ہجوم جس سے ایک زمانہ میں تمام شہر نہایت آباد اور ایک طلسماتی شہر سمجھا جاتا تھا اب کھنڈروں کا ایک طویل سلسلہ جنمیں سے بعض مقامات کی یہ حالت ہے کہ وہاں نہایت عبرتناک اور طویل سلسلہ جسمیں بڑی بڑی عظیم الشان عمارتیں چھپی ہوئی ہیں بہ نسبت ایک اتفاقی برباد شدہ ڈھیر کے ایک قدرتی اور اصلی پہاڑی کے مشابہ ہوگیا ہے۔

وہ رفیع عمارتیں جو شاہان بابل کے بیشمار خرچ اور لاکھوں غلاموں اور مزدوروں کی محنت شبانہ روزی سے عرصہ دراز میں تیار ہوئی تھیں اِسوقت بالکل ملبے اور کوڑے کرکٹ ٹوٹی ہوئی اینٹوں اور سنگریزوں میں دبی ہوئی ہیں

ان نہایت عبرتناک مٹی کے ٹھیکروں میں سے زیادہ تر صاف اور اپنی اصلیت کے ظاہر کرنے والے

دو بڑے ٹھیکرے ہیں اور جو خطوط متوازی ہیں بیس فیٹ تک چلی گئی ہیں اور بہری سے جو ایک نشان لوگوں کی گذرگاہونکا معلوم ہوتا ہے اس سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ یہ راستے ان مکانات اور سڑکوں کو گئی ہیں جو اسوقت مٹی کے ڈھیروں میں دبے ہوئے ہیں۔ یہ بابل کی سڑکوں کی حالت بیان ہوئی ہے جو دروازوں کے اندر سے جاتی ہیں اور جو اسوقت بلند ٹیلوں کے بظاہر نظر آتے ہیں اسیطرح بعض مقامات میں دو سوکھے بے آب نالوں اور تین ٹھیکروں کا منظر ہے جو خطوط متوازی میں دور تک چلے گئے ہیں انمیں وسطی درمیانی ٹیلہ بہ نسبت اور دو ٹیلوں کے نہایت چوڑا اور کشادہ ہے اور اگر یہ خیال کیا جائے کہ وہ دونوں ٹیلے برابر برابر دو راستے بنائے گئے تھے تو درمیانی ٹیلہ مکانات کی ایک قطار ہے جو ہر ایک مقام پر دو حصوں میں تقسیم ہوگیا ہے جسمیں بود و باش کی دو منزلہ مکانات مع چار دیواری اور دروازوں کے بنے ہوئے تھے یہ بد اسلوب ٹیلے اور ٹھیکرے کھنڈروں اور ان خرابات کا مجموعہ ہیں جو اسوقت ہمارے نگاہ کے سامنے گذشتہ یادگاروں کو پیش کرتے ہیں۔

بیلس (بعل) مندر سے لیکر اور دور رفیع الشان شاہی مکانات اور چند سڑکیں اور بعض معمولی عمارتیں سب ملبہ کا ڈھیر نظر آتی ہیں اور یہ کھنڈروں کا مجموعہ جو ایک مسلسل درجہ وار سلسلہ ٹیلوں کا ہے چھوٹے چھوٹے پہاڑوں کے مثل ہوگیا ہے اور انکی بلندی اسی حالت پر شاید پہنچ پہنچی ہے بابل درحقیقت بالکل زوال پذیر اور بے نام ونشان ہوگیا ہے اور اسطرح بے نام نشان ہوا ہے کہ اگر کوئی سیاح اسکے کھنڈروں کے ایک جانب کسی بلند مقام پر کھڑا ہوکر اسکے متعدد متوازی ٹھیکروں اور انکے درمیانی گذرگاہوں پر نظر ڈالے یا کسی وقت ان باقیماندہ سڑکوں یا نالونکا اندازہ کرے تو وہ یہ امر سرسری طور پر نہیں معلوم کرسکتا ہے کہ یہاں کس مقام پر بازاریوں اور تماشائیوں کا ہجوم رہتا تھا اور کہاں آب روان نہروں میں لہراتا تھا بہرحال یہانتک بابل کے زوال کی حالت ہمکو اسوقت نظر آتی ہے کہ اب اسکے کھنڈر اور ویرانے اپنی حالت موجودہ میں کوئی تبادلہ نہیں کرسکتے وہ زوال جسنے بیشمار صدیوں سے اپنے پنجے اس قلمرو میں جما دیئے ہیں اب اس سرزمین کے اجزا کا حصہ ہوگیا ہے اور اسکے باعث بابل کی ہر ایک ناموری اور خوبصورتی تمنائی اور تمام عمارتوں کی بنیادیں بالکل نابود ہوگئی ہیں اور اسکے ویرانوں کو بھی ایک حال پر قرار نہیں ہے اسکے محلات مندر وسیع راستے اور عام مکانات بالکل گر پڑے اور جو گویا بالکل ایک نہایت ہی عبرتناک اور اندوہگیں ملبے میں مدفون ہیں

اور بابل کا منظر اگر کسی خاص مقام سے دیکھا جائے تو وہ بالکل بربادی اور پامالی کا ایک نہایت صحیح مرقع معلوم ہوتا ہے۔ اسکے ٹیلے اور ٹوٹے ہوئے کھنڈروں اور متعدد ٹھیکروں سے ایک مورخ کی آنکھوں کے سامنے یہ امر بطور تصویر موجود ہو جاتا ہے کہ گویا اسمیں تمام عمارت مدفون کر دی گئی ہے اور بابل ایک نہایت ہیبتناک قبرستان کا نمونہ معلوم ہوتا ہے اور اسکے ویرانوں کو بھی ایک حال پر قرار نہیں ہے۔ اسکے محلات، مندر، وسیع راستے اور عام مکانات بالکل منہدم ہو کر گر پڑے ہیں اور جو گویا ٹیلوں تک ایک ہی بربادی کے منظر ہیں انسان کے دلکو عبرت کا شکار بنا دیتے ہیں اور بابل کا منظر اگر کسی خاص مقام سے دیکھا جائے تو وہ بالکل بربادی اور پائمالی کا ایک صحیح مرقع معلوم ہوتا ہے۔ اسکے ٹیلے اور ٹوٹے ہوئے کھنڈروں اور متعدد ٹھیکروں سے ایک مورخ کی آنکھوں کے سامنے بطور تصویر یہ امر پیش نگاہ ہو جاتا ہے کہ گویا اسمیں تمام عمارت مدفون کر دی گئی ہے۔

"بابل کو ملبے کا ڈھیر بنایا جائے گا"

یہ فقرہ توریت میں ارشاد ہوا ہے جو نہایت صحیح طور سے اسوقت تک پورا ہو رہا ہے۔ مسٹر ریچ ایک انگلستانی سیاح اور اسکے علاوہ اور بھی مورخین مثلاً پورٹر وغیرہ اپنے سفرناموں میں یہ نہایت رنج و اندوہ کے ساتھ ذکر کرتے ہیں کہ ایک بہت بڑا قطعہ ان کھنڈروں کا اس قسم کا ہے جو سات گز کا لمبا ہے اور تقریباً اسیقدر عریض ہے اسکی حالت سے یہ امر ظاہر ہے کہ مزدور اور معمار لوگ یہاں سے اینٹیں کھود کر لیجاتے ہیں اور ملبہ کا ڈھیر اونچا کرتے جاتے ہیں اور ہر روز جہاں سے یہ اینٹیں وغیرہ مزدور لوگ کھود کر نکالتے رہتے ہیں اس مقام پر ایک نہایت عمیق نالہ ہو گیا ہے اور اسکا بالائے حصہ جو بطور خود ایک ایوان تھا اب اسطرح نمودار ہے کہ گویا ایک بڑے احاطہ میں کوڑے کرکٹ اور سنگریزوں کا ایک ڈھیر جمع کر دیا گیا ہے۔

جلو خانہ نمرود

درحقیقت بابل کی سرزمین میں یہ ایک ایسی شاہی عمارت تھی جسکی نظیر ابتک دنیا میں نہیں تعمیر ہوئی ہے یہ جلو خانہ بطور خود ایک بہت بڑے رقبہ کے اوپر محیط تھا ایوان شاہی ہے جہاں نمرود اور اسکے بعد مختلف شاہان بابل قیام رکھتے آئے تھے آخر کنارہ عمارت تک اس جلو خانہ میں اکیس صحن تھے اور ہر صحن ہزار گز یا کچھ کم تین ہزار فٹ مربع کے عرض

طول میں تہا مورخین قدیم کا قول ہے کہ اس جلوخانہ کے ہر صحن میں ہر وقت پانچہزار سوار و پیدل عہد نمرود میں مسلح اور کمربستہ موجود رہتے تہے۔ ایوان شاہی سے لیکر جہاں جلوخانہ کی حد تہی ایک صحن کے بعد ایک نہایت رفیع الشان و سنگین دروازہ بنا ہوا تہا جو دراصل ایک بڑی عمارت کا حکم رکہتا تہا۔ اور ایوان شاہی سے جلوخانہ کی آخر تک صرف دو دیواریں ہی نہیں تہیں بلکہ انہیں نہایت مستحکم کوٹھریاں اور کمرے شاگرد پیشہ اور سپاہیوں اور سرداران حاضر باش کے قیام اور آرام کے واسطے بنی ہوئی تہیں۔ ہر ایک دروازہ جلوخانہ کی بلندی کا اندازہ ۱۲۰ فیٹ تک کیا گیا تہا جو اس زمانہ کی سنگتراشی اور نہایت ہی اعلے درجہ کی منبت کاری کا ایک حیرت انگیز نمونہ تہا اور ہر ایک دروازہ میں پیتل کے نہایت وبیز کواڑ لگے ہوئے تہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم سے شکست و ہلاکت نمرود کے بعد اگرچہ اس جلوخانہ کی حالت کچہ عرصہ تک خراب رہی لیکن چند صدیوں کے بعد بخت نصر نے اپنے عہد میں اسکی مرمت از سر نو کرادی تہی اور قصر نمرود اس ایوان شاہی کا نام تہا جس سے یہ عظیم الشان جلوخانہ متعلق تہا ان صحنوں میں علاوہ بڑے سرداران فوج اور عمائد سلطنت کے جو ہر وقت موجود رہتے تہے نمرود کی سواری کے واسطے بہی بہت بڑا سامان جلوس و جاہ و حشم حاضر رہتا جو بالکل مطلا اور اکثر مرصع آلات حیرت انگیز کا ذخیرہ سمجہا جا سکتا تہا ہر ایک صحن میں بعض مورخین کے نزدیک خود نمرود کی سنگین تصویر ایک بلند مقام پر نصب کی گئی تہی جسکی پرستش تمام طبقات انسانی میں بڑے خلوص اور شد ومد سے ہوتی تہی۔ اسکے علاوہ اکثر معاملات ملکی و فوجی جو ہر صحن کے حاضر باش سردار کے متعلق ہوتے تہے یا وہ اس تصویر کے سامنے فیصلے کیواسطے پیش ہوتے تہے اور بعد تمام واقعات کی تفصیل کے وہ بت اگر اسکو کسی امر کا انصرام منظور ہوتا تو سر ہلا دیتا تہا ورنہ خاموش اور اپنی اسی حالت پر رہتا تہا اس عجیب خواص کے مشاہدہ سے تمام اہل بابل میں نمرود کی شبیہ سنگی کو بت بزرگ کہتے تہے اور تمام اہل کالدیا اور ایسیریا اس سے منتیں مانتے اور نذر بھینٹ اسپر چڑہاتے تہے مورخین قدیم کی یہ رائے ہے کہ نمرود کی بت کی یہ حالت کسی خاص طریقہ مسمریزم کے استعمال سے مستحکم ہوگئی تہی اور قوت مقناطیسی سے اسمیں کوئی خاص اس قسم کا تصرف کر دیا گیا تہا اور ایک گروہ اسطرف بہی گیا ہے کہ لوگ اسکے عہد میں عمدگی اور اطمینان اور وقعت و وقار کے ساتہ اپنی زندگی بسر کرنی چاہتے تہے جو وہ زیادہ تر شیاطین اور خبیث ارواح سے ملاقات اور رسم و راہ رکہنے میں پر منحصر جانتے تہے لہذا نمرود کے بت میں بہی ایک سلسلہ آمد و رفت ارواح کا قایم ہوگیا تہا۔ کہ ان

لوگوں کے اعتقادات میں حیثیت سے ایک خاص درجہ استقلال پہ قایم جانکر نمرود اور دیگر سرداران کالڈیا اور صابئین کی نسبت یہ مشہور ہے کہ انکے سحر میں اسقدر قوت اور غلبہ حاصل ہے کہ ایسے ایسے عجیب عجیب کرشمے انکی روزانہ مشق مین داخل رہتے تھے۔ قصر نمرود جسکا بہت بڑا حصہ اسوقت تک کھنڈروں کی حالت مین موجود ہے بالکل سونے اور چاندی کے پتھروں اور نہایت آبدار اور چمکیلے جواہرات سے ڈھکا ہوا تھا اور اسکے بالائے کنگرے پر نہایت اعلے درجہ کی زینت و زیبایش صرف کیگئی تھی ایک مورخ لکھتا ہے کہ جہاں نمرود کا تخت بچھا ہوا تھا دو دو فیٹ تک زمین مین سونا چاندی گلا دیا گیا تہا۔ اور اسکے تختگاہ کے ایوان کے پردے بالکل مرصع اور سنہری اور روپہلی کام کے تھے جنکے جہالروں میں بیشمار موتی ٹنکے ہوئے تھے اسوقت برباد شدہ سرزمین بابل میں یہ ایک حیرتناک امر ہے کہ نمرود کی خاص نشستگاہ کا حصہ ابتک بہت کچھ محفوظ ہے گو اسکی چارطرف ملبے اور کنکریوں اور سنگریزوں کے انبار بلند و پست ٹیلوں کی صورت میں دور تک احاطہ کیئے ہوئے ہیں۔ خاص جلوخانہ کی صحن اکثر مقامات پر ملبے اور مٹی سے معمور ہے نمرود کی سزایابی کی روایتیں الہامی کتابوں میں مفصل موجود ہیں اور خصوصًا توریت میں حضرت ابرہیم اور شاہ مذکور کے باہمی مباحثوں اور مناظروں کا جسقدر بیان ہے انکی تصدیق اسوقت نمرود کی اکثر ان تعمیرات سے بخوبی ہوتی ہے۔ قصر نمرود۔ جلوخانہ نمرود۔ برج نمرود اور وہ الاؤ کا مقام جہان حضرت ابرہیم آگ میں ڈالے گئے تھے اُس زمانہ کے ایسے آثار ہیں جو گویا تمام واقعات گذشتہ کو ہروقت انسان کی نگاہ کے سامنے مجسم پیش کرتے رہتے ہیں قصر نمرود بطور خود کئی میل میں تعمیر تہا اور اسکی بلندی اسقدر تہی کہ بعض مورخ بیان کرتے ہیں کہ مزدور سامان تعمیرات لیکر اوپر پہنچتے تھے وہ پانچ گھنٹے میں بذریعہ آلات جرثقیل کھینچے جاتے تھے۔ گو یہہ روایتیں وضعی ہوں تاہم یہ ضرور ہے کہ یہ ایوان اپنے زمانے میں بے انتہا خرچ اور مزدوروں کی ایک کثیر تعداد کی محنت سے تعمیر ہوا تہا۔ بعض مورخین لکھتے ہیں کہ نمرود نے یہ قصر عجیب اسقدر بلند بنوایا تہا کہ اپنا موجودہ فانی جاہ و ثروت بندگان الٰہی پر ظاہر کرے اور جسقدر خودی اور خودپرستی کے جذبات اسکی روح پر محیط تھے وہ سب ایسے تعمیرات کو اپنے شکوہ اور عظمت خیالات و زندگانی نمرود کا ایک خاص سبب ثابت کرتے تھے اور بعض کی رائے میں نمرود نے یہ قصر اسلیئے بنوایا تہا کہ خدائے ابرہیم سے اس ایوان کے سبب سے اوپر کی چہت پر کہڑے ہوکر مقابلہ کرے جسکا اسی نہایت ہی ذلیل جسارت اور گستاخی کا ایک نتیجہ نجس اور نمرود کی شکل کا فر

کو بہت ہی جلد ثمرہ ملگیا۔ اور نہایت ہی تھوڑے زمانہ میں اسکی خود پرستی خاک میں ملگئی اور جسقدر اسکے جاہ و حشم کے سامان اور نہایت عظیم الشان مکانات تھے وہ بالکل پائمال اور تقریباً نیست و نابود ہو کر صرف وحشی درندوں اور موذی جانوروں اور حشرات الارض کا مسکن ہوگئے۔

بابل کی بربادی کی واقعات اور پیشین گوئیوں سے مطابقت

یہ امر چند بار بیان ہوچکا ہے کہ تمام قدیمی سرزمین بابل عام طور سے ایک عبرتناک ملبے اور مٹی کے وسیع کے وسیع ڈھیر اور ٹیلوں سے اسوقت چھپی ہوئی ہے اور اسکی شوکت قدیم یک قلم معدوم ہوگئی اور یہانتک معدومیت اسپر مسلط ہے کہ تلاش کرنیوالے اسکے کھنڈروں میں پرانی اینٹیں تلاش کرتے ہیں اور بعض مقامات پر انکا بھی پتہ نہیں ملتا ہے۔ سرزمین بابل اسوقت ایک پتھریلی زمین ہے جو ہر ایک کامیاب فاتح کے ہاتھ سے برباد ہونے کو تیار رہی ہے کپتان میگنان ایک انگلشمین سیاح بابل کے ٹیلے کی نسبت حسب ذیل چشمدید حال لکھتا ہے کہ یہ ٹیلہ جو نوّے گز چوڑا اور ۴۵ گز بلند ہے بالکل محل شاہی کا وسطی حصہ ہے اور جسمیں اور معمولی ٹیلوں میں کوئی بھی فرق نہیں ہے۔ اسکی زمین بالکل صاف اور ایک جابجا راستہ میں ہو کر اوپر تک چلی گئی ہے اور نہایت معمولی نگاہ سے یہ امر دریافت ہوتا ہے کہ زمین مذکورہ بالکل سامان تعمیرات اور مصالحہ عمارت سے خالی ہے بعضے مختلف اوقات میں اس ٹیلے میں سے اینٹیں اور چونا اور پتھر کھود کر نکالے گئے ہیں اس مقام پر کوئی عمارت باقی نہیں ہے صرف یہاں ایک گنبد نما پہاڑی نظر آتی ہے جسکی زمین ٹوٹی ہوئی اینٹوں اور سنگریزوں سے مرکب ہے اور یا کسی کمہار کا آوا ہے جسمیں سراسر سرخ راکھ۔ رال۔ شیشے کے ٹکڑے۔ گھونگھے اور سیپی کے ٹکڑے اور اسی قسم کے ناکارہ اشیا جو کسی نہایت ہی محتاج آدمی کے کام کے بھی نہیں ہیں اسمیں بھرے ہوئے ہیں ۱۸ صدی کے آخر میں ایک مسافر نے قدیمی بابل کے آثار قدیمہ پر عبور کیا لیکن ان مقامات کی معدومیت کی یہ حالت تھی کہ ان مقامات سے اسکو بالکل آگاہی نہیں ہوئی کیونکہ مزدور اور وہ لوگ جو اینٹوں اور ہر قسم کے مصالح کو کھود کر انمیں سے نکالا کرتے ہیں وہ عرصہ دراز سے انہی مقامات کو کھودتے رہتے ہیں جہانسے پہلے انکو یہ دستیاب ہوچکا ہے اور اسلیئے یہ کھودے ہوئے مقامات عمیق گڑھے کے مثل ہوگئے ہیں جو ایک خاص نہر نہیں جبکہ فرات میں سیلاب آتا ہے یہ بطور کنڈ کے ہوجاتے ہیں اور اسوجہ سے کوئی تیز کسی سیلن کو اپنا

ی نہیں ہوسکتی ہے کہ سابق مین یہاں کس قسم کی عمارت موجود تہی اور ہر حصہ تک یہ گڑہے اور
گرچہ سالہاسال گذرجاتے ہیں خشک نہیں ہوتے ہیں اسکے علاوہ اور بہی صدہا مقامات ایسے
موجود ہیں جہاں عربوں نے خزانوں کی تلاش مین زمین کہودکر بڑے بڑے عمیق گڑہے
ڈال دیے ہیں۔ اکثر سب گڑہوں میں پانی ہی بہرا رہتا ہے۔ ان ٹیلوں کی سطح جو بابل عبرتناک
یادگار قایم کرتے ہیں ایک عجیب اندوہگین مرکب تعمیرات کی بربادی کا منظر ہے جسمین زیادہ تر
حصہ خشک ریتلی مٹی کا ہے اور ان تمام کہنڈرون اور انسانی بود وباش کے مقامات پر سوائے
خاک کے اور کچہ بہی نہیں نظر آتا ہے۔

کپتان میگنان لکہتا ہے کہ جسوقت میرا پاؤں اُس جگہ برباد شدہ عمارت کے ملبے اور خاک پر پڑتا
تہا تو خاک میں دہنس جاتا تہا اور مین اس منظر پر جو میری نگاہوں کے سامنے اس زوال پذیر
قطعہ ارض پر واقع ہے سوائے خطرناک ہستی کے اور کوئی مکمل خیال نہیں ظاہر کرسکتا ہوں۔
اس پیشین گوئی کے بموجب کہ (تو خاموشی قیام اختیار کر اور تاریکی مین مقیم ہو) اس باعظمت
حکمرانوں کا عہد اور انکے یادگار ایسی خاموشی کا منظر ہے کہ گویا بالکل شہر خاموشان کا نمونہ
معلوم ہوتا ہے۔ پس سچ تو یہ ہے کہ اسوقت شہر بابل خاموشی کا ایک نہایت حیرت انگیز منظر
اور عزلت گزینی کا ایک عجیب غیرتناک مرقع ہے۔ توریت مین جو یہ پیشین گوئی بابل کی نسبت
کیگئی ہے کہ (وہ کبہی آباد نہوگی اور نسلین اور پشتین گذر جاینگی لیکن وہاں کوئی عمارت نہ بنیگی
اسکی موجودہ حالت بابل کے کہنڈروں   سے کامل تصدیق ہوتی ہے۔ مسٹر راولف کے
سفرناموں میں انکا چشمدید بیان موجود ہے کہ سولہوین صدی عیسوی میں وہاں کوئی کوئی
مکان نظر آتا تہا اور اسوقت آنکہوں کے سامنے اسی مقام پر ایک ایسا سنگستانی اور ریگستانی
صحرا موجود ہوجاتا ہے کہ جو کہنڈر پڑے ہوئے ہیں یہاں کسی زمانہ مین آبادی تہی۔

میجر کپیل اپنے سفرنامہ میں لکہتا ہے کہ جو شخص اس ویران اور برباد شدہ منظر کو دیکہیگا یہ
ناممکن ہے کہ انکو اسبات کا کامل یقین نہوجائے کہ بابل کی بربادی کے واسطے حضرت اشعیا
اور یرمیا کی پیشین گوئی کس مکمل طور سے پوری ہوئی ہے کیونکہ موجودہ حالت بابل اس پیشین گوئی
کا مصداق پورے طور سے ہے کہ (وہ کبہی آباد نہوگی اور نہ اسمیں کبہی اہل عرب اپنے خیمے نصب
کرینگے اور وہ مراکہہ اور ملبہ کا ڈہیر ہوجائے گی اور نیز یہ کہ اسکے شہر اور قصبے برباد اور پامال اور
ایک معدومی کا مجموعہ اور ریگزار اور ویرانی کا سرچشمہ ہوجائیگی سرزمین بابل اولاد اسمعیل اور بنی اسرائیل

اور ترکونکی باڑیوں سے نہایت نفرتناک طرز وطریقہ سے روندی جائے گی اور وہ ہمیشہ ایک عبرت انگیز اور بالکل انسانوں سے خالی اور ایک محشری ویرانی کا دار الصدر رہیگا) حضرت اشعیا کی یہ پیشین گوئی بابل کی نسبت تھی کہ (اس سرزمین میں اہل عرب اپنے خیمے نہیں نصب کرینگے اور نہ گڈریئے اسمین اپنے مویشی کے قیام کے واسطے احاطہ بنائینگے) یہ پیشین گوئی تمام وکمال موجودہ حالت بابل سے مطابقت رکھتی ہے کیونکہ ارض فلسطین کی بابت ایک زمانہ مین یہ پیشین گوئی ہوئی تھی کہ وہ تمام برباد ہوگا اور اسمین اونٹوں اور بھیڑوں کا مسکن ہوگا اور خاص ارض فلسطین میں گڈریئے سر اپنے جھوپڑے اور اپنے مویشی کے واسطے قیامگاہین بنائینگے" مگر سرزمین بابل میں یہ حال نہیں ہے وہ تو جیسا کہ پیشین گوئی میں ہے بالکل عرصہ دراز سے ویران اور برباد ہوتی چلی جاتی ہے اور اس قطعہ ارض میں اس امر کی قابلیت نہین رہی ہے کہ اسمین گڈریئے اور انکے مویشی بھی اپنا قیام کرنا پسند کریں اور جب سے کوئی ثبوت اسبات کا بھی نہیں ملتا ہے کہ وہاں کسی عربی کاروان نے اپنے خیمے نصب کئے ہوں اور نہ کسی گڈریئے نے وہاں اپنے مویشی کے واسطے کوئی مسکن یا احاطہ بنایا ہو جس سے یہ بات بخوبی دریافت ہوتی ہے کہ اس سے زیادہ بربادی اور ویرانی کسی قطعہ زمین کی نہین ہوئی ہے ارض فلسطین کی یہ عام حالت ہے کہ انکے ہر ایک برباد شدہ حصہ مین گڈریئے اپنے مویشی کے لیے قیامگاہیں بنالیں مگر سرزمین بابل کی حالت بالکل اسکے برعکس ہے یہاں کبھی کبھی اینٹوں کے کھودنے کے لئے کہ ایک عام پیشہ انکا ہے گڈریئے صحرائی جانوروں سے بچنے کے واسطے مشکل خاص انتظام کرتے ہیں اور بعض دفعہ اپنی مویشیوں کی حفاظت کی غرض سے دن کے وقت کے لیئے ان ٹیلوں میں جو نہایت وحشتناک ہیں ایک احاطہ بنا لیتے ہیں بہر حال ان ٹیلوں پر بھی اسقدر ممکن ہے کہ کبھی کبھی عرب بدو لوگ جو دن کے وقت نہایت آشفتہ حالت میں سفر کرتے ہیں یہاں اپنے ڈیرے تنبو تان لیتے ہیں مگر یہاں جو عمارتین قدیم ہیں انمین دس پانچ آدمی بھی صرف ایک رات ٹھر کر یہاں بسر نہیں کر سکتے کیونکہ ایک عجیب دہشت اور خوف انکو یہاں رات کے قیام کے لیئے مانع ہے تمام مورخین کی رائے ہے کہ یہاں کے دیسی باشندے بہ مقابلہ جنگلی جانوروں کے قدرتی خوف کے اسبات سے زیادہ ڈرتے ہیں کہ وہاں نہایت خبیث روحین اپنا مسکن رکھتی ہیں۔ کپتان منگنان اپنے سفرنامہ مین لکھتے ہیں کہ مینے بابل کے کھنڈروں کی سیاحت کی غرض سے اپنے دوران سفر مین چھ نفر عرب (بدو)

جو میرے رہنما بھی تھے ہمراہ لیئے تھے یہ لوگ ہر ایک قسم کے آلات سے مسلح تھے اُنسے ہر چند یہ بات کہی گئی کہ ایک رات دوان کھنڈروں میں قیام کریں لیکن اُنہوں نے کسیطرح منظور نہین کیا اور صاف صاف کہدیا کہ بوجہہ خبیث اور موذی ارواح کا مسکن ہونے کے جو تمام اِس سرزمین پر پھیلی ہوی ہین اور جو رات کو یہان ہر ایک قطعہ مین جمع ہوتی ہیں ہم لوگ کسیطرح اِسمقام پر رات کو نہین ٹھہر سکتی ہیں اُنھوں نے بیان کیا کہ یہ روحین بقدر آتش مزاج اور انسان کی ایذارسانی کے خواہاں ہوتی ہیں کہ ہملوگوں میں اگر ایک ہزار آدمی بھی یہان قیام کرین تو صبح کو یا تو وہ سب مردہ نکلینگے اور یا آیندہ بتدریج وہ دیوانہ ہوکر مرجائینگے کہانیان بیگمان نکلتے ہین کہ اِن بدارواحوں کی ہستی اور سرزمین بابل میں اُنکی حکومت اور قیام کا ایسا اعتقاد یہان کے باشندوں کے دِلوں میں جما ہوا ہے کہ کسیطرح اُٹھایا نہین جاسکتا ہے مکان مُوجبلابیٹ کے عقب میں جسوقت آفتاب کی دہیمی کرنین خواب راحت میں مصروف ہونا شروع ہوتی ہیں اور روشنی شمس کے عوض اِن عبرتناک کھنڈروں کو دختر ماہ (چاندنی) اپنی دلفریبی سے دیوانہ بنانا شروع کرتی ہے تو اِس حال کو دیکھکر اِن دیسی باشندوں کو سخت افسوس ہوتا ہے کہ اب یہ قطعہ زمین بالکل نہایت ہیبتناک اور موذی ارواح کے سیر و گشت کے واسطے مختص ہوگیا ہے۔ تمام ملکی باشندونکو یہ کامل یقین ہے کہ ہر موقع پر رات کے وقت اِن ٹیلوں پر جو کھنڈروں سے متصل ہیں آمد و رفت رکہنا مہلک اور خطرناک ہے کیونکہ اسوقت یہ مقام نہایت خبیث بادشاہ کا گذرگاہ اور سیر کا منظر ہوتا ہے۔

پیشین گوئیوں کی طویل سلسلہ متعلقہ زوال بابل میں یہ فقرات بھی ہیں کہ جنگلی درندے اسمین لوٹینگے اور اِن مکانوں میں حشرات الارض کا مسکن ہوگا اور یہی ناپاک ایذارسان یہان عمارت بنائینگے اور جغد و بوم انہیں آشیانہ رکہینگے اور سیٹار (بن بابل کا دیوتا جو نصف بکری اور نصف آدمی کا بدن رکھتا ہے) اُسمین اوندہے اور سرنگوں ہوکر ناچتے ہونگے۔ اِن فقرات پیشین گوئی کی تصدیق کامل طور سے ایک ایسے ناظر کو جو اِس نہایت عبرتناک منظر کی حالت دیکھنے کا اپنی آنکھوں سے آرزومند ہے اِسوقت بخوبی ہوسکتا ہے کہ وہ درندے جانوروں کے مسکنوں پر نظر ڈالے جو عام طور سے بابل کے کھنڈروں میں بھرے ہوئے ہیں۔

ان کھنڈروں میں صدہا ماندیں اور بھٹ اور گڑھے ہیں اِن درندہ جانوروں نے اپنی بود و باش کے واسطے بنائے ہیں اِسکے علاوہ اِن مقامات مین ایک ناظر کو اپنی سیر کے دوران میں

شاہی (خار پشت) کے کانٹوں کی ایک مقدار کثیر جابجا پڑی ہوئی ملتی ہے اور جس مقام پر نشیبی حصوں میں پانی کی تیزی سے گڈھے پڑ گئی ہیں وہاں چھوٹے بڑے سوراخوں میں اُلو اور چمگادڑ بشمار تعداد میں رہتے ہیں اور اسکے علاوہ لاتعداد کھولوں اور گڑھوں میں اس مقام پر کہ جہاں خاص بادشاہ تخت پر بیٹھا تھا لقب شہنشاہ جنگلات ابوالحارث یعنے گیدڑ اور طرح طرح کے ایسے ہی ایذا رسان جانور رہتے ہیں جنکے مسکن کے دہانوں پر بھیڑوں اور دنبوں کی ہڈیاں کثیر تعداد میں پڑی ہوئی نظر آتی ہیں اور اسقدر کہ بدبو ان کے ماندوں میں سے آتی ہے کہ بھٹوں کی طرف ناک نہیں دیجاتی اسی سطح بابل پر جسے بخت نصر نے اپنی عظمت و ظلم اور شوکت آرائی کے ذریعوں سے آراستہ کیا تھا اسوقت جنگل کا فطرتی بادشاہ حکمرانی کیا کرتا ہے۔ اور بابلیوں کے بت بزرگ یعنے بلیس (بعل) کا مندر جو دنیا میں صحبت انسانی کا ایک نہایت عجیب اور عظیم ترین نمونہ سمجھا جاتا تھا قدرتی طور پر اب شیروں اور بھیڑیوں کی نشیمن اور مسکن ہونے کے واسطے مختص نظر آتا ہے ایک مورخ کا بیان ہے کہ بیر نمرود کی نسبت سو جیلاث میں ان جنگلی جانوروں کی بہت کثرت ہے یہاں جو ملبہ کا ٹیلہ ہے وہ بے انتہا سوراخوں سے معمور ہے میں نے خود اسکی اندر جاکر یہ حال دیکھا کہ جانوروں کی ہڈیوں کی اکثر نشیبین پڑی ہوئی ہیں جو اسی وقت کے ہلاک کیے ہوئے معلوم ہوتے تھے ان وحشی درندوں کی ایسی وسیع مساکن کے سلسلے سے قرینہ اسبات پر دلالت کرتا ہے کہ یہاں انسانی گذر رات میں خطرناک نتیجے سے خالی نہیں ہے یہی مورخ لکھتا ہے کہ جو رہبر ہمارے ساتھ تھے اُنہوں نے ہمسے یہ بات بیان کردی تھی کہ یہ جسقدر خرابے اور کھنڈر دکھائی دیتے ہیں سب شیروں اور طرح طرح کے درندوں اور مختلف جنگلی جانوروں کا مسکن ہیں۔

اسمیں شک نہیں ہے کہ ان حیوانات کی اس کثرت کے ساتھ سرزمین میں بود و باش دیکھکر اس پیشین گوئی توریت کی کامل تصدیق ہوتی ہے کہ سرزمین بابل میں صحرائی جانور لوٹتے پھرینگے اور یہاں کے باشندوں کے مکانات میں نہایت ایذا رسان حشرات الارض اپنا مسکن بنائینگے اور اسکے برباد شدہ اور ویران گھروں میں جزیروں کے جنگلی جانور اور درندے شور و غل مچائینگے۔ یہ پیشین گوئی بھی تمام و کمال پوری ہوئی کہ سمندر بابل پر بھر آئیگا اور وہ لہروں کے ہجوم میں چھپگئی ہے کیونکہ دریائے فرات کے مغربی کنارے کے نشان اب نہیں معلوم ہوتے ہیں اور دریائے مذکور بے روک اُسطرف موجزن ہے جو کھنڈروں کے قریب ہے اور عہد نمرود

میں جو بند اسپر باندھا گیا تھا اسکی اب نمود بھی باقی نہیں رہی ہے اِس مقام پر زمین بالکل نمناک اور دلدلی ہے اور موجودہ زمانہ میں سابق کی عمارتوں کا کوئی بھی نشان نہیں نظر آتا ہے اور نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کون کون سی عمارتیں سابق میں موجود تھیں ۔

دلدل اور مختلف تالابوں سے اِس سرزمین کے متعدد حصے گھرے ہوئے ہیں انہیں اطراف کا ایک بڑا حصہ اِسوجہ سے کہ عرصہ دراز ہوا کہ دریائے فرات کی دھار یہاں سے ہٹ گئی ہے اُس دلدل کی نسبت اچھا ہے ۔ بابل کے کھنڈر اِسوجہ سے کہ فرات کی وادی کی حالت اب شبانہ سابق سے بالکل بدل گئی ہے بہ نسبت اِس دلدل آمیز زمین کے قابل آمد و رفت پائے جاتے ہیں مگر سرزمین بابل باوجود اِسکے اسطرح سے ایک بڑے قطعہ کی حیثیت سے زیر آب ہے اور اسپر دریا لہریں لے رہا ہے اور نیز اسحالت پر نظر کرکے کہ پانی کے بڑے بڑے کنڈان ٹیلوں اور ٹھیکروں کے مابین بنے ہوئے ہیں تاہم ہمیشہ تمام سوزش آفتاب سے جلتے ہوئے بابل کے کھنڈر جنپر پانی نہیں چڑھ سکتا ہے اور جو سال بہ سال نہایت درجہ خشک اور سوزاں میدان سمجھے جاتے ہیں اسباب کو ظاہر کرتے ہیں کہ سرزمین بابل ایک ریگستان یا سنگلاخ اور قطعۂ خشک اور اب ارضی ہے ۔

یہ ایک عجیب امر ہے کہ دریائے فرات کے مغربی ساحل کا ایک قطعہ تو ہمیشہ زیر آب بنا ہی اسمیں دلدل اور کیچڑ رہتی ہے اور دوسرا قطعہ بالکل خشک اور نہایت گرم ریگستان نظر آتا ہے ۔

توریت میں بابل کی بابت یہ فقرات بھی کہا گیا ہے کہ (وہ کبھی آباد نہوگی اور ہمیشہ غیر مزروعہ اور ویران رہیگی) اگر کوئی سیاح غور سے بابل کی سرزمین موجودہ اور کھنڈروں اور اِن طویل سلسلوں پر ٹیلوں کے نظر ڈالیگا جو صدیوں سے ایک کو ہی نوعیت یعنی تبدیلی میں صعوبتہ اور پتھر ہو جانے کی مثال انسان کے سامنے پیش کرتے رہتے ہیں سو اسکو بخوبی معلوم ہوجائیگا کہ اِن کھنڈروں یا اِس قطعہ ارض میں زراعت کسیطرح نہیں ہوسکتی ہے اُسپر کوئی دانہ غلہ کا اسپر اگ یا جم نہیں سکتا ہے کیونکہ جسقدر میدان اور ٹھیکرے اِن کھنڈروں کے اطراف میں دکھائی دیتے ہیں انمیں شوریت نہایت شدت سے پیدا ہوگئی ہے گویا یہ تمام سرزمین شورہ کی کان ہوگئی ہے اور بابل کی تعمیرات کے مصالح کی بہ کثرت آمیزش سے اِسکی تمام سرزمین ہمیشہ کے واسطے ناقابل زراعت ہوگئی ہے ۔ میدان کے اِس حصہ کی طرف عمارتوں کے آثار اکثر پائے جاتے ہیں اور جہاں کہیں یہ عمارت نہیں ہے وہ تمام قطعہ کسی قسم کی نباتات کے

پوجنے کے قابل نہیں ہے۔

بیلس یا بیل (بعل) کا بتخانہ

بیل کے مندر کی نسبت یہ اختلاف ہے کہ کس زمانہ میں تعمیر ہوا ہے یا کس زمانہ میں اسکی بنیاد قایم ہوی ہے مگر اکثر مورخین قدیم کی یہ مستند تحقیقات ہے کہ اس مندر کو بخت نصر نے اپنی تخت نشینی کے تہوڑے عرصہ کے بعد تعمیر کرایا تہا بعض لوگوںکا یہ خیال ہے کہ بیل خاص بخت نصر کی شبیہ تہی جسکی پرستش پر اسنے بندگان الٰہی کو مجبور کیا تہا اور یہ وہی بت تہا کہ جو بالکل طلائی خالص کی تہی کاریگری سے برسوں کی محنت میں سے بنوا کر ساکنین کالدیا و بابل کے سامنے اپنا جاہ و جلال مستقل کرنے کے واسطے پیش کیا تہا۔ چند مورخوں کا یہ بہی قول ہے کہ در اصل وہ بابلیوں کا ایک دیوتا تہا جو آفتاب کی روحانیت کا حاکم اور دنیا کے تمام مسائل انتظامی کا کارفرما تہا ایک مورخ کی تحقیقات میں اس بت کی صورت بہی سورج کی طرح مدور تہی اور آنکھوں کے مقام پر دو بڑے بڑے یاقوت رمانی نصب تہے اور اسکا قد اٹہالیس فیٹ کا تہا تمام باشندگان بابل جو بت پرست تہے وہ اس دیوتا کو اپنے سب معبودوں کا مقدمۃ الجیش سمجہتے تہے اور بہ نسبت اور سب دیوتاؤں کی اسپر ہر روز اسقدر بہینٹ اور چڑہاوا چڑہایا جاتا تہا کہ سلطنت کی ایک سہ ماہی کی آمدنی سے بہی بہت زیادہ ہوتا تہا۔ اور یہ سب نذرانہ بلا کسی قسم کے تصرف یا اخراجات بتخانہ کی پوشیدہ خزانوں میں ڈالدیا جاتا تہا۔ جو اس بت کے کمرہ کے قریب نہایت مصفے سنگی تہ خانوں میں صدیوں سے محفوظ تہا اور اخراجات کی ایک رقم جسمیں بیلس کے خادموں کی تنخواہیں وغیرہ اور دیگر اخراجات مندر کے شامل تہے وہ اسکے علاوہ تہے جو کثیر تعداد میں خزانہ بادشاہی سے ماہ بماہ وصول ہوتے رہتے تہے۔ بادشاہ اور تمام سرداران سلطنت بابل اور ہزارہا باشندگان شہر روزانہ اسکے طواف اور بعل کی پرستش کو جاتے تہے ایک مورخ لکہتا ہے کہ صرف ایک ہزار من گلاب اس بت کی غسل اور مندر کے دہونے دہلانے میں صرف ہوتا تہا اور عنبر اور مشک اور عود کے پانسو انگیٹہیاں اس مندر میں مختلف مقامات میں سلگائی جاتی تہیں۔

ہر سال بیلس کی ظہور یا اسکی پرستش کے قایم ہونے کے دن یا اس صورت پر بابل میں نمایاں ہونے کے روز ایک عظیم الشان خوشی تمام سلطنت میں منائی جاتی تہی اور گویا تمام سرزمین کالدیا و بابل کا یہ تیوہار ایسا مقدس اور متبرک سمجہا جاتا تہا کہ تمام باشندگان بابل اس دن

کوئی فکر یا اس قسم کا شغل گناہ سمجھتے تھے کہ جو کسی اندیشہ یا تشویش یا خوف کے رفع کرنے کی انسانی تدبیر سے متعلق ہو سکتی تھی اور چونکہ بیل کی پرستش میں یہ امر داخل تھا کہ عیش پرستی اور شاہد بازی اصول مذہب سمجھی جائے اسلئے خاص بتخانے میں شدت سے حرامکاری ہوتی تھی اور اسطرح ہزارہا حرام کے حمل ہر سال اس مقدس مقام کفار کی زیارت کے نتیجے میں بار آور ہوتے تھے جو معبد اسکے خادم اور بندے تھے وہ حد درجہ مکار اور شیطانی وسوسوں میں گرفتار اور انتہائی زنا کا تھے اور چونکہ بدفعلی اور زناکاری نسل کی پرستش میں لازمی طور پر داخل تھی لہذا تمام خاندان شاہی اور امرائے سلطنت کی عورتیں اس تیوہار کی روز ثواب اپنی آخرت کی بہتری سمجھکر ان لوگوں سے جو اس دن کی آرزو رکھتے تھے ہمکنار ہوتی تھیں اور اگرچہ خاندان حکمران سلطنت اور امرائے شاہی غرور اور متکبرانہ فطرتی کے باعث اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ اپنی اولاد کی تزویج خصوصاً لڑکیوں کا ازدواج کسی غیر کفو کے ساتھ کریں تاہم اس تیوہار میں وہ اصول مذہب کے تسلط اور جبر سے مجبور ہو جاتے تھے اور باوصف اس حالت کے انہیں بعض اس جبر کا بھی ذاتی غیرت اور حمیت سے اس نہایت نابکار اور ذلیل عیش پرستی کو ناپسند کرتے تھے اور اس کوشش میں اپنی زندگی کا بہت سا حصہ صرف کرتے رہتے تھے کہ نوجوان عورتوں میں ایسی بداخلاقی یا بداطواری نہ پیدا ہو لیکن چونکہ ایک جمعیت کثیر انکے خلاف اسکے رواج کی کوشش میں تھی اور نیز گورنمنٹ اور بڑے بڑے امرائے سلطنت اس بلا میں گرفتار تھے لہذا ان لوگوں کی کوشش بہت کم کامیاب ہوتی تھی اور حرامکاری اور زنا کو روز بروز ترقی ہوتی جاتی تھی علاوہ ان عورتوں کے جو اپنی زندگانی کا بہت بڑا حصہ اس طریقہ ثواب کے لئے جو مذہب اہل بابل کے رو سے لازمی سمجھا گیا تھا بدکاری کے واسطے نذر کر دیتی تھیں اکثر دوشیزہ عالی خاندان عورتیں اور نہایت کمسن لڑکیاں عمداً اور ارادتاً اس نہایت جہنم کی دہکتی ہوئی آگ کے واسطے ---- اہل بابل قربانی کرتے رہتے تھے ان عورتوں میں سے اکثر ان لوگوں سے موقع پر ہمکنار ہو جاتی تھیں جو بنظر ثواب بلکہ بنظر حصول التذاذ نفسانی عرصہ دراز سے اسکے وصال کا موقع تاکتے رہتے تھے۔ اور اسباعث اسقدر عظیم ہنگامہ اور فساد اکثر اوقات برپا ہو جاتے تھے کہ ہزارہا آدمیوں کی جانیں تلف ہو جاتی تھیں اہل بابل کی ان حالات کی بابت تاریخہائے قدیم میں عجیب عشقیہ روایتیں مذکور ہوگئی ہیں سب سے زیادہ بخت نصر کی پوتی کا عشق اور ایک سردار سلطنت سے تعلق ناجائز اور اسکی چھپکر فرار ہو جانے اور پھر اسکے شوہر بنانے کا افسانہ ہے جسے آخر میں بیل کے پوجاریوں نے

جائز قرار دیا تھا۔ بہرحال یہ بتخانہ اور خود بیل انسانی حیرت انگریزی کے واسطے خدمات نفسانی اور بے حد بدکاریوں اور منکر خدائے وحدہ لاشریک ہو جانے کا ایک عجیب نمونہ اور سرچشمہ تھا اس مندر کی زیب و زینت اور آرایش دنیاوی کا حال صراحت کے ساتھ تمام تواریخ قدیم میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہے یہ مندر اسقدر وسیع اور اتنا بلند تھا کہ سوائے بیر نمرود کے اور کوئی عمارت تمام سرزمین بابل میں اسکی مقابلہ پر نہ تھی۔ صرف اس مندر کی بلندی بعض مورخین کی تحقیقات میں ایک فرلانگ کی تھی۔ اور ایک مورخ قدیم پریلیکس لکھتا ہے کہ یہ مندر چہ سو فیٹ بلند تھا۔ میجر رنبل ایک انگلشمین کی تحقیقات کے بموجب اسکی بلندی پانسو فیٹ کی تھی

بیر نمرود

بعض مورخین مشہور معبد اہل بابل بیر نمرود کی بھی بنیاد اسی جگہ بتاتے ہیں جہاں بیل کا مندر بنا تھا کہتے ہیں کہ اسوقت سب سے بلند جگہ جو برباد شدہ بابل کے ٹیلوں میں ہے وہ بیر نمرود ہے اور عام طور سے یہ بیان کیا جاتا ہے کہ بیر نمرود کا تمام سطح بیلس کے مندر کے رقبے میں شامل کر لیا گیا تھا وہ ملبہ یا مٹی کا ڈھیر جہاں کسی زمانہ میں بیر نمرود واقع تھا اب ایک ایسا ٹیلہ ہو گیا ہے جو نہایت عظیم المقدار رقبے کو گھیرے ہوئے ہے بعض کے نزدیک اس پورے ٹیلے میں وہ مندر واقع تھا اور یہ تمام کیٹرا اسکے پورے سطح پر بنا ہوا ہے اصل مندر کا بہت بڑا حصہ گر کر اس ملبے میں شامل ہو گیا ہے تاہم اسوقت یہ امتیاز قطعاً نہیں ہو سکتا ہے کہ یہ تمام ٹیلہ قدیمی عمارت کی بنیاد پر واقع ہے اور یہ کہ مندر مذکور کوئی بنیاد قدیم کسی سیاح کے سامنے موجود ہوتے ہو بلکہ یہ تمام ٹیلہ اور قطعہ ارض بالکل ایک بربادی اور پامالی اور ویرانے کے منظر کا نمونہ ہے۔ اور ایک سیاح کو ابتدائے نگاہ میں ایک پہاڑی معلوم ہو گی جسکے دامن میں شاہی تعمیرات کے کچھ خفیفہ نظر آئینگے اسکی حالت بالکل صحیح طور سے سمجھ میں نہیں آسکتی جب تک کہ وہ ان ٹیلوں پر خود نہ چڑھکر دیکھیگا خیر یہ آثار قدیمہ موجود ہیں اور اسوقت تک ضرورتا یہ بھی یقین کر لیگا کہ یہ زمین بالکل کھنڈروں کا مجموعہ ہے مگر اس بلندی پر پہنچ جائے گا تو اسکو بیر نمرود کی خراب شدہ عمارت صاف دکھائی دیگی ہم اس موقع پر دلچسپی ناظرین کے واسطے خاص بیر نمرود کا نقشہ پیش کرتے ہیں جو مسٹر رابرٹ پورٹر کے سفرنامہ سے لیا گیا ہے اور اسمیں نہ صرف نقشہ کے تصحیح کی گئی ہے بلکہ عمارت کی عرض و طول اور بلند گاہی کا بالتفصیل ذکر ہے اسمیں شک نہیں ہے کہ بیلس کے مندر کے بقیہ آثار کی موجودگی کی حالت نہایت عبرتناک ہے اور اسلئے ہذا بیر نمرود کو تعین کرنا چاہیے

بلیس کے مندریں دراصل آٹھ گنبد تھے جو ایک دوسرے کے مقابلہ میں بلند ہوتے اور درجہ وار نمونہ قایم کرتے چلے گئے تھے اب وہ ایک نہایت مٹی پتھر کے مخلوط پہاڑی ٹیکرے کی صورت میں ہوگئے ہیں اور ایک نہایت حیرت انگیز مختلف صورتوں اور منظروں کا مصیبت آلود نمونہ پیش کرتے ہیں۔

اسکے مشرقی سطح پر دو پہاڑی ٹیلے سے نظر آتے ہیں جنمیں سے ایک ساٹھ فیٹ بلند ہے جو ایک عمیق نالے کے وسط میں بنا ہوا ہے اور بوجہ سالہا سال کی بارش کے پانی کے جو ہر طرف سے اس جانب لہراتا ہوا ٹکریں مارتا ہے اور نیچے کی طرف بہا کرتا ہے اسمیں صدہا دراڑیں پڑگئیں ہیں اس پہلے درجہ کی چوٹی یا سطح دوسرے درجہ سے ملی ہوئی ہے جو بالکل گاؤدم عمارت کا نمونہ ہے اور اسطرح ہر ایک درجہ ایک ویران گنبد کے کھنڈر کی صورت بنا ہوا نظر آتا ہے اسکی بلندی بنیاد سے آخری درجہ تک دوسو فیٹ اندازہ کی گئی ہے سطح زمین سے پہلے درجہ کی انتہائے سطح کی بلندی ۵۳ فیٹ ہے اسکے مغربی جانب ایک عجیب حیرت انگیز تکبیر غیر منتظمانہ صورت میں ایک مٹی کا ڈھیر اٹھا ہوا معلوم ہوتا ہے جو بالکل پہاڑی ٹیلے کی صورت میں ہوگیا ہے اور جسپر بیشمار صدیوں کے گذرنے سے چڑہائی کے سطح کی سی حالت پیدا ہوگئی ہے اور جنوبی اور شمالی حصہ اسکا خاصکر اور بالکل ناہموار ہے اور اسمیں جابجا نشیب و فراز پایا جاتا ہے یہ سب اس مقام کی حالت جہاں مشہور بتخانہ بیل کی تعمیر تھی اور جہاں اب سراسر ویرانہ اور تباہی کا منظر دیکھا جاتا ہے اس پہاڑی ٹیلے کی چوٹی پر اینٹوں کی عمارت اور کام کا ایک عظیم المقدار ذخیرہ موجود ہے جو زمانہ کی مسلسل شب و روز گذرنے سے مٹی اور مختلف اشیائیں مخلوط کانچ کے ڈھیموں اور ٹکڑوں کی صورت میں ایک متحیر ملبہ کا ڈھیر بنگیا ہے یہ اینٹوں کے ڈھیر بعض بعض جگہ بارہ بارہ فیٹ تک بلند اور بیس بیس فیٹ کے احاطہ میں یہاں موجود ہیں۔

شہر بابل کی قدیم عمارتوں کا آگ سے جلنا اور انکی خاکستر کا شیشے کے ڈھیموں کی صورت میں تبدیل ہوجانا

ان خشتی تعمیرات کے کھنڈروں سے یہ بات بخوبی ظاہر ہوتی ہے کہ انکی حالت اس زمانہ میں تبدیل ہوگئی تھی اور بادی النظری طور پر انکے دیکھنے سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ انکو کسی نہایت تیز اور غضبناک آگ سے جلایا گیا ہے یا انمیں کوئی غضبناک شعلہ افروزی ہوئی ہے اور زیادہ

تو اسباب یہ فوری خیال پیدا ہوتا ہے کہ بلیس کے گنبد کی تباہی کے واسطے یہ آگ جلائی گئی تھی جس سے انبیاء سابق اور توریت مقدس کی اس پیشین گوئی کی تصدیق ہوتی ہے کہ وہ عنقریب ایک جلا ہوا پہاڑ ہو جائے گا۔ اسمیں شک نہیں ہے کہ بابل کی تباہی اور بربادی کے لیئے اور اسکے معدوم کرنے کے واسطے ان احکام الٰہی کے قائمقام یہ آگ ایک خاص کارپرداز ثابت ہوئی ہے اور کچھ بلیس کے مندر ہی پر منحصر نہیں ہے بلکہ بابل کی تمام عمارت جہان جہان کچھ بھی آثار موجود پائے جاتے ہیں اسلئے یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ حملہ آوروں نے یا خود اس شہر کے رہنے والوں نے آگ لگا کر مکانات کو جلا دیا تھا۔

حضرت یرمیا کی پیشین گوئی گویا مذکورہ پیشین گوئی کا تتمہ ہے جسمیں صاف بیان ہے کہ جسطرح خدائے قدیر نے سدوم اور عمورہ شہروں کو تباہ کر دیا ہے اور اپنا غضب نازل کیا ہے خدا اسیر یعنے بابل پر بھی آگ اور گندھک کا مینہ برسائیگا اسکا شہر اور دروازہ آگ سے جلایا جائے گا اور لوگ اُسکے بجھانے میں عبث محنت کرینگے آگ کے شعلوں کی بھڑک بے حد ہوگی اور وہ اسکی حرارت سے ہلاک اور اسکے فرو کرنے میں بیہوش ہو جائینگے ان تمام کھنڈروں اور خرابے منظروں پر نظر ڈالکر ہمکو یہ غور کرنا چاہیے کہ کس قوت نے انکو اسطرح نیست و نابود کر دیا اور نیز قوت مذکور با جاہ و جلال اور نہایت ہی زبردست ہے جسنے اسطرح ان سب نہایت مستحکم اور مضبوط مقامات کو خاک میں ملا کر ہمارے پیش نظر کر دیا ہے یہ حصہ جو تمام و کمال جلا ہوا سطح ہے عام طور سے سیاہ ہے مگر اپنی اس سیاہی میں وہ عجیب عجیب رنگ نمودار کرتا ہے اور آخرکار اس بات پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ یہ رنگ کیونکر نمودار ہوئے اور ایسے مختلف رنگین حالتین کس طرح پیدا ہو گئیں ایک مورخ کا خیال ہے کہ جسقدر حصہ ان تعمیرات کا جلا ہوا ہے وہ فطرت الٰہی کی کارسازی کا ایک عجیب ہی نادر نمونہ ہے یعنے اس سرزمین کو جسپر آگ نے تصرف کیا ہی خدائے قدیر نے شیشہ سازی کے مسالحہ کا ذخیرہ یا معدن بنا دیا ہے گویا وہ کل مجموعہ آبادی و تعمیرات جنمیں یہ ہولناک آگ پھیلی تھی کانچ کا ایک عظیم الشان ڈھیر ہے۔ اگر نہایت غور سے اس آگ کے جلائے ہوئے مجموعہ کا اندازہ کیا جائے جو درحقیقت قہر الٰہی تھی اور جسنے اکثر عمارتوں کو جلا کر اور زمین پر گرا کر خاک میں ملا دیا ہے تو یہ امر بخوبی دریافت ہو جائے گا کہ اسنے اس تمام سامان اور مصالحہ مکانات کی اصلیت بلکہ نوعیت کو اپنی قوت حرارت سے بالکل بدل دیا ہے ایک محقق ناظر کو جسے بابل کے ویران اور برباد شدہ کھنڈروں کا شوق دامنگیر ہے تو اسکو اس موقع پر پہنچکر ایک ایسے قطاع

بالائین اس آتشزدہ ملبہ کی معلوم ہوگی جبکی اینٹوں میں اسقدر کرختگی اور خشونت پیدا ہوگئی ہے کہ اگر کوئی اوزار ان اینٹوں کے توڑنے یا انسے مصالحہ کے علیحدہ کرنے کے واسطے اُنپر مارا جاتا ہے تو بالکل شیشے کے ٹوٹنے کی آواز ہوتی ہے اور صرف یہی نہیں بلکہ اس ٹوٹے ہوئے ڈھیر میں سے بالکل ایسا مصالحہ نکلتا ہے جسمیں شیشہ کا جزو یا وہ مخلوط نظر آتا ہے۔

میجر انیل نے مختلف اوقات سیاحت میں ان اینٹوں اور ملبے کی زجاجی الترکیب اشیا کا امتحان کیا ہے جس سے انکو یہ امر ثابت ہوگیا ہے کہ اس مصالحہ میں بالکل شیشے کے بنجانے کی قابلیت پیدا ہوگئی ہے اور ایسے اجزا اسمیں موجود ہوگئے ہیں جو کچھ عرصہ میں اس قابل سمجھی جاسکتی ہیں کہ اس مقام کو شیشے کا معدن یقین کیا جائے اس مصالحہ سے نہایت تھوڑی محنت اور کوشش میں شیشے کی ہر ایک شے نہایت عمدہ قسم کی تیار ہوسکتی ہے۔ بہرحال یہ ایک نہایت ہی حیرتناک امر ہے کہ تمام بڑے بڑے ڈھیر جسقدر جلی ہوئی عمارت کا حصہ ہے وہ مع اپنے مصالحہ کے شیشے کی صورت مین بدل گئے ہیں اور یہ امر نہایت آسانی سے معلوم ہوسکتا ہے کہ اس عمارت کا جسقدر سطح زمین سے یعنے جس سطح پر یہ عمارت بنائی گئی تھی اور جسپر حرارت آتش کا کامل اثر پہنچا ہے اسمیں بھی اسی قسم کے معدنی اجزا سے مرکب کوئی شے موجود ہوگی اس موقع پر میری یہ خیال ظاہر کردینا ضرور ہے کہ اگرچہ یہانکے اصلی باشندے اسکی نوعیت یا ماہیت اور قدر و قیمت سے قطعًا ناواقف ہیں لیکن انگریزی حکام انکو توجہ ہو تو اسمیں شک نہیں ہے کہ اس قسم کی آتش زدہ ملبہ اور مصالحہ سے بہت بڑا ذریعہ "تاجروں کی بدولت ترقی اور دولتمندی کا حاصل ہوسکتا ہے اور گو بلحاظ اس امر کے کہ یہ مقام قہر الٰہی کا مورد ہوچکا ہے اسکے تمام اجزا نفرت کی نظر سے دیکھے جانے کے قابل ہیں تاہم خدا کی بنائی ہوئی کوئی شے بیکار نہیں ثابت ہوئی ہے پس ایک مورخ کا خیال ہے کہ اس تمام عظیم ملبے اور مصالحہ سے حکمران ارکان ملک کو بہت بڑا فائدہ حاصل ہوسکتا ہے۔ سر رابرٹ پورٹر بابلس کے تختانہ کی آتش زدگی کی نسبت اپنی رائے لکھتے ہیں کہ دیکھنے ان شکستہ اور جلے ہوئے آثار بالائی با یہ لحاظ کیا میری رائے میں کبھی برباد کردینے والی یعنے جلا دینے والی قوت سے شدید اثر کیا ہے مگر بہ نسبت بنیادوں کی اوپر کے بلند حصہ کو ایک برباد شدہ کھنڈر کی صورت میں تبدیل کر دیا ہے یعنے امتحان سے یہ امر ثابت ہوگیا ہے کہ اس آگ کا اثر بالائے حصۂ عمارت پر بہت ہوا جسنے اصلی مصالحہ کی نوعیت کو بالکل بدل دیا ہے۔ بہرحال جس آگ نے اتنا بڑا کام

کیا ہے اور ایسی رفیع الشان عمارت کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا ہے اسکی اشتعال کی نسبت مورخین کی مختلف رائیں ہیں کیونکہ معمولی آتشزدگی سے ایسا ہولناک اور شدید تبادلہ تمام مصالحہ عمارت میں ہو جانا کسی طرح سمجھہ میں نہیں آتا ہے۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک بہت یعنے بڑی بہٹی میں آگ بہڑکائی گئی ہے اور اسکے ذریعہ تمام عمارت میں آگ لگا دی گئی ہے اور آخر سوائے اس امر کے اور کچہہ نہیں خیال کیا جا سکتا کہ اگر دیواروں کے شگاف کی منظر پر نگاہ ڈالی جائے اور نیز اس متحیر افتادہ سامان اور مصالحہ سوختہ پر غور کیا جائے تو یہ امر ہر طرح درجہ یقین پر پہنچ جاتا ہے کہ آسمان سے آتش قہر الٰہی نے نازل ہو کر ساکنان صفحہ خاک کو اس عمارت عظیم الشان کے خاک سیاہ کرنے اور ایسی حالت عبرتناک پر پہنچا دینے سے اہل بابل کی بدکرداری کا انجام کار دکہایا ہے بعض مورخین کی رائے ہے کہ ہمیرس حملہ آور جب شہر بابل پر قبضہ حاصل کرکے اس شہر کی تاخت و تاراج اور بربادی اور تباہی میں مصروف ہوا ہے تو اسنے علاوہ خونریزی اور غارتگری بتخانہ بعل بیلس کے اور تمام شاہی عمارتوں میں آگ لگا دی تہی اور یہ آگ ایسی عالمگیر اور ہولناک تہی کہ جسنے تہوڑے عرصہ میں تمام شہر کی عمارت کو گہیر لیا اور جلنے سے کوئی عمارت شہر کی نہیں بچی کیونکہ جسقدر لکڑی ان مکانات میں لگی ہوئی تہی اسپر عام طور سے دیمک وغیرہ کی حفاظت کی غرض سے روغن نفت (رال) کی وارنش ہوئی تہی جو نہایت ہی جلد آگ کو قبول کر لیتی ہے بعض کی رائے ہے یہ آگ چہہ ماہ تک تمام شہر کے مختلف حصوں میں مشتعل ہو رہی تہی جو کسیطرح نہیں بجہتی تہی اور چونکہ اسکی شعلہ افروزی صادر مقام محلات شاہی یا بیلس کا مندر تہا اسوجہہ سے یہاں آگ کا اثر زیادہ ہوا لیکن ایک مورخ لکہتا ہے کہ بریبیار قیصر روم کی کمنڈر انچیف نے اس مقام پر تمام اساس البیت شاہی اور بتخانہ بیلس کی خزانونکی لوٹ مار اور غارتگری کے بعد یہ آتش زدگی ہوئی تہی۔ اور اسپر وہ یہ دلیل لکہتا ہے کہ آغاز سنہ عیسوی کے بعد اکثر محلات اور عمارات اہل بابل میں لوٹ مار کا بازار گرم رہا ہے۔ اور اگر ابتدائے حملہ آوری باشندگان یونان و ایران یا پارتہیا والوں کی یورش میں یہاں آگ لگا دی جاتی تو اسکے بعد کی غارتگروں کو سوائے جلی ہوئی عمارتونکے یہاں اور کچہہ بہی نہیں ملسکتا تہا۔ قرینہ غالب ہے یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ بریبیار سپہ سالار قیصر روم نے اسکو جلایا ہے کیونکہ اسکی نسبت عام طور سے یہ امر مسلم ہے کہ اسنے اکثر اپنے حملوں میں شہر کے باشندونکی کہیتیاں اور عمارتوں میں آگ لگا دی تہی بعض مورخین کی رائے میں یہ آتشزدگی خود اہل شہر نے سپاہیان قیصر روم کی تکلیف پہنچانے

یا اسکے ناکام رہنے کی غرض سے کی تہی۔

ایک روایت یہ بہی ہے کہ ڈیمی ٹری اُس کے حملے کے وقت جبکہ شہر کے تمام باشندوں نے
اس مقام کو خالی کر دیا تہا تو دشمن کے زک دینے اور نقصان کے واسطے اُنہوں نے شاہی محلات
قدیم اور عام باشندوں کی عمارت میں آگ لگا دی تہی۔ بعض مورخین اسطرف بہی گئے ہیں کہ بیلس
کے مندر کی عمارت بابل شاہی مکانات اور سیرگاہونکو اول منہدم کر دیا گیا ہے اور اسکے بعد آگ
لگا دی گئی تہی سر رابرٹ پورٹر اور مسٹر بکنگم نے بہی اپنے سفرناموں میں اسبات کو قبول کیا ہے مگر
ایک بڑا گروہ مورخین سابق کا یہ کہتا ہے کہ اگرچہ دارا شاہ ایران وغیرہ کی قبضہ اور حملہ آوری کے
زمانہ میں اکثر عمارتیں اور بادشاہ بابل کے مکانات منہدم اور مسمار کر دیے گئے ہیں تاہم بیلس کا
مندر اور اسکے علاوہ بہت سے مکانات اپنے قدیمی حالت پر چہوڑ دیے گئے تہے جنہیں اسکندر
اعظم نے اپنی تسخیر اور فتح بابل کے بعد انکو از سر نو تعمیر کرلیا تہا۔ اور نہ یہ آتشزدگی پارتہیا والوں
کے حملہ کے زمانہ میں ہوئی۔ بہرحال خواہ یہ صحیح سمجہا جائے کہ ان مکانات کے منہدم اور مسمار کر دینے
کے بعد آتشزنی کیگئی یا یہ تسلیم کیا جائے کہ ان عمارتوں کی اصلی حالت کی موجودگی میں آگ لگائی
گئی تہی مگر اسمیں شک نہیں ہے کہ یہ ایسے مہیب اور عالم سوز آگ تہی جسنے ان ایوانوں اور
مندروں اور تمام عمارتوں کے ہر ایک حصہ کو ایسا جلا کر قلب ماہیت کر دیا ہے کہ اسوقت
کسی سیاح کو اسبات کی تمیز مشکل سے ہوسکتی ہے کہ وہ آگ سے کونسا مقام محفوظ رہا تہا یا
وہ کونسی جگہ تہی جسے آگ کے شعلوں نے نہیں گہیر لیا تہا۔ یہ آگ اسقدر بھڑکا اور ایسے وسیع
پیمانے پر پہیلی ہوئی تہی اور یہانتک مہیب اور جہاں سوز تہی اور ایسی سخت اور شدید تہی کہ
اسنے علاوہ نہایت کم اہم عمارتوں سے لیکر تمام امرائے سلطنت اور خود شہنشاہ بابل تک
کے رفیع ایوانونکو جلا کر خاک کا تودہ بنا دینے کے بیلس کے مندر کے پہاڑ تک کے بڑے بڑے دیواروں
کو بہی جو دنیا کی عجائبات میں سے تہے اور جو ہیروڈوٹس مورخ یونانی کے عہد تک موجود تہے
جلا کر خاک سیاہ کر دیا تہا اور یہ معلوم کہ بیلس کا مندر جلا کر منہدم ہو جانے کے بعد اسکا تمام مصالحہ
یعنے ان عمارات (جنمیں بیلس کا مندر بہی شامل ہے) کا سامان بغیر شدت حرارت کے باعث
شیشے کے اجزا کی صورت میں متحجر ہو کر بدل گیا تہا۔

یہ ایک نہایت ہی عبرت انگیز اور تعجب ناک منظر ہے کہ مکانات مذکور جو بالکل سنگین تہے اور
جنپر ہزارہا من سونا اور پیتل اور بعض جگہ نہایت دبیر فولادی تیر اور خول چڑہے ہوئے تہے بالوں

جو معمولی نظر میں اسبابت کو ہر ایک سیاح یقین دلا سکتا تھا کہ ایسی ایسی ہزار آتشزدگیوں سے بھی اسکی اصل حالت تعمیر میں کوئی تبادلہ نہیں ہو سکتا ہے لیکن یہ آگ ایسی آگ تھی جسنے اسکی اصل ہستی کو اپنے حدود اشتعال اور شعلہ افروزی اور شدت تپ و تاب سے پانی کی طرح پگھلا کر اپنی اصلی حالت سے متبدل کر دیا تھا اور جسکے نتیجے پر سوائے اس خیال کے اور کوئی رائے ظاہر نہیں کیجا سکتی کہ توریت میں اس پیشین گوئی کا جسقدر ذکر ہے وہ قطعاً اور کامل طور سے ان عمارات بابل کی آتشزدہ ہو جانے سے پایہ تصدیق کو پہنچ گیا ہے کہ (خدائے قادر کا ہاتھ تجھپر بڑھا ہوا ہے اور وہ تجھکو چٹانوں سے نیچے گرا دیگا اور تجھکو ایک جلا ہوا پہاڑ بنا دیگا) اگرچہ نہایت قدیم ترین مقام زیوں کے میدان میں از سر نو عمارت بنائی گئی جس سے اسکی سابق کی بربادی اور پامالی محو ہو گئی اور ایسے ہی یروشلم اپنے حالت اصلی پر بدستور اسوقت موجود اور قایم ہے مگر جیسا کہ اس پیشین گوئی سے ظاہر ہے (وہ تجھمیں سے ایک پتھر بھی عمارت بنانے کے لیئے نہ لینگے اور نہ کسی تعمیر یا ایجاد مکان کی غرض تجھمیں سے کوئی اینٹ لیجائے گی بلکہ تو ہمیشہ کے واسطے پامال اور ویران اور برباد ہو جائے گی اسطرح رب الافواج ارشاد فرماتا ہے) بیرس نمرود - بتخانہ بعل شاہی ایوانوں اور دیگر امرا کی عمارتوں میں جسقدر پتھر لگے ہوئے ہیں انکا مصالحہ بوجہ اس عام سوز آگ کے منجمد ہو جانے کے اسقدر سخت ہو گیا ہے کہ اس سے کوئی شے کبھی دوسری عمارت کی تعمیر کے واسطے علیحدہ نہیں ہو سکتی ہے ایک مورخ لکھتا ہے کہ آگ سے جسقدر بربادی اس مقام کی ہوئی ہے اسکے علاوہ وہ حصہ شہر جہاں آگ کا اثر نہیں پہنچا ہے اسکی مٹی میں ایک نہایت لاعلاج نقصان پیدا ہو گیا ہے کیونکہ ملبے اور راکھ یا مٹی کا سخت ڈھیر جو تمام احاطہ شہر بابل قدیم کی وسعت کو اپنے دامنوں میں چھپائے ہوئے ہے اور جو مختلف اور متعدد ٹیلوں اور وسیع اور ہموار ٹیکروں کی صورت میں کسی سیاح کے پیش نظر ہوتا ہے بوجہ اتفاقی طور پر بمقدار کثیر شورہ کے پیدا ہو جانے کے بالکل ناقابل زراعت ہے گو اس سرزمین سے دو ثلث سے زیادہ شورہ کی آمیزش کے باعث زراعت کی قابلیت سلب ہو گئی ہے۔ اور یہ ایک عجیب امر ہے کہ اہل اسلام کے عہد میں جبکہ اسکی قدیمی حالت بالکل ویران اور پامال اور برباد ہو گئی کوئی توجہ بھی اسبابت نہیں کی گئی کہ یہاں مختلف فرقے آباد ہو کر زراعت کی ترقی اور کاروبار میں مصروف ہوں ابن عباس اور اسکے علاوہ ترکی گورنمنٹ اور نیز ان دونوں کے درمیان اور مختلف خاندانوں کے حکمرانوں کی عہد میں اس تمام قطعہ

ارض کی حالت ایسی ہی ویران اور ہیبتناک رہی ہے اور کوئی بھی ارادہ اسکے قدیم مکانوں کی تعمیر اور تجدید کا نہیں کیا گیا۔

اہل کالدیا اور باشندگان بابل کا علم ہیئت

۹ صدی عیسوی کی بعد سے چند مسلمان علماء ہیئت نے اس امر کی کوشش کی تھی کہ اسکی خرابی اور کھنڈروں میں قدیمی رصدگاہ ہیئت دانان بابل کا کھوج لگائیں اور شاید انکو کسی حد تک کامیابی بھی ہوئی لیکن اس امر کا اندازہ کرنا دشوار ہے کہ اس تحقیقات سے انکی دائرہ علمی میں بحیثیت ترقی علم کسقدر فائدہ ہوا کیونکہ اکثر انکی کتابوں سے یہ امر ظاہر ہے کہ انہوں نے کوئی جدید تحقیقات اس علم کی بابت نہیں کی اور نہ صاف صاف علوم ہیئت کے رموز کو بیان کیا ہے بلکہ جہانتک انکی تحقیقات ہے وہ صرف متقدمین کی کوشش کا نتیجہ ہے۔ اہل کالدیہ سے علم ہیئت کی بابت جسقدر نشان اور ضروری باتیں انکے آثار قدیمہ اور مدفونہ اشیاء علم ہیئت ملگئی تھیں انکا بہت بڑا حصہ ستارہ پرستوں صابئین کی اعتقاد ستارہ پرستی سے معمور ہیں اور جسقدر تقسیم ثوابت اور سیاروں کی تاثیرات کی بابت کتب علوم ستارہ شناسی اہل اسلام میں مدون ہے وہ سراسر مکالمات اور عجیب اعتقادات اہل بابل کا چشمہ ہے جو روحانیات سیارگان اور انکے تصرف کی بابت اس عالم ظاہر میں انکے اصول مذہب اور مسائل پرستش میں داخل تھے بہرحال ہمیں شک نہیں ہے کہ جو روایت اس قسم کی ہیں کہ جنسے کتب علوم ہیئت میں امور ستارہ پرستی اہل بابل کا نشان چلتا ہے وہ ایک عرصہ تک اہل اسلام کے بعض گروہوں میں مستند مان لی گئی تھی گو انکے ابتدائی قایلوں یعنی اہل کالدیہ کو شدومد سے مادہ پرست یا ستارہ پرست کہا جاتا تھا۔ اور اسکے ساتھ ہی یہ امر بھی تھا کہ شریعت اسلام ایسے علوم کی تحصیل یا اسکے رموز تاثیرات پر اعتقاد رکھنے سے حد درجہ مانع نظر آتی ہے اور جبکہ ایک عام حالت سے صابئین کی اس حصہ علم ہیئت پر نظر کیجائے جسے مسلمان منجمین اپنی عجیب احکامات نجومی کا مدار علیہ گردانتے ہیں تو یہ خیال پیش نظر ہوتا ہے کہ انہوں نے باوجود اپنے مذہبی تخالف اور ممانعت کے اہل کالدیہ کے قدم بقدم کسطرح ستاروں کی روحانیات کی تالیف قلوب اور وجود کو یقینی سمجھ لیا تھا اور نیز انکو یہ یقین کامل ہوگیا تھا کہ یہ روحانیات تمام کائنات میں ہر قسم کے تصرفات کے لیئے خود مختار ہیں اور اسلیئے ایک محقق ان کتب کو بہت کم مفید اور قابل اعتبار

سمجھ سکتا ہے مگر اسمیں بہی شک نہیں ہے کہ علم ہیئت کا بہت بڑا حصہ تحقیقات کی بابت گردش و تحقیق ستارگان اور انکے مقامات سیر و منازل کے ابتک نظام ہیئت مروجہ کے ابتدائی اصول میں داخل ہے۔

اہل کالدیا کو جسقدر اعتقاد اپنے منجمین کے اقوال پر تہا وہ ایک درجہ مذہبی اصول کے عقائد سے ان خادمین مذہب صابئین سے بڑہا ہوا تہا جو بل دبلیس کے مندر کے احاطہ میں نہایت احترام اور عزت و وقار کے مقیم رہنے سے تمام ساکنین ملک کے سرغنہ مذہبی سمجھے جاتے تہے۔ چاند سورج اور انکے علاوہ اور بہی مختلف سیاروں کی پرستش کے ہفتہ میں خاص خاص دن مقرر تہے اور ان دنوں میں اوقات معینہ پر ان ستاروں کی پرستش بڑی راسخ الاعتقادی اور کمال خلوص اور شد و مد سے ہوتی تہی جنمیں ایک بڑے حصہ مراسم پرستش کے ادا کرنے اور بجا لانے کے واسطے انکی نجومیوں کی موجودگی لازمی سمجھی جاتی تہی اور اسکے ساتھ ہی انکے اس قسم کی خدمات کا انکو اہل شہر خاطر خواہ معاوضہ دیا کرتے تہے۔

زحل اور مریخ کی پوجا مصائب اور تکالیف اور طرح طرح کی بیماریوں اور دشمن کے دفعیہ یا فتح و غلبہ کے حصول کے واسطے کیجاتی تہی۔ اور جو لوگ رقص و سرود کا پیشہ کرتے تہے وہ ستارہ زہرہ کو اپنا رب النوع یعنے اپنے پیشے کے قیام یا ترقی پیشۂ مذکور کا محافظ سمجھتے تہے اور خاص جمعہ کے دن ان لوگوں میں اس ستارہ کے بڑے اہتمام اور توجہ سے پرستش ہوتی تہی اور طالبین علوم ستارۂ عطارد کو اپنی کامل ترقی علوم کے لیے صرف وسیلہ ہی نہیں بلکہ ایک درجہ تک معبود سمجہتے تہے۔ دوائر معدل النہار وغیرہ اور منطقۃ البروج کے سیاروں کی تحقیقات اگرچہ اہل اسیریا اور کلدانیوں اور اہل بابل نے نہایت سرگرمی سے کی تہی مگر اسکے ساتھ ہی انکا اصل منشا اس تحقیق سے یہ تہا کہ علاوہ معلوم سیاروں کے ان اور ستاروں کی ماہیت سے واقف ہوں جو نظام عالم میں ہر قسم کے خیر و شر سے تعلق رکہتے ہیں اور اسبابت کہ ہر ایک سیارہ سے کس قسم کے فائدہ یا تعلقات انتظام کائنات میں لابدی ہیں انہوں نے عجیب عجیب اصول اور قواعد اپنے مقلدین اور شاگردوں اور معتقدین کے واسطے اختراع کیے تہے اور جو ابتک بہی ان کتابوں میں کسیقدر موجود ہیں جو تصرفات اور اختیارات روحانیات ستارگان کی نسبت ایک خاص تحقیقات کی حیثیت سے ان منجمین نے جنہوں نے اہل کالدیا کی تقلید اس فن میں ضروری سمجھی تہی کتب اہل کالدیا سے استخراج کیے تہے۔ بہرحال یہ ضرور ہے

کہ جسطرح تمام اہل کالدیا دنیا کے مختلف اشیا کی پرستش کرتے تہے اسقدر سیاروں اور بیشمار ستاروں کی پرستش اور انکی روحانیات سے امداد چاہنا انکے اصول مذہب مین داخل تہا۔ ایک نہایت ہی تاریک دل بہی اگر اہل کالدیا کے اِس ستارہ پرستی اور عام مادہ پرستی کے نہایت لغو اور بعید غلط اصول پر غور و فکر کریگا اور یہ اندازہ کریگا کہ اُنہوں نے کیسی نہایت ہی تاریک بہائم زندگی مذہب کو قابل اعتبار سمجہا تہا تو وہ یقین کر سکیگا اور یہ امر معلوم کر لیگا کہ مذکورہ عظیم التعداد گروہ انسانی فیضان قادر و خالق حقیقی کے حصول اور استفادہ سے کسقدر محروم اور بے بہرہ تہا اور اِس عجیب الفطرت طبقہ انسان نے اپنی نفسانی جذبات اور شیطانی اور ظلمانی تخیلات سے ایک قادر مطلق خدا کی پرستش کو اسدرجہ فراموش بلکہ بے وجود محض یقین کر لیا تہا کہ جسکی مثال اور نظیر اِسقدر بیشمار صدیوں میں بہی جبکہ بابل آباد تہا اور اب کہ اسکا نام و نشان بہی نہین ہے ان بت پرستوں کے اصول مذہب میں بہی یہ مشکل مل سکیگی وہ دنیا کی ہر ایک شے کو سراسر جو ذرا بہی عجیب یا خارق عادت یا خلاف عقل ہوتے تہے اپنا معبود قرار دے لیتے ہو اور اس سے مشکل کے وقت منتیں مانتے اور نذر نیاز چڑہاتے اور مرادین طلب کرتے تہے اور اسکے مخالف یا اسکے مقابلہ مین اِس اصلی خدائے اسرائیل و اسمعیل کی پرستش اور نیز اسکے ہستی کے یقین اور یقین کی ضرورت پر انکو اسقدر بہی توجہ نہ تہی کہ اسکی اصلیت کی تحقیقات کی جانب آمادہ ہوتے۔

اہل کالدیا کے بت اور انکی پرستش کے طریقے

بیلس اور نمرود کی مورتوں کے علاوہ یا بخت نصر کے اِس ٹیلے کی قطع نظر جو اسکے پرستش کے واسطے بڑے اہتمام اور کثیر اخراجات اور محنت اور توجہ سے بنوایا تہا اہل کالدیا اصلی مذہب کی طرف سے ایسے بدنصیب تہے کہ بیشمار معبودوں کی پرستش کرتے تہے اور ان شدید القلب کافروں نے انکے نام بہی عجیب عجیب مقرر کیے تہے بعض مورخین نے انکی تعداد کروڑوں میں بیان کی ہے۔ شہر بابل کے نہایت آباد مقامات میں نصف شیر اور نصف بکرے کی مورتین چہوٹے چہوٹے ہر گلی کوچے کے مندروں میں رکہی ہوی تہین جنہیں سیٹاٹرس کہتے تہے اور اہل کالدیا کو یقین تہا کہ یہ بت انکی جزای معاملات اور روزمرہ کی ضرورتوں کی انصرام اور انتظام میں باطنی طور سے کامل اختیار رکہتے تہے (ر۔ا) جسے اکثر مورخین اور عالما

قصص الاختتام مصریوں کا بڑا دیوتا قرار دیتے ہیں ایک تھوڑی حالت کے تبادلہ کے بعد اسکی نسبت یہ صاف یقین ہوسکتا ہے کہ وہ اہل کالدیا کا دیوتا تھا اور اسیطرح آدر سیتیس اور اوئین کی نسبت بعض مورخین قدیم کی رائے ہے کہ چند باتوں کے مستثنے کر دینے کے بعد وہ اہل بابل ہی کے دیوتا تھے۔ زندہ شیر کی بھی پرستش اہل بابل کرتے تھے اور علے ہذا بکروں اور سانڈ بیلوں کو بھی ایک درجہ تک کاروبار الوہیت میں وہ شریک سمجھتے تھے۔ ان سب دیوتاؤں کی جدا جدا بیشمار مندر خاص شہر بابل میں بنے ہوئے تھے اور انکے اخراجات کے واسطے سلاطین سے ایک بہت بڑی رقم مقرر تھی اور اس رقم کی علاوہ تمام شہر کے باشندے بیشمار چڑہاوا انپر چڑہاتے تھے اور اگر کوئی خونی مجرم بھاگ کر بعل (بیلیں) کے مندر میں روپوش ہوجاتا تھا تو اسکی گرفتاری یا قتل خود ایک جرم ہوجاتا تھا۔ اہل بابل کے ذکور کی نسبت عورتوں میں اس بت پرستی اور ذلیل اعتقادات کو اور زیادہ ترقی تھی وہ ان تمام بتوں کے چھوٹی چھوٹی سنگی نقشوں اپنے اطفال کے گلے میں ہر قسم کی بلاؤں اور خبیث اور بد روحوں کے تحفظ اور ہر طرح کی بیماریوں کی دفعیہ کی غرض سے تعویذ کے طور پر گلے میں ڈالدیتی تھیں اور کوئی گھر ایسا نہ تھا کہ جسمیں علاوہ ان معمولی مندروں کے دیوتاؤں کی سنگی یا لکڑی یا پتیل کی مورتیں اور ناہموار چھوٹے چھوٹے پتھر موجود نرکھے جاتے ہوں۔ جو لوگ ادنے درجہ کے پیشہ ور تھے انکے دیوتا بھی اوسی درجہ کے تھے مگر یہہ ضرور تھا کہ ایک خاص نسبت کے ساتھ تمام اہل شہر جسمیں خاندان شاہی بھی شامل و داخل تھا ان بتوں کی تعظیم اور پرستش کرتا تھا جسطرح بعض موجود طبقات انسانی میں اسوقت بیماریونکی پوجا ہوتی تھی اس زمانہ میں بھی انکو ایک روحانی مشکلکشا یا مصیبت رساں ہستی سمجھا جاتا تھا اور انکے منانے اور آدمیوں دور کم سے کم انکے خاص مقلدوں پر رحم کرنے کے لیئے متفرق اوقات میں بڑے بڑے سامان اور تیوہار ہوتے تھے جنمیں شراب اور اکثر اور بھی اس قسم کی ناپاک اشیا چڑہائی جاتی تھیں۔ ادنے درجہ کے اشخاص بہ نسبت تعلیم یافتہ یا متمول انسانوں کے اپنے دیوتاؤں کی پرستش میں بہت زیادہ مصروف رہتے تھے اور اپنے مواضع یا ان قصبات متعلقہ میں جو گورنمنٹ بابل کے زیر حکومت تھے ہر ایک دیوتاؤں کے نام سے آغاز اور انجام کیا جاتا تھا۔ مشرکین قریش میں جسطرح بحیرہ اور سائبہ کا احترام ایک جزو مذہب سمجھا گیا تھا اہل ایبیریا میں اسکا التزام بھی اسی طرح انکے دینی مسایل کے خاص ارکان میں داخل تھا۔ علاوہ گڑھی یا تراشی ہوئی مورتوں کے اہل بابل شراب اور لوہے کی بھی پرستش کرتے تھے اور جن

خاص زمانوں میں انکی پرستش ہوتی تھی وہ نمرود کے زمانہ سے مقرر ہوئی تھی دنیا کے کسی تاریک خیال قوم میں اسقدر ضعیف الاعتقادی کا وجود نہیں ملتا ہے جیسا کہ اہل بابل کے ہر طبقہ کے لوگوں میں موجود تھا۔ وہ انسانی خون اور مادہ تولید انسان اور بیشمار درختوں کی بھی پرستش کرتے تھے۔ اور محض اس خیال سے کہ ان کو برکتیں اور دنیوی ثمرات زندگی خاطر خواہ حاصل ہوں اکثر کاروباری اشخاص ہر روز ان درختوں کا طواف کرتے تھے (قبل اسکے کہ کسی کام یا اپنی ضرورت کے انصرام کی جانب متوجہ ہوں) بہرحال یہ ایک عجیب حالت غور کرنے کے واسطے کسی مورخ کے پیش نظر ہوتی ہے کہ دنیا میں اہل بابل ہی ایسے ظالمین اور نہایت ہی خدا فراموش گروہ تھے جنکے برابر دنیا کی کسی مخلوق ذو العقل نے مرکز حق سے انحراف نہیں کیا اور جنکی شدت اخفائے حق یا انکار حقوق اور وجود الٰہی کی انتہا نہ تھی اُنہوں نے ایک واجب الوجود اور خالق برحق اور خدائے یگانہ اور ایک ہستی مطلق کی پرستش کے مقابلہ میں یہ عجیب شعار اختیار کیا تھا کہ دنیا کی کوئی شے ایسی نہ تھی کہ جسکو اُنہوں نے اپنا حلال مشکلات اور معبود اور الٰہ نہ قرار دیا ہو۔ افسوس یہ کسقدر عناد اور عداوت اور نفس پرستی اور خیالات کی تاریکی اور کسدرجہ کی ضد امر حق سے دور رہنے کے لیے تھی جو اہل بابل کے قلوب میں شیطان نے انکی بیشمار نسلوں سے بطور خاص جزو کی شامل کردی تھی اور جیسے ابتدا ہی سے وہ اس انسانی قدیم دشمن کی چالاکیوں اور دغابازیوں کا شکار ہوگئی تھی اور انپر چار طرف سے اس عجیب ضد اور خود رائی کی گھٹا ایسی تاریکی سے چھا گئی تھی اور جو انکی نفسانی بخارات کی اجتماع ہی سے اٹھی تھی کہ وہ اصلیت مذہب حق کو کسیطرح نہیں دیکھ سکتے تھے ہر درجہ اور طبقہ کے آدمیوں کا دیوتا جداگانہ تھا۔ بعل خاص بادشاہ اور امرائے سلطنت کا معبود قرار دیا گیا گو یہ امر بھی اسکے ساتھ ضروری تھا کہ بابل کے عام باشندے بھی اسکی عبادت فرض عین سمجھیں گویا تمام خورد و بزرگ اہل اسیریا کا یہ بُت بزرگ اور معبود اعظم سمجھا گیا تھا۔ اور سیارہ یا ستارہ زیرہ سازندہ اور گانے بجانے والے اشخاص کا دیوتا تھا۔ مریخ کی پوجا اہل سیف کرتے تھے۔ اور علما اپنی حاجات اور مشکلات کو روحانیت عطارد سے درخواست کرتے تھے اور انکے علاوہ کاشتکاروں اور گو ں کے دیوتا علیحدہ تھے جنکی پرستش میں دودھ پانی اور نہایت ادنےٰ درجہ کی شراب کا زیادہ صرف ہوتا تھا یہ کہیں ذکر ہو چکا ہے کہ سنگی اور چوبی مورتوں یا پیتل اور سونے چاندی کی تمثالوں اور بتوں اور سیاروں کے قطع نظر اہل اسیریا مردہ اشخاص کی ارواح کی بھی پرستش کرتے تھے اور انکو دیوتاؤں کا خاص رفیق اور بعض حالتوں میں انکو بھی دیوتا سمجھتے تھے

اور انسے خاص اعتقاد رکھتے تھے اور انکی مہربان اور مانوس کرنے کے واسطے خاص خاص طریقے انہوں نے اختراع کیے تھے جنکی نسبت عجیب طور سے مورخین نے اہل کالدیا کے کتب یا آثار قدیمہ سے تمام حالات مذکورہ کا اقتباس کیا ہے اور نہایت تفصیل سے اکثر ایسے اشخاص نے ان حالات کو اپنے مقلدوں میں شایع کردیا ہے جو عمل اسپریچولزم (حاضری روحانیات) کے مشاق یا ماہر و قائل ہیں مگر کوئی قوی ثبوت اسبات کا ان ناقلین کی روایات میں نہیں پایا جاتا ہے کہ دراصل یہ روحانیات اپنی ہستی سے انسانی نفع و نقصان پر اسیطرح قادر نہیں جسطرح اہل بابل کا انکی نسبت اعتقاد تھا۔

اہل بابل کی سحر و ساحری اور عاملین

اگر ایک مسلسل حالت، اعتقادات اہل بابل کا اندازہ کیا جائے تو جو قاعدہ اکثر مشرقی اقوام کی مابیا گنڈا تعویذ اور فال بینی کا رائج ہے وہ انہی کی عجیب اور نہایت حیرت انگیز اعتقادات کا خلاصہ معلوم ہوگا شہر بابل میں سحر و ساحری پر جسقدر اعتقاد کی شدت تھی اسکے ثبوت کے واسطے اگرچہ عام مورخین کو بہت کم توجہ ہوئی ہے مگر یہ ضرور ہے کہ جن لوگوں نے باشندگان بابل کی مفصل تاریخ لکھی ہے انہوں نے مذکورہ باشندوں کے اس قسم کے حالات کو قلم انداز نہیں کیا ہے اور گو قراین عقلی سے یہ امر یقین ہوتا ہے کہ ایسی شدت جو مورخین سابق نے سحر و ساحری کی اہل بابل کی نسبت بیان کی ہے ایسی نہو لیکن یہ ضرور ہے کہ اسکا رواج اس تمام طبقہ انسان میں یقینی تھا ایک مورخ لکھتا ہے کہ اہل کالدیا میں مردوں کے علاوہ بیشمار عورتیں سحر کے حصول کے لیے طرح طرح کے ناشایستہ افعال میں مصروف رہتی تھیں کیونکہ ایسے افعال کے بغیر انکے نزدیک جادو میں کمال نہیں حاصل ہوسکتا تھا۔

یہ عورتیں امورات و حالات غیب کے جاننے کی مدعی تھیں اور بہ نسبت مذکور کے انکے واسطے یہ ایک خصوصیت تھی کہ ایسے عجیب امور انسان کی نگاہ کے سامنے پیش کردیں جو بالکل فطرت کے اصول مسلمہ کے خلاف ہوں اور گو مورخین قدیم نے انکے اس عام طریقہ تعلیم کو مضحکہ میں اڑا دیا ہے مگر اسمیں شک نہیں ہے کہ اس علم کا وجود نہایت دلچسپی کے ساتھ اہل بابل میں یقینی سمجھا جاتا تھا۔ اور اس علم کی قدر ان لوگوں میں اسقدر تھی کہ شہر کا ہر ایک باشندہ کسی نہ کسی قدر اس میں مہارت رکھتا تھا اور اسکو اپنی حاجات اور مشکلات کے رفع کرنے کا عظیم ترین وسیلہ اور ذریعہ جانتا تھا ہزارہا منتر سیاروں کی روحانیات سے استمداد کے لیئے اختراع کرلیے گئے تھے اور ایک عجیب اور [illegible]

رسم الخط اس کام کے واسطے ایجاد ہوا تہا جسکے ذریعہ وہ ارواح کو اپنے انصرام امور کے واسطے آباد کرنیکا دعوے کرتے تہے گویا یہ خط ارواح سیارگاں وغیرہ سے خط وکتابت کا خاص ذریعہ تہا اور جسے شاید خط مرموزہ کہتے تہے بعض مورخین اسلام نے جو بظاہر نہایت سرگرم محقق معلوم ہوتے ہیں اس بات پر شاید پورا اعتماد اور یقین کر لیا ہے کہ تمام کالدیا کے باشندے سحر و ساحری سے واقف تہے اور نمرود کے زمانہ سے اس فن کا انہیں بڑی شد و مد سے رواج تہا انہیں سے دو ایک مورخین کا یہ بہی خیال ہے کہ نمرود کی مذکورہ شوکت اور اسکا غرور اور نیز اہل بابل کے باشندوں کی خدائے قدیر کی ہستی سے غفلت یا صرف اس جادو کے رواج کے باعث تہا مسمریزم جو آجکل کے دنیا کے اکثر تعلیم یافتہ حصوں میں ایک ضروری اور یقینی علم مان لیا گیا ہے انکے اس علم کی ایک مختصر شاخ تہی جسکے ذریعہ وہ تمام عالم کی قوتوں کو اپنے قابو اور اختیار میں کر لینے کے مدعی تہے اور علے ہذا القیاس تصفیہ خیال اور تخلیہ روح میں انکی مہارت کا بیان اسطرح کیا گیا ہے کہ اکثر اس علم کے عالم اُن حالات کو نہایت صاف طور سے بیان کر دیتے تہے جو انکے مسکونہ مقامات سے دور و دراز فاصلوں پر ظہور پذیر ہوتے تہے چلہ کشی اور ریاضت اُن لوگوں کے واسطے خاص تہی جو اس فن میں کوئی قوت یا کمال حاصل کرنا چاہتے تہے جسکا ماحصل زیادہ تر یہ ہوتا تہا کہ بے حد محنت سے انکے قوائے باطن ان مقامات کو طے کر سکتے ہیں جیسے عالم جسمانیات میں موجودہ جسم سے عبور کرنا محال ہے منتشا نہیں اور رمل کا قاعدہ بہی بخت نصر کی عہد حکومت سے اس قوم میں رائج ہونا شروع ہو گیا تہا۔ ایک مورخ لکہتا ہے کہ دانیال علیہ السلام کے نصایح اور ہدایات کے مجموعہ میں اس علم کا بہی کوئی حصہ شامل تہا جو بتدریج اُن لوگوں سے جو حضرت دانیال کے معتقد تہے یا انکے ہم خیال تہے سلسلہ وار اہل کالدیا میں پہیلگیا تہا اور اسکے علاوہ اور بہی بہت سے ایسے قاعدے اور طریقے اس فن میں اہل بابل نے شامل کر لیے تہے جو انکی انتہائے معتقدات میں داخل سمجھے جاتے تہے اکثر یہ اعتقاد عام طور سے پہیلا ہوا تہا کہ نیک و بد روحیں ان عاملوں کے مطیع و فرمان ہیں اور انکی ذریعہ وہ مخلوق کو نفع و نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ بتوں کی معمولی پرستش اگرچہ انکے مذہب کا جزو لازمی تہی مگر اسکے ساتہ ہی طرح طرح کے منتر اور تعویذ ایسلئے خاص کر لیئے گئے تہے کہ جو مشکلات اور حاجات کے وقت خاص طریقوں سے پڑہے جاتے اور انکی تاثیرات پر اہل بابل کا کامل اعتقاد تہا بیلس کا مندر زیادہ تر اور اسکے علاوہ اور بہی اکثر دیوتاوں کے بتخانے اور ویران مقامات میں ان لوگونکا قیام اور ہجوم دیکہا جاتا تہا جو منتروں کی جاپ اور سحر و ساحری کی تکمیل میں ہمہ تن مصروف

رہتے تھے اور جنکی زندگی کا ماحصل بالکل اسقدر ہوتا تہا کہ انکے اختیار میں ایسی قوتیں آجائیں دنیا میں عجائبات اور خوارق عادات کے دکہانے سے اُن کا ایک خاص وجہ اس تمام بدترین مجموعۂ انسانی میں قرار پاجائے۔ مگر جب ہم آخر انکی اس غفلت پر خیال کرتے ہیں اور نیز اس اندازہ میں مصروف ہوتے ہیں کہ یہ بدکار مخلوق خدائے حقیقی سے ناواقف اور ایک ہستی قادر مطلق کے منکر تہی تو یہ بات صاف طور سے ذہن نشین ہوتی ہے کہ انکی جسقدر نہ مذہبی زندگی تہی وہ نہایت نفرتناک اور بالکل بے نتیجہ اور سراسر مذموم تہی اور اسکے ہمراہ انکے اعتقادات نے انکو ایسا مدہوش اور ضلالت اور بے خبری اصل کار کے غار میں دہکیل دیا تہا اور اسکا علاج سوائے اسکے اور کچھ بہی نہ تہا کہ انکی تباہی اور بربادی اور پامالی کے واسطے بارگاہ رب الافواج سے انبیاء علیہم السلام کی معرفت وعید یا خبر نازل ہو اور اہل بابل اسطرح نہایت ذلیل اور حقیر ہوکر برباد اور تباہ کردیے جائیں کہ انکی نظیر دنیا کی مخلوقات کے لیے ایک خاص عبرت کا باعث قرار دیجائے اور آخر یہی ہوا کہ انکی چند روزہ زندگی کو انکے غرور اور نہایت ہی غلط اصول مذہب نے صفحہ دہر سے بالکل معدوم کردیا اور تمام سرزمین بابل میں نہ انکے بت کا نشان رہا اور نہ انکے سحر وساحری کا پتہ نظر آتا ہے گویا انکی تمام سرزمین جسمیں اس کفر اور مادہ پرستی اور ضلالت کی گہٹا برس رہی تہی آتش قہر وغضب سے برباد کردیگئی اور نہ صرف اسی پر اکتفا کیا گیا بلکہ اس تمام شہر کی آثار عمارت کو بہی آتش قہر ربانی نے جلا کر خاک کردیا اور جیسا کہ ذکر ہوچکا ہے آگ نے انکے تعمیرات اور اسکے مصالحہ کو ایسا سنگلاخ بنادیا ہے کہ وہ عمارت سے نہ تو بہ آسانی علیحدہ ہوسکتا ہے اور نہ علیحدہ ہونے پر کسیطرح انسانی مصرف میں آسکتا ہے۔

مسٹر رچ لکھتے ہیں کہ اسوقت اس مصالحہ کی کرختگی کی یہ حالت ہے کہ کسی طرح علمی قاعدہ سے مصالحہ مذکور کو علیحدہ کرکے کوئی تعمیر نہیں کیجاسکتی ہے درحقیقت وہ مصالحہ ذرا بہی اس قابل نہیں رہا کہ تعمیرات کے کام آسکے۔ انکی اینٹیں اس آگ کی حرارت کے اثر سے اسقدر باہم پیوست ہوگئی ہیں کہ مسٹر رچ کی رائے میں مصالحہ سے انکا علیحدہ کرلینا ایک نہایت امر محال ہے اور مسٹر مگنان بہی اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں کہ یہ مصالحہ اور اینٹیں عمارت مذکور کی آگ کے باعث اسقدر وصل ہوگئی ہیں کہ انکا جدا کرلینا کسی خاص علمی قاعدہ سے بہی ناممکن ہے۔

مسٹر بکنگہم نے اپنے سفرنامہ میں جہاں شہرپناہ بابل کی دیواروں کی معدومی اور شہر نمرود کیحالت

سکا ذکر کیا ہے تو اس عمارت کے مصالحہ کی نسبت یہ رائے ظاہر کی ہے کہ دجلی ہوی اینٹیں جو عموماً اور قصر نمرود اور شہر نمرود میں عام طور سے اپنی لیسدار و لزج مصالحہ کی بدولت اسقدر وصل ہیں کہ بہ نسبت دیوار شہر پناہ کے مصالحہ اور سامان تعمیرات کے انکا توڑ کر نکال لینا نہایت مشکل ہے گو یہ بھی ظاہر ہے کہ ان ٹیلوں سے جو دریائے فرات کے مشرقی جانب ہیں اکثر اینٹیں نکالی گئی ہیں بلکہ انہیں سے مصالحہ کی بہی ایک بڑی مقدار جسمیں چونا وغیرہ مخلوط ہے دیسی باشندوں نے نکالی تہی۔

بہرحال اس گنبد کے گرد کوئی اینٹ ایسی نہیں ہے کہ جو مصالحہ سے علیحدہ یا صاف ہو۔ دراصل جبکہ خاص شہر بابل کی نسبت یہ کہا گیا تہا کہ وہ برباد ہوگا اور اسمیں کچھ بہی باقی نہ رہیگا اور وہ ایک جلے ہوے پہاڑ کا منظر بنجائیگا اسوقت ایک ڈہیر کھنڈروں کا اس قسم کا موجود ہے جو ایک شہر عظیم الشان کی تعمیر کے واسطے کافی ہے مگر یہ ایک حیرتناک امر ہے کہ اسمیں سے کوئی انسان اسکا ایک پتہر بہی اپنی کسی عمارت کی بنیاد قایم کرنے کے واسطے نہیں لیتا ہے عام مورخین کی رائے ہے کہ شہر نمرود اور بلیس کے مندر کی جسقدر عمارت کے نشان اسوقت موجود ہیں وہ زیادہ تر اسوجہ ایک تاریخی منظر سمجھی جاسکتی ہیں کہ دنیا میں انکے سوائے کوئی اور مقام اس قسم کا نہیں جسے آگ نے جلا کر اس عبرتناک حالت پر پہنچا دیا ہو۔ بظاہر ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام وسیع عمارت جسوقت اسمیں آگ اپنا اثر کر چکی ہے۔ آتش زدگی کے صدمہ سے بچانے کی کوئی کوشش بہی نہیں کی گئی۔ یہ خیال ہوسکتا ہے کہ اگر کوئی کوشش کی بہی گئی ہے تو وہ صرف اسوقت جبکہ اسکے اندرونی حصہ کی صورت بالکل خاک سیاہ ہوگئی ہوگی کیونکہ جسقدر حصہ برباد شدہ ہمارے پیش نظر ہے۔ اسمیں سے بلیس کی اندرونی عمارت پر بہت زیادہ اثر آگ کا معلوم ہوتا ہے شہر نمرود کی صورت سے آجکل کی عمارتیں بالکل جداگانہ ہیں اور اگر کبہی غور کیا جائے یا اُن روایات پر نظر ڈالی جائے جو اسکی وجہ تعمیر کی بابت بیان ہوی ہیں یہ بات صحیح طور سے دریافت ہونا مشکل ہے کہ نمرود نے خاص اس مقام کو کس غرض سے بنایا تہا جو لوگ اسے کوئی بتخانہ قدیم خیال کرتے ہیں وہ اسبات پر بہت کم ملتفت ہوسے ہیں کہ خاص بیر نمرود میں سے کوئی پتہ بت پرستانہ مصالح کا نہیں ملتا ہے بہرحال یہ امر کسی قدر یقین کے قابل ہے کہ یہ مقام ابتداءً عنصر بتخانہ نمرود تہا اور یا یہ وہ کوئی مقام تہا جہاں سے حضرت ابراہیم کی ایذا رسانی پر نمرود اور اسکے سرداروں نے بڑی کم ظرفی اور قساوت قلبی سے کمر باندہ لی تہی

ابتدا کی گئی تھی۔ گویا یہ وہ مکان تھا کہ نمرود نے حضرت ابراہیم کو ایذا رسانی کے واسطے اسکو ایک خاص جگہہ مقرر کر دیا تھا۔ مگر اسکا بہت سا حصہ بخت نصر کی عہد حکومت میں منہدم ہوگیا اور بعض مورخین کی رائے میں یہ عمارت اسقدر وسیع رقبہ پر بنائی گئی تھی کہ جیسے تمام بلیس کا بتخانہ نہایت اہتمام سے تعمیر کیا تھا اور اسپر کبھی اسکی بہت سی اراضی افتادہ رہ گئی تھی۔ مگر یہ ایک عجیب امر ہے کہ اسکی آتش زدگی کا نشان جسقدر ایک سیاح کو نظر آتا ہے بمقابلہ بلیس کے مندر کے بہت خفیف ہے۔ بہر حال اس آتش عالم افروز کی پورے طور سے موثر ہو جانے اور بسبب زمانہ ہائے دراز گذر جانے کے بعل کے مندر کے موجودہ سامان میں سے جسپر قہر الٰہی نازل ہو چکا ہے نہ اس حصہ میں سے جسے آگ نے جلا دیا ہے اور نہ اندرونی حصہ سے کوئی قطعہ اپنے کام میں لا سکتا ہے اور نہ آجتک کسی انسان نے اسکے مصالحہ سے کوئی عمارت اسوقت تک بنائی۔ بابل کا گنبد بعل کے مندر کے بعد گویا پہلی شہادت انسانی انتشار اور تفرقہ کی بابت ہے وہ عجیب صنعتکاری انسان یعنے گنبد مذکور حال کی نسلوں کی سامنے اسبات کی گواہی دے رہا ہے کہ اسکی موجودہ حالت اسیلئے ہے کہ وہ ہمیشہ پامال اور برباد رہیگا۔

اس تمام عبرتناک منظر بربادی میں تمام عمارات شہر کے کھنڈروں کا ایک عظیم ترین مجموعہ ابتداً کسی ناظر سیاح کے پیش نظر ہوتا ہے جو ہیبتناک وسعت کے ساتھ بہت دور تک سرزمین بابل کو گھیرے ہوئے ہے۔ یہ سب کھنڈر جو بالکل ناقابل ضرورت اور ایک سخت اندوہناک تصویر کا ایک عجیب خاکا ہیں جو نہایت عبرتناک طور سے انسان کی نگاہ کے سامنے آتے ہیں گویا یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی پہاڑ پر سے ایک بڑی عمارت کو دور تک بلند کر سطح زمین پر اوندھا دیا گیا مذکورہ کھنڈرات اپنی اطراف کے پست و بلند ٹیکروں اور منتجر ٹیلوں کے ساتھ کسی جگہہ مٹی کے انبار کی صورت میں اور کہیں اپنی قدیمی بنیادوں کی ساتھ سلسلہ وار پھیلے ہوتے ہیں اور اگرچہ بیشمار صدیاں ابتک گذر چکی ہیں اور نامعلوم نسلوں کا سلسلہ گذرتا چلا جاتا ہے بالخصوص بنی عباس کے عہد فرمانروائی سے بہ استثنا آتشزدہ عمارت کے اس تمام مجموعہ بربادی یعنے عام آبادی بابل کے قریب معدومی کھنڈروں میں سے بغیر کسی قسم کے روک ٹوک بیشمار اینٹیں اور مصالحہ نکالکر دیسی باشندے لیگئے ہیں تاہم یہ امر گذشتہ مورخین کے سفرناموں سے ظاہر ہے کہ انمیں اسقدر سامان عمارت موجود ہے اور اتنا ذخیرہ چونہ اینٹ پتھر اور مختلف سامان تعمیر کا ان سنگستانی ٹیکروں اور پست و بلند مٹی کے ٹیلوں میں مدفون ہیں کہ اگر ضرورت ہو تو ایک

عظیم الشان اور وسیع الرقبہ شہر کی تعمیر اور ترمیم کے واسطے بخوبی کافی ہو جائے گا۔

محلات شاہی اور میروڈیچ کی بربادی

ناظرین کتاب ہذا تمام شہر بابل کے آثار قدیمہ کے حالات میں جسکو بغور پڑھ سکتے ہیں و میروڈیچ کے اصلی حالات ہیں کیونکہ انکی بابت قدیم مورخین نے کوئی اس قسم کی تحقیق اپنی کتابوں میں نہیں لکہی ہے جسپر زیادہ تر یقین کامل اطمینان سے ہو سکے بہرحال ان تمام تواریخ کا لب لباب یہ ہے کہ میروڈیچ اصل میں کسی عمارت کا نام نہیں تہا بلکہ یہ لفظ بابل کے کسی خاص اوصاف رکہنے والوں بادشاہوں یا شہزادوں کے خطاب یا لقب کے معنوں میں مستعمل ہو گیا تہا انکا حال توریت مقدس میں بہی اختصاراً موجود ہے اس قسم کے خطاب رکہنے والوں کی تعداد سیکڑوں میں محدود ہے یہاں صرف دو شاہزادوں کی مختصر کیفیت لکہی جاتی ہے جو اس نام کے قابل سمجہے گئے تہے یا جنکو یہ خطاب سلطنت ملک کی طرف سے ملگیا تہا انہیں سے ایک میروڈیچ بلاڈان کے نام سے مشہور ہو گیا تہا یہ شاہ بابل کا فرزند تہا۔ اس شاہزادہ کی دست اختیار میں سلطنت کے اکثر انتظامی صیغے تہے اور ملک کے بہت سے کاروبار کا انجام دینا اسکی تفویض تہا۔ اور دوسرا میروڈیچ اس سے پہلے گذرا ہے یہ اہل بابل میں شیطان میروڈیچ کے لقب سے مشہور تہا ان قرائن سے جو انکی خدمات کی نہایت قابل قدر نتیجوں سے تعلق رکہتی ہیں اس لفظ کے معنے محسن سلطنت کے ثابت ہوتے ہیں۔ بہرحال شیطان میروڈیچ حضرت یرمیاہ پیغمبر کے زمانہ میں پیدا ہوا تہا اور عرصہ تک انکے بعد بہی زندہ رہا تہا۔ بعل کے مندر کی تعمیر بعض مورخین کے نزدیک میروڈیچ اول کے اہتمام سے ہوئی تہی اور بعض مورخ یہ بہی کہتے ہیں کہ بعل پرستش بہی اسی بادشاہ نے اول اول اختیار کی تہی ان دونوں کی اکثر تعمیرات اور مکانات اور بہی شہر بابل میں موجود ہیں جنکا پورا سلسلہ میروڈیچ ہی کے نام سے اہل بابل میں پکارا جاتا تہا اس تمام سلسلہ تعمیرات مذکورہ میں اس شہزادہ یعنے شیطان میروڈیچ کا خاص بود و باش کا محل ایک زمانہ اسکی اجازت کے بموجب حضرت ارمیا پیغمبر کا قیامگاہ تہا گو یہ بات ان تواریخ سے صاف طور سے نہیں ثابت ہوتی کہ ان پیغمبر عالیمقام کی خاص وجہ اس محل میں قیام کرنے کی کیا تہی۔ پہر بہی ایک تعجب کا امر ہے کہ ایسے جہان کفر یا ایک کفرستان عام میں یہ کسطرح ممکن ہوا کہ محل مذکور کا نام اس زمانہ میں پیغمبر کے محل کے نام سے مشہور ہو گیا تہا۔ یہ بہی یقین کیا گیا ہے کہ اس محل میں حضرت یرمیاہ کی عہد نبوت میں خدائے واحد کی پرستش ہوتی تہی اور جو لوگ نبیوں پر

ایمان رکہتے اور خدائے وحدہ لاشریک کے وجود کے قائل تہے وہ اکثر اِس عظیم الشان ایوان میں فراہم رہتے تہے اور گو یہ نیک نہاد لوگ بت پرستان بابل اور کافرین کالدیا کے ہاتہ سے نہایت شدید ایذائیں اُٹہاتے تہے اور نہایت خدا ناشناس وکافر باشندگان اسیریا نے ظلم و سفاکی اور ایذا رسانی کا کوئی دقیقہ اٹہا نہ رکہا تہا مگر انکی خدا پرستی اور اشاعت مذہب حق اور کتب سماوی کی تحریک میں کوئی فرق نہیں آتا تہا۔

بعض مورخین کے نزدیک ایک زمانہ میں اِن خدا پرستوں یا کتب سماوی کی قائلین کے اِسقدر کثرت بابل میں ہوگئی تہی کہ خود بادشاہ اور حکام سلطنت بابل انکی قوت اور حالت مقبولیت عام سے گہبرا گئے تہے اور اس مسلسل اندیشے اور خوف سے ان خدا پرستوں کے واسطے یہ انجام ہوا کہ تہوڑے عرصہ کے بعد اِن ظالم بابلیوں نے اِس خاص محل میں اکثر انبیاء بنی اسرائیل کو شہید کیا اور بے انتہا خدا پرستوں کا خون بہایا اور انکی زندگی اور انکی نسلیں ہمیشہ کے واسطے کثیر تعداد میں تلف کردیں اور کچہ زمانہ کے بعد پہر یہ مقام بہی بیلس کے مندر کے مقابل میں ایک مستقل پرستشگاہ کفار کالدیا کا ہوگیا۔ یہ ایک حسرتناک امر ہے کہ جس مقام کو ایک ایسے شخص نے جو نہایت سخت کریہہ لقب یعنے شیطان ہیرو ڈیچ کے نام سے مشہور کیا گیا ہے تعمیر کیا گیا اور اسمیں اسنے اپنی بود و باش اختیار کی تہی وہ ایک زبردست پیغمبر بنی اسرائیل حضرت یرمیا کی قیام اور نام سے ابتداً مزین اور مشہور ہوا اور آخر تک مشہور رہا اور دوسرا بت پرستونکا معبد اِسی کے قریب زمانہ سے قرار پایا جسنے صدہا بندگان الٰہی کو برباد کردیا ان دو نو مکانوں کی بابت جو شاہی تعمیرات یا بادشاہوں کی قیامگاہ کے واسطے بہی مختص تہی بوجہ انکے فطرتی کفر او عجیب مکروہ ضلالت کے یہ یقین ہوسکتا ہے اور اسکے علاوہ کل شاہی مکانات کی نسبت یہ یقین کلیتہً پیدا ہوتا ہے کہ بوجہ اِس ظلم اور جبر کے جو بنی اسرائیل کے حال پر اُن بادشاہوں نے کیا تہا یہ مکانات قہر الٰہی کے واسطے زیادہ تر منتخب ہوگئے تہے بہرحال یہ بات ظاہر ہے کہ دوسرا مکان بہی جو ابول میرو ڈیچ یا شیطان میرو ڈیچ کا تعمیر کردہ تہا اور جسمیں حضرت یرمیا کی بود و باش شاید کسی زمانہ تک ہونیکا بعض تواریخ سے جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے پتا ملتا ہے نہایت مستحکم اور ہر طرح سامان آرایش سے آراستہ اور دنیوی زیب و زینت سے معمور تہا بیحد سونا اسمیں صرف کیا گیا تہا اِسکی دیواریں طلائی پتروں اور چاندی اور جواہرات کے نصب ہونیسے اِس امر کو انسانی نگاہ کے سامنے پیش کرتی ہیں کہ اہل بابل کی ثروت اور تمول اور انکی صناعی اور ہنرمندی جو آخر میں قہر الٰہی کے زیر فرمان آگئی تہی اپنے عہد

میں لاثانی تھی مگر عنقریب یہ زیب و زینت بالکل بربادی سے متبدل ہوگئی اور جہاں نازنینان کی دختر اور غلامان زرین کمر کا جمگھٹا رہتا تھا وہ برباد ہوکر ایسا ویران ہوگیا کہ مورخین نے اسکی اصل عمارت کا نشان ۱۳ صدی میں بالکل نہیں پایا تھا اور سوائے ملبے کے ڈھیر اور سنگستانی ٹھیکروں کے وہاں کچھ بھی نظر نہیں آتا تھا اسکے قریب ہی ایوان ماکلوب واقع تھا جسکی نسبت بیان ہے کہ نمرود اول کی نشستگاہ اور عیش منزل مدتوں تک یہ محل رہا تھا اس مکان کی وسعت اسقدر بیان کیجاتی ہے کہ جسقدر سیاح بابل کی خرابات اور کھنڈروں کی سیر و سیاحت کے واسطے گئے ہیں انہوں نے ماکلوب کو شہر بابل کے نہایت اعلے درجہ کی عمارات شاہی اور وسیع محلات شہنشاہان بابل میں شمار کیا ہے۔

بعض مورخین قدیم کی رائے ہے کہ محل مذکور عہد نمرود اول میں تمام عمارات شاہی سے زیادہ وسیع اور بارونق سمجھا جاتا تھا یہ محل بابل والوں کی نہایت آراستہ بتخانہ کی مساوی آراستہ اور مزین کیا گیا تھا اور خیال کیا جاتا ہے کہ کروڑ روپیہ کا سامان اور نہایت بیش قیمت اسباب آرایش اسمیں فراہم کیا گیا تھا۔

بعض مورخین قدیم اسبات پر حجت اور بحث کرتے ہیں کہ موجودہ سنگستانی ٹھیکرا اِن دونوں محلات مذکورہ سلطنت یعنے یا تو میرو ڈیچ یا ماکلوب کے ملبے یا کھنڈروں پر سلسلہ وار گذرنے اور عمارت منہدم ہوتی رہنے سے فراہم ہوگیا ہے مگر ہولناک اور عظیم الشان بربادی اور پامالی نے اسبات کی تمیز کو مشکل سے قایم رکھا ہے کہ اِن دونوں میں سے کونسا محل میرو ڈیچ یا ماکلوب ہے کیونکہ انہیں سے ایک بالکل مسمار و منہدم ہوکر پامال اور بے نام و نشان ہوگیا ہے اور دوسرا چند مقامات سے منہدم ہوکر پامال یا بے نشان اور معدوم ہوجانے کے قریب پہنچگیا ہے بابل کے یہ دونو ایوان رفیع البنیان سلطنت نہایت مستحکم اور مضبوط اصول اور اسلوب پر بنائے گئے تھے اور اسمیں سب سے وسیع اور بڑے محل کی گرد تین دیواریں محیط تھیں اور جسوقت دفعتہً ڈیلی ٹس نے شہر پر قبضہ کیا ہے اسنے نہایت قہر و غلبہ کے ساتھ اِن محلات شاہی میں سے ایک پر تسلط کر لیا اور اپنی خونخوار اور سفاک اور قیامت کی زبردست اور بیرحم فوج جسکی تعداد دس ہزار کی قریب تھی اسمیں ٹھہرائی تھی مگر دوسری محل پر وہ قابض نہوسکا تھا اسکا سامان عمارت اور استحکام پیشین گوئی کے تین سو برس بعد تک اسی حالت پر موجود تھا انہیں سے محل اعظم کی مضبوطی اور استحکام کی حالت چھوٹے محل کے مساوی تھی جسنے انہدام اور بربادی سے مدت دراز تک اپنے کو محفوظ اور مامون

رکہا تہا۔ اور گو مختلف یورشین حملہ آوران ایران و یونان و پارتہیا والوں کی سلسلہ وار طور پر عرصہ دراز رہیں مگر اس محل کی صورت میں کوئی انقلاب عظیم نہیں ہوا تہا۔ اسوقت اسکی جسقدر بلند دیواریں بچی ہوئی تہیں اور جنمیں اس محل کی اصل خوبصورتی پوشیدہ تہی اسکے آثار بغیر کسی سیاح کی نظر سے بخوبی گذر سکتی ہیں اور ماکوب کے قدم بقدم مع اپنے دیگر کمروں اور صحنچیوں اور دالانوں اور تفریح گاہوں کی انسان کو اپنی برباد شدہ حالت کا منظر دکہا رہے ہیں اور علے ہذا ہیرو ڈیج کا تمام ہی اسکی عمارت پامال شدہ اور بربادی یافتہ اور اسکی آثار منہدمہ کے آنکہوں کے سامنے آنے کے وقت اچہی طرح کسی ناظر سیاح کو دریافت ہو جاتا ہے۔ محل ماکوب کی آراستگی اور زیب و زینت اور وسعت اور عرض و طول کی نسبت اکثر مورخین نے اپنی قدیم کتابوں میں تفصیلاً تحقیقات لکہی ہے اس محل کا احاطہ کہ اسوقت تک موجود ہے اور جو سترہویں صدی عیسوی میں بڑی احتیاط اور اہتمام سے پیمایش کیا گیا تہا تو اسکی مقدار ایک میل تک دریافت ہوئی ہے اور علے ہذا اسکی بلندی کی نسبت مورخین مذکور نے لکہا ہے کہ جب اسکا اندازہ کیا گیا تو ایکسو چالیس فیٹ تک یہ بلندی تہی مگر موجودہ حالت میں اسمیں کوئی بہی عمارت نہیں ہے وہ اسوقت ایک نہایت عبرتناک منظر اور ایک الم انگیز اور اندوہ خیز مٹی کا ایک انبار ہے اور یہانتک بربادی اور معدومی نے اسپر تصرف کیا ہے کہ اسکی عمارت کی بابت یہ اندازہ اور تمیز مشکل سے ہوسکتی ہے کہ اس نہایت نفیس اور عالیشان محل میں کونسی تعمیر کس مقام پر واقع تہی اسکے کمروں۔ گذرگاہوں چہتوں اور دالانوں کا وجود جو مختلف اطراف ایوان مذکور میں واقع تہی اور اسکے علاوہ تعمیرات کا تمام سامان اور مصالح ایک قدرتی شدید تحریک کی ذریعہ پامال اور برباد ہو رہا ہے اگر نظر تحقیق سے دیکہا جائے تو یہ تمام محل جو بالکل ایک کہنڈر یا ایک ہولناک کہیڑے کے مشابہ ہے وحشی درندوں کا نشیمن اور مسکن ہے اور اسمیں بیشمار صدیوں سے طرح طرح کے حشرات الارض بود و باش رکہتے ہیں جنگلی جانوران برباد شدہ عمارتوں اور مکانوں میں چیختے اور چلاتے پہرتے ہیں اور بڑے بڑے موذی اژدہے جنکی غذا اکثر مجسم گائے اور بہیڑیں اور بکریاں ہوتی ہیں اور طرح طرح کے زہریلے سانپ ان مقامات میں جو کسی زمانہ میں آراستگی اور زیب و زینت میں لاثانی اور عجیب شوکت محلات دنیا سمجہی جاتی تہی پہنکتے اور قلابازیاں کہاتے نظر آتے ہیں اور بسبب مسلسل انقلاب یا تغیرات موسم کے ان ٹیلوں کی حالت عجیب قسم کی ہو گئی ہے ہر طرف برسات کے باعث بڑی بڑی دڑاریں پڑ گئی ہیں جو بطور نالوں اور چشموں کی صورت میں ایک دوسرے سے ملکے ہوئے

یہ خیال کیا جاتا ہے کہ بارش کے ایک کثیر زمانہ تک اپنے وقت بے وقت ظہور پذیر ہونے کی باعث ان دڈاڑوں میں وسعت پیدا ہو کر ایسی صورت اس قسم کی ہو گئی ہے جسنے عمارت کی اصل حالت باقیماندہ کو بالکل مسخ اور متبدل کر دیا ہے ان تمام مٹی کے ٹیکروں اور ان سنگستانی ٹیلوں اور پامال شدہ عمارت قدیم کی باقیماندہ آثار میں مختلف اطراف سے بعض اوقات انکی بعض مقامات میں آمد و رفت رہتی ہے ان کہنڈروں کی اکثر اطراف میں بارش کی وجہ سے بڑے بڑے گڑہے پڑ گئے ہیں جو عجیب وحشت اور عسرت طاری ہونے سے ایک سیاح کے دل و دماغ کو بیخود کر دیتے ہیں یا محل[1] ماکلوب کے منظر پر اگر کسی سیاح کی نظر پڑتی ہے جسمیں مشہور یوسی فرشاہ بابل مع ان لوگوں کے جو اسکے دلی رفیق اور نیز اپنے دیوتاؤں کی مورتوں کے ساتہ مقیم تہا ان بتوں کا نام بہی دیگر بتوں کے نام سے جداگانہ تہا مورخین قدیم نے اس لفظ کا ترجمہ جو یوسی فر کے بتوں کے واسطے استعمال ہوتا تہا تیارگان الوہیت کیا ہے تو وہ اسکی بنیاد ابتدائی اور نہایت عبرتناک زیب و زینت اور آرایش کا خیال اور اندازہ کر کے یہ سمجہ سکتا ہے کہ ایسے مستحکم عمارتیں اور ایسے وسیع اور رفیع البنیان ایوان جنمیں بیحد آرایش اور سرسبزی اور خوشحالی کسی زمانہ میں سایہ گستر تہی اسوقت صرف قہر الٰہی کے باعث کس عبرتناک حال میں ٹکڑے ٹکڑے اور ویران اور سنسان محل دکہائی دیتے ہیں اور انکے ملاحظہ سے جسقدر اندوہ اور افسردگی پیدا ہوتی ہے وہ ایسے ویران منظر کی یادگار اسکی نگاہ میں مدت تک قایم رکہہ سکتی ہے

کپتان سیگخان ان منہدمہ عمارتوں اور برباد شدہ ایوانوں اور عبرتناک کہنڈروں کے کہلے ہوے پتہروں اور اینٹوں اور انکے جلے ہوے مصالحہ کی حالت کو ذکر کرتے ہوے اپنے سفرنامہ میں لکہتا ہے کہ جب یہ مقامات اور انکے یہ حالات میری نظر سے گذرے تو مجہے بموجب فطرت انسانی اس زمانہ کے تصور نے گہیر لیا جبکہ ان مکانات کی دیواریں اپنی اصل حالت پر استادہ اور قایم تہیں اور جبکہ انکے کمرے اور برآمدے اور دالان طرح طرح کے آرایشوں اور زیب و زینت سے انسانی دل و دماغ کو تفریح اور ایک عجیب مسرت بخش تہیں اور تیرہ زمانہ کہ اس عمارت کے دائرہ اور احاطہ میں اسکی ساکنین اور مغرور باشندوں کی حاکمانہ صدائیں گونجتی تہیں جنہیں نہایت ہی

---

[1] بعض مورخین ماکلوب ہی کو [illegible] کہتے ہیں اس عمارت کا مفصل حال سر رابرٹ پورٹر کے سفرنامہ فارس میں [illegible] بابل [illegible] تعجب خیز اور عظیم الشان عمارات بابل کی نسبت زیادہ تر زندہ اور شہرت اس برباد شدہ منظر [illegible] پائی جاتی ہے جس سے یہ امر دریافت ہو سکتا ہے کہ زیب و زینت اور عمارتوں اسکی استحکام کی کیا حالت تہی [illegible]

ہیں جنہیں دست مرگ نے پہلوے زمین میں مدت دراز سے لوریاں دیکر سلا دیا ہے۔

وہ نشستگاہیں جو ایک زمانہ میں تمول اور دولت وجاہ کا مخزن تھیں اب بربادی اور پامالی اور تباہی کی نذر ہو رہی ہیں اور اسوقت وہ سب خدائے برتر کے قہر و جلال کے اثر کا ایک نہایت ہی ہولناک اور عبرت انگیز منظر پیش نظر کر رہی ہیں وہ اب بالکل سنسان اور انسانی بود و باش اور اسکی تفریح کے سامانوں سے بالکل خالی ہیں اور جب ان حالتوں پر غور کیا جاتا ہے تو توریت کی اس پیشین گوئی کی کامل تصدیق ہوتی ہے کہ تیری حشمت و شوکت قبرستانوں میں دفن ہو جائے گی اور تیری چنگ و رباب کے ترانے جھینگروں اور وحشی جانوروں کی آواز سے بدل جائینگے اور کیڑے مکوڑے تجھمیں اپنا مسکن بنائینگے اور تیرے اندر اور باہر صرف کیڑے مکوڑوں کا دور دورہ ہوگا۔

مقام مجولاییا کے اکثر مقامات میں بیشمار سوراخ اور گڑھے اسوقت دیکھے جاتے ہیں جنمیں سے بعض تو تغیرات موسم یعنے بارش اپنے مواقع پر صدیوں تک مسلسل جاری رہنے سے ان عمارتوں میں پڑ گئے ہیں مگر اسکے علاوہ بہت سے غار اور گڑھے یہاں کی حکومت حال کے زمانہ میں صرف خزانہ کی تلاش کے باعث اس پامال شدہ جگہ پر اکثر مقامات میں صرف خزانہ کی تلاش اور تحقیقات ڈالدیئے گئے ہیں کیونکہ اکثر دیسی اشخاص نے یہ اطلاع اس مقام کے حکام ملکی کو پہونچائی تھی کہ یہاں زمانہ قدیم کا نہایت عظیم الشان خزانہ مدفون اور محفوظ ہے لہذا اس شہر میں متعدد جگہوں کو نہایت عمیق کھودا گیا ہے اور پھر اسکو یونہی صورت میں چھوڑ دیا گیا ہے بہرحال بظاہر اگرچہ یہ ٹیلے ایک سنگی سلسلہ ٹیکروں کے معلوم ہوتے ہیں لیکن دراصل انمیں ہزارہا سوراخ اور گڑھے زنبور کے چھتے کیطرح ہر طرف دیکھی جاتی ہیں مجولاییا کے قریب اس مقام پر کہ جہاں ٹنگے ہوئے معلق باغات دنیا کی دلفریبی کے لیے بنی ہوئی تھے اور جو محل شاہی کی دیواروں کے قریب واقع تھے کسی سیاح کی نظر سے جسقدر کھنڈر اور خرابے اور ویران مقامات گذرتے ہیں وہ اسقدر بے نام و نشان اور ویران اور بالکل مٹی کا ڈھیر نظر آتی ہیں کہ جسکے دیکھنے سے ہر شخص کو یہ خیال سرسری طور سے پیدا ہو سکتا ہے کہ بوجہ قریبی زمانہ کے کسی خاص وجہ کے انکی حالت اصلی کو وہ تقریباً نیست و نابود کر دی گئی ہے سب سے زیادہ جس وجہ کو اس عمارات کے مجموعہ کی حالت اصلی کے تبدیل ہو جانے کی نسبت یقینی سمجھا جاتا ہے وہ مورخین عیسائی کے نزدیک دیسی باشندوں کا ایک عرصہ دراز تک یہاں سے انہیں کھود کر نکالنا ہے جو پچاس پچاس فیٹ تک زمین کو کھود کر یہانسے یہ اینٹیں نکالتی رہی ہیں۔

بابل کے گلشن آویزاں یا معلق باغ

سرزمین بابل کے یہ نہایت دلفریب باغ دنیا کے عجیب تریں انسانی مصنوعات میں قرار دیئے گئے تھے اور انکی صنعت و ساخت اور انکی سرسبزی اور شادابی اور خوش فضائی اور دلفریبی کی نسبت مورخین قدیم نے اپنی تاریخوں میں نہایت تفصیل سے ذکر کیا ہے ہیروڈوٹس لکھتا ہے کہ جس پیمانے پر ان باغوں کو انسان کے پیش نظر رکھا گیا تھا وہ کچھ اس قسم کی پیچیدہ اور فن تعمیر کی باریک رموز سے مملو ہے انسانی فہم اسکو آسانی سے دریافت نہیں کر سکتا محل شاہی سے لیکر بیلس کے مندر کے متصل جسکا فاصلہ آٹھ میل کے قریب تھا ان باغوں کا سلسلہ قائم کیا گیا تھا۔ بعض کی رائے میں اس باغ کے درخت اس طرح لگائے تھے جنکی شاخیں نیچے کی طرف تھیں شاید یہ روایت صحیح نہو مگر اسمیں شک نہیں ہے کہ ان باغوں کی صنعتکاری ایسی دلفریب تھی جو ایک طلسماتی نمونہ انسان کی نگاہوں کے سامنے پیش کرتی تھی

ایک مورخ لکھتا ہے کہ ان گلزاروں اور چمنوں کے سرسبز و شاداب اور آراستہ رکھنے کیواسطے ۴ ہزار باغبان ہمیشہ سلطنت کیطرف سے ملازم و مامور رہتے تھے بڑے بڑے پیلپایوں پر جنکا دور اور محیط پانسو گز سے کم نہ تھا اور جنکی دو ہزار سے زیادہ آہنی اسلیپر اور مختلف قسم کے مضبوط لکڑی کے ٹکڑے بچھا کر انپر مٹی ڈالی گئی تھی اور انکو اس خوبی کے ساتھ بنایا گیا تھا کہ درختوں اور چھوٹے بڑے پودوں کو اپنی اصلی نمود اور سرسبزی میں کوئی دقت نہیں واقع ہوتی تھی ان پیلپایوں اور متعدد برجوں کو قایم کر کے انمیں اس طرح مختلف درجے اور منظر بنائے گئے تھے جہاں خاص خاص اوقات میں سیر و تفریح اور نظارہ اور گلگشت کے واسطے ہزارہا آدمی زن و مرد آمد و رفت رکھتے تھے خصوصاً زوال آفتاب کے بعد سے آدمیوں کا ایک دریا ان باغوں کی تفریح اور سیر کی غرض سے دور تک لہراتا نظر آتا تھا جسمیں بہ نسبت مردوں کے ہزارہا پری رخسار مہر طلعتیں اور درجے کی عورتیں زیادہ نظر آتی تھیں۔ درختوں کے نصب کرنے میں ایک عجیب صنعت اور کاریگری خرچ کیگئی تھی کہ پیلپایوں اور متعدد برجوں کے ذریعے ان کے سلسلے کو درجہ وار قایم کر دیا گیا تھا۔

مسٹر رچ اپنے سفرنامے میں لکھتے ہیں کہ یہ معلق باغات نمرود نے ابتدا میں اپنی سیر و تفریح کے واسطے بنوائے تھے اور اسکی زمانہ میں انکی وسعت بہت زیادہ تھی ایک یونانی مورخ کی تحقیق میں ان برجوں اور پیلپایوں کا فاصلہ ایک برج سے دوسرے برج تک پانسو گز تھا اور اتنے فاصلے

ہیں باغ کا جسقدر حصہ ہوتا وہ دیگر قطعات سے زیادہ خوشنما اور اپنی سرسبزی اور طراوت میں لاثانی و دلفریبی کہتا تہا بعض کا خیال ہے کہ جس پیمانہ پر یہ باغ بنائے گئے تہے اگرچہ وہ برجوں اور گول پیلپایوں کے سہارے پر تعمیر ہوئے تہے تاہم بڑے بڑے آہنی شہتیروں کے ذریعہ ان درختوں کی نشو نما کی گئی تہی وسیع روشیں جنہیں سونے اور چاندی کے ٹکڑوں اور اکثر جواہرات کے ریزے بجائے سنگریزوں اور کنکریوں کے بچہا دئے گئے تہے آفتاب کی روشنی یا رات کو چاندنی میں اپنی چمک سے عجیب بہار دیتے تہے۔ اسکے وسط میں ایک بہت پر تکلف ایوان اسی شان و شوکت اور طرز و طریقہ پر بنا ہوا تہا جسکی صناعی اور تعمیر کی خوبی بڑے اعلے درجہ کی انجنیر اور ماہر فن تعمیر ہی نہیں سمجھ سکتے ہیں۔

اکثر گرم موسموں میں ملک کی گرمی زیادہ ہوتی تہی! اسلیے بادشاہ بابل اس ایوان میں گرمیوں بہر اپنا قیام رکہتا تہا اور صدہا حسینان خورشید جمال اور پری پیکران ماہ تمثال اور غلامان صبیح رخسار اور جوانان خنجر گذار اسکی خدمت میں مصروف رہتے تہے جس زمانہ میں زہرہ ستارے کی خاص پرستش کا تیوہار آتا تہا تو ان باغوں کی زیب و زینت اور آرایش بمقابلہ دیگر روزہائے سال کے دوبالا کردی جاتی تہی۔ تمام درختوں میں سونے اور چاندی کی گیندیں لٹکائی جاتی تہیں یا طلائی و نقرئی حباب آویزاں ہوتی تہی اور ایک عجیب طریقہ علم جر ثقیل سے دریائے فرات سے ایک نہایت وسیع نہر ان تمام باغوں کی پیڑیوں اور روشوں کے کنارے کنارے دوڑائی گئی تہی جسکی پانی کی صفائی اور لطافت پر رات کے وقت چاندنی میں چاندی بچہاؤ کا شبہ ہوتا تہا اور جسکے نظارہ سے انسانی ہستی کو ایک کثیر ذخیرہ حیرت اور دلفریبی کا حاصل ہوتا تہا۔ اس نہر کے کنارے پر طلائی منڈیریں قائم کی تہیں اور نہر کے اندر سطح میں جواہرات سے پچی کاری سنگ موسے وغیرہ پر کی گئی تہی جو نہایت صاف و شفاف پانی کے اندر سے کسی سیاح کو عجیب لطف دکہاتی تہی اور رنگ برنگ کی مچہلیاں بہی تیرتی ہوئی انسانی دل و دماغ کو نہایت تفریح بخشتی تہیں

خاص خاص اوقات خصوصًا زہرہ کی پرستش کے زمانہ میں رقص و سرود اور عیش و طرب کا سامان جسقدر فراہم ہو سکتا تہا وہ ان باغوں میں موجود کیا جاتا تہا اور خود بادشاہ اور تمام سرداران سلطنت اور امرائے حکومت اور عمائد شہر اور عام اشخاص جنمیں عورتیں بچے مرد اور ضعیف جوان و رذیل و شریف شامل ہوتے تہے اس زمانہ میں ایک عجیب دین و دنیا فراموشی عیش و عشرت میں مصروف و مشغول ہوتے تہے۔ اور دنیا کی مسرت کی انتہائی حالت کا نظارہ اسوقت نہایت تکمیل کے ساتھ کہیں

ناظر سیاح کے پیش نظر ہوتا تھا ہر طرف ہنگامہ نائے و نوش برپا اور ہر سو جلسہ عیش و نشاط مہیا۔ کہیں بربط و چنگ اور کسی جا عود و دف ترنگ کہیں عشق و عاشقی کے افسانے اور کسی جگہ محبت اور راز و نیاز کے ترانے کہیں مجلس شاہد بازی گرم اور کسی مقام پر صحبت رندان بے شرم غرضکہ یہ زمانہ اہل بابل کی زندگی لہو و لعب کے لیے عجیب بیحیائی اور خود فراموشی کا زمانہ ہوتا تھا۔ اور اس زمانہ میں جسقدر آرایش اور زیب و زینت ان باغوں کی ہوتی تھی اس سے یہ امر ظاہر ہوتا تھا کہ دنیا میں اہل بابل کے سوا کسی اور مقام میں دولت و مال کا وجود نہیں رہا ہے۔ نہایت زرکار اور مرصع لباس اور زرق برق پوشاکیں ان زنان آزاد مشرب و شوخ و شنگ اور پری پیکر فسون فریب زیادہ دلفریب ہوجانے کے واسطے اس زمانہ میں ایک خاصیت دکھاتا تھا۔ زیادہ تر ایسا قیمتی لباس محلات شاہی کی فرمایشوں سے خاص اس تیوہار کے ہنگامہ عیش و عشرت کے واسطے مہینوں پہلے تیار ہوتا تھا جنمیں لاکھوں روپے صرف ہوجاتے تھے اور بعد اس تیوہار کے ختم ہونے کے یہ سب لباس مع دیگر سامانوں کے زہرہ کے پجاریوں کو دیدیا جاتا تھا جس مقام پر ایوان شاہی کے قریب اس باغ میں ہیکل زہرہ (زہرہ کی مورت) رکھی ہوئی تھی زناکاری اور بیحد فسق و فجور کا بازار گرم ہوتا تھا اور بیحیائی اور شہوت پرستی کے تمام سامان و اسباب جو حد درجہ تک انسان کو اپنی خودی سے فراموش کردیتے ہیں اہل بابل اس موسم میں فراہم کیا کرتے تھے اس زمانہ میں خوشی اور مسرت اور طرب و نشاط کا مشغلہ عام ہوتا تھا اور ایک شدید حکم بادشاہی کے بموجب اس روز رنج و غم کی کوئی رسم ضرورت پر نہونے پاتی تھی اور اکثر اموات جو اس زمانہ میں شہر بابل میں ہوتی تھیں انمیں عجیب طرز سے مسرت کا اظہار ہوتا تھا کہ مرنے کی روح زہرہ ستارے کی خدمت کے واسطے طلب کر لی گئی غرضکہ یہ زمانہ اسقدر اظہار مسرت و انبساط کا ہوتا تھا کہ سوائے مصیبت رسیدہ گروہ بنی اسرائیل کے جو نسلاً بعد نسل بخت نصر کے زمانہ سے ایک کثیر تعداد کے ساتھ غلامی اور اسیری کے مظالم میں گرفتار تھی اور جسے حسرت اور افسوس کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے سوائے اور کوئی شغل ہی نہ تھا اور کوئی باشندہ بابل رنج و غم کا نام نہیں لیتا تھا اور نہ کسی سے سوائے اس مظلوم اور گناہگار قوم کے اس روز کسی قسم کی محنت اور مشقت لیجاتی تھی اور اسکی وجہ صرف یہی تھی کہ وہ یعنے یہودی حق پرست تھے اور اپنے خدا کی پرستش کرتے تھے وہ خدا جسنے نمرود ایسے متکبر اور خود پرست بادشاہ کے مقابلہ میں حضرت ابراہیم اپنے پیارے نبی کو جو بالکل تنہا تھے نہایت کامل طور سے غلبہ اور فیروزمندی عنایت

فرمائی تھی۔ یہ سب لوگ اہل بابل کے ان نہایت ذلیل اور متنفر عیش پرستی میں شریک ہونے سے محترز رہتے تھے۔ تمام باشندگان بابل میں انکی حالت ایسی افسوسناک تھی جس سے انسانی اختلاف حالات اور طریقہ بسر زندگی کی ایک عجیب نظیر ملتی ہے اور نیز جس سے اسبات کا کامل ثبوت ہر ایک قابل الہامی مذہب کو حاصل ہو سکتا ہے کہ نہایت خدا فراموش اور خود غرض اور مغرور اہل کالدیا کسقدر جلد خدائے وحدہ لاشریک کی ہستی سے غافل اور اُسکے قہر و غضب سے بیخوف ہے اور انکو بھول کر بھی اسبات کا خیال نہیں آتا تھا کہ مابعد الموت اگر کوئی حالت یقینی ہے تو ہمیں وہ کیسے نفرتناک طریقہ سے اپنی زندگی جاودانی کا ایک خوفناک درجہ اور عنوان قایم کرتے ہیں صدیوں سے سلسلہ وار طرح سے مصروف تھے اور سوائے بت پرستی اور بدکاری کے انکے لیئے فخر کا اور کوئی بھی ذریعہ نہ تھا انکی تمام رسمیں اور شادی و غمی کے طریقے سراسر ذلیل بت پرستی کے بندھنوں میں جکڑے ہوئے اور زہرہ کی پرستش نے انکو اسقدر بیخود کر دیا تھا کہ وہ سوائے عیش و عشرت میں مصروف رہنے اور زناکاری میں زندگی بسر کرنے اور خدائے بنی اسرائیل سے دشمنی کا اظہار کرنے کے اور کوئی بھی فکر اور اندیشہ نہیں رکھتے تھے ان آویزاں باغوں کو جو قدرت کی گلکاری اور صنعت کاملہ الہی اور انسانی کاریگریوں کا عجیب تماشا ایک سیاح کی پیش نظر کرتے تھے انہوں نے شیطان پرستی اور زناکاری اور بتوں کی نہایت خبیث اور مکروہ یادگار کے واسطے مختص کر دیا تھا مگر جیسا کہ ایسی مدہوش اور خود فراموش اور حد درجہ ذلیل بت پرستی کا نتیجہ ہوتا ہے نہایت قلیل اور معین زمانہ میں انکو اپنے نہایت مکروہ کرتوتوں کی سزا بخوبی مل گئی اور طرفۃ العین میں آتش قہر ربانی اور عذاب بے پناہ یزدانی سے انکے آراستہ ایوانوں اور محلوں اور زر اندود شہ نشینوں اور نہایت طراوت انگیز اور سرسبز باغوں اور انکی دلفریب روشوں اور نہایت صاف اور نتھرے ہوئے پانی کی نہروں اور مرصع کار شاخوں کا نام و نشان بھی نہ رہا اور اس بربادی نے اسکو ایسا نیست و نابود اور پامال کیا کہ اب تلاش کرنے سے بھی ان طلاکار اور دلفریب باغوں اور چمنوں کی بنیادوں کا پتا مشکل سے ملتا ہے۔ ایک سیاح جو ۱۴ صدی عیسوی میں اس تمام عبرتناک مجموعہ ویرانی یعنے ان باغوں کے آثار باقیماندہ دیکھنے کے اندازہ کے واسطے بابل کی سرزمین میں گیا تھا وہ لکھتا ہے کہ ان آویزاں باغوں کا کوئی نشان اس تمام سطح میں نہیں پایا جاتا ہے افسوس وہ مقام جو ایک زمانہ میں بابل زندگی کے طرب افزا اور عیش و نشاط کے واسطے بطور رگ جان قرار دیا گیا تھا صرف

اہل کالدیا کی نہایت شدید نافرمانی ربانی کے باعث جہانتک نظر کام کرتی ہے ریتلی یا سنگریزہ دار مٹی کا ایک ٹیلہ دکھائی دیتا ہے مسٹر ریچ لکھتے ہیں کہ اسوقت اگر ہم ان باغوں کی بنیادوں کو تلاش کریں تو صرف ایک دو تہخانہ نما راستے ہمارے پیش نظر ہوتے ہیں جنمیں بکثرت سنگی چبوترے بنے ہوئے ہیں اور بعض قرائن سے یہ خیال ہوتا ہے کہ ان آویزاں باغوں کی بنیاد مذکورہ چبوتروں پر قایم تھی یہ ایک قطاع ہے جو نفثت (رال) کی وارنش کیے ہوئے اینٹوں یا پتھروں سے بنائی گئی تھی اب انکو بیشمار اور بڑے بڑے پتھروں کا انبار اور ملبہ ڈھانکے ہوئے ہے مسٹر ریچ کی رائے میں بھی ایک مقام جسکے پتھروں کی بنیاد اور نہایت دلفریب میناکاری ابھی جا بجا کسیقدر قایم ہے اس عمارت کی موجودہ حالت کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دو نزدیک صدہا چبوترے درجہ بدرجہ بنے ہوئے ہیں اور انکو کثیر محرابیں سلسلہ وار گھیرے ہوئے ہیں جو ان معلق باغوں کو اپنے سر و نیز اٹھائے ہوئے تھیں اور آخر میں ان سب سے اونچی محرابیں اسقدر مستحکم اور بلند ہیں جنکی نسبت یہ یقین ہو سکتا تھا کہ یہ شہر پناہ کی دیوار کے برابر پہنچا دی گئی تھیں یا یہ کہ یہ محرابیں شہر پناہ کی بلندی کی مساوی بلند بنائی گئی تھیں مگر اسوقت کی حالت اس قسم کی ہے جو نہایت غم آلود اور عبرتناک ہے اور ایک فوری دفعہ میں عذاب الٰہی نے انکی خوبصورتی اور بلندی اور استحکام کو . . . . . . بالکل نیست و نابود کر دیا ہے اور یہ دونوں تہخانہ نما راستے بالکل پتھروں کا ایک ہیبتناک غار خیال کیئے جا سکتے ہیں۔

بابل کی سڑکیں اور گذرگاہیں اور عام عمارتوں کی بربادی

شہر بابل میں بیشمار اور کثیر بڑے بڑے شارع عام اور گذرگاہیں باشندوں کی آسانی کیواسطے تعمیر تھیں جو خطوط متوازی کی صورت میں جو زیادہ تر ایک دوسرے کے اوپر سے گذرتی ہوئی چلی گئی تھیں اور جسقدر مکانات شہر میں تھے جو اکثر سہ منزلہ اور چہار منزلہ ان سڑکوں کے کنارے واقع تھے۔

مگر اسوقت تمام شہر بابل کے کھنڈروں میں کوئی بھی نشان انکا صاف طور سے نہیں ملتا ہے بس سوائے اسکے اور کچھ بھی ان سڑکوں کی بابت پیش نظر نہیں ہوتا ہے کہ یہ سب پامال عذاب الٰہی ہو گئی ہیں جو کوئی سیاح اس مقام کی سیاحت اور سیر کو آتا ہے تو اول اسکی نگاہ یا توجہ ان طویل ٹیلوں کے سلسلے پر پڑتی ہے جو میلوں تک دوڑتا ہوا چلا گیا ہے اور اپنے طول و عرض

پس اس تمام سرزمین شہر بابل پر اسقدر محیط ہے کہ وہ بغیر نہایت سرگرم تفحص اور تلاش کے کسطرح اسبابت کو نہیں معلوم کر سکتا ہے کہ اس شہر میں یا اس مسلسل ٹیلوں کے منظر میں بابلیوں کے مندر اور طلائی محلات کسجگہ تعمیر تھے اور عام تفرج گاہیں اور عیش و عشرت کے مکانات اور شاہی عدالتیں اور بنی اسرائیل کا جیلخانہ کسطرف تھا بیلس یعنے بعل کا مندر کہاں بنا ہوا تھا اور آویزان باغوں اور شہر پناہ کی نہایت عجیب ترین عالم دیوار (شہر پناہ) اور وہ بند جو بڑی صنعت سے دریائی فرات کا زور کم کرنے کی غرض سے تعمیر ہوا تھا کس مقام پر واقع تھا اکثر مقامات پر اصلی عمارت کے جسقدر نشان موجود ہیں انکی حالت اسقدر متبدل ہو گئی ہے کہ عمارت مذکور صرف ایک ٹیلہ کی چڑہائی کا مصرف سمجھی گئی ہے اور بعض جگہ ہزارہا غار اور جنگلی درندوں اور حشرات الارض کے مسکن اور سوراخ ہیں اور بہت سے مقامات پر کہنڈر اور گڑھے اس قسم کے موجود ہیں جو ایک طویل زمانہ سے اینٹوں کے نکلتے رہنے سے دریائے فرات کی روانی کے دنوں میں ان تک پر آب چشمہ پہنچاتی ہیں۔ مجولائب کا محل اسوقت ایک سیاح کو عجیب حالت کے ساتھ نظر آتا ہے وہ ایک بلند اور نہایت لمبی چڑہائی کا نمونہ سمجھا ہے جو بعینہ ایک پہاڑ کی چڑہائی سے کم نہیں ہے اور جسپر کوئی سیاح بڑی مشکل سے قدم جما کر آمد و رفت کر سکتا ہے اور اس ویران منظر (محل مجولائب) کے حالات کی تحقیقات یا سیر و سفر سے اسکو کوئی نتیجہ حاصل ہو سکتا ہے یہ محل اسوقت کوئی عمارت کے آثار قدیمہ کا منظر نہیں ہے بلکہ اسکے تمام کھنڈر ایک الٹے ہوئے کھیڑے کی شکل ہے۔

بابل کے قدیمی سکے اور کتبے اور مورتیں وغیرہ

میجر رینل اپنے سفرنامہ میں بحو جیمس مورخ کے حوالہ سے اس عمارت کی بابت لکھتا ہے کہ (یہ مقام اور بابل کے تمام کوہ نما عمارت جسے اہل عرب ماکلوب کہتے ہیں بالکل الٹی ہوئے پڑی ہیں ہمنے ایک واقف کار سے اس امر کو معلوم کیا تھا جو اس مقام پر اینٹوں کے نکالنے کے لیئے زمین کھود رہا تھا کہ ان مقامات میں جہاں سے اینٹیں نکالی جاتی ہیں اکثر بڑے بڑے مستحکم دیواریں اور چند خوبصورت کمرے اور مکانات تھے مگر اسوقت وہ قطعاً ایک متفرق گڑھوں کے سلسلے میں مخفی ہیں اسکو اس مقام سے قدیم زمانے کی مٹی کے چند برتن اور سنگ مرمر کے کئی تختے ملے تھے جنپر نہایت پرانے زمانے کے نہایت دلفریب نقاشی کا کام تھا اور آٹھ برس کا عرصہ گذرا کہ ایک پورے قد کی انسان کی سنگی مشبہہ اسکو ملی تھی جسکو اسنے اس ملبہ میں دفن کر دیا ہے۔

مورخ مذکور نے اسمقام پر کمرہ کی ایک دیوار کے قریب گاڑے کی ایک سنگی مورت بھی دیکھی تھی اور نیز سورج اور چاند کی مورتیں تھیں جو چینی قسم کے روغن یا نفت دار رنگی وارنش کی ہوئی اینٹوں سے بنی ہوئی تھیں اور اسکے علاوہ ہنڈول کی مٹی یا سنگ جراحت کی تراشی ہوئی چند مورتیں دستیاب ہوئی تھیں جو بالکل انسانی صورت کا نمونہ تھیں۔

اور اسکے علاوہ صدہا بت اسی قسم کے تانبے اور پیتل کے بنے ہوئے اس ٹیلے سے اکثر دستیاب ہوتے رہتے ہیں یہ خیال کیا گیا ہے کہ اگر چند ضروری مقامات پر زمین برباد شدہ بابل کے کھودنے کا خاص انتظام کیا جائے تو قدیمی اشیا اور اس قسم کی سنگی اور بیش قیمتی چیزوں کی ایک بڑی مقدار دستیاب ہو سکتی ہے مسٹر رابرٹ کو اپنی دوران سیاحت میں ایک بڑی مقدار قدیمی سکوں اور کانسی کے زیوروں کی دستیاب ہوئی تھی جو اسوقت لندن کی برٹش میوزیم میں موجود ہے سترہوں صدی عیسوی میں ایک انگریزی سیاح کو اس ٹیلے میں سے جو آویزاں باغوں کے گرد یا انکو خود گھیرتا چلا گیا ہے ایک سنگی کشتی دستیاب ہوئی تھی جسکے گرد چاروں طرف کالدی حروف میں کوئی عبارت کندہ تھی تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ کشتی بیلس کے مندر کی تھی جو اسکے پرستش کے کام آتی تھی اسکے اطراف میں بالکل طلائی کام تھا جو مٹی اور گرد سے بالکل خراب ہو گیا تھا۔ اور پرانے زمانے کے سکے جسقدر ان مقامات سے دستیاب ہوتے ہیں انسے یہ امر تحقیق ہوتا ہے کہ اہل بابل کا تمدن ترقی تہذیب کے اعتبار سے کسقدر وسیع اور مستحکم تھا کیونکہ یہ سکے مختلف قسم کے ہیں اور انکے اوزان اپنی حالت میں جداگانہ ہیں جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حسب ضرورت انسان ان سکوں کو مختلف اوقات میں اپنے کام میں لاسکتا تھا۔ اشرفیاں اکثر بڑے پیمانہ کی مدور اور مربع ملی ہیں جنپر کالدی نقش ونگار ہیں اور عالمان خطوط قدیم کے نزدیک یہ امر ثابت ہو گیا ہے کہ ان سکوں کے نقوش میں اکثر شاہان بابل کے نام ہوتے تھے اور بعض سکوں میں ایک جانب بیلس کی تصویر بنائی جاتی تھی اور اکثر سکوں میں شاہان بابل کی تعریف اور انکے نام اختصاراً کندہ ہوتے تھے اسکے علاوہ چاندی اور تانبے کے سکے بھی بکثرت دستیاب ہوتے ہیں جنمیں سے ایک مورخ کا قول ہے کہ انپر اس بابلی دیوتا کی تصویر ہوتی تھی جسکا نصف جسم شیر اور نصف بدن بکرے کا ہوتا تھا۔

عہد بنی عباس میں ایک ٹیلے کو جب اس شبہ پر کھودا گیا تھا کہ یہاں بابل کا قدیم خزانہ دفن ہے تو اگرچہ زمین کھودنے پر وہاں سے کوئی دفینہ نہیں نکلا لیکن ایک سنگی ظرف اسمیں سے برآمد ہوا تھا جسمیں طلائی اور نقرئی سکے بھرے ہوئے تھے اور اس زمانہ میں یہ امر اس دفینہ کے

نکلنے سے معلوم ہو گیا تھا کہ یہ سب سکہ جات تو سایر بادشاہ بابل کے عہد فرمانروائی کے ہیں سر رابرٹ پورٹر اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں کہ بہ نسبت بیرنمرود یا بیلس کے مندر اور محلات شاہی کے اطراف جہاں بوجہ آتشزدگی کے تمام زمین شیشہ کی کان بنگئی ہے اکثر مقامات سے سنگی مورتیں اور پیتل کے بت اور طرح طرح کے قدیم زیورات اور سکے برآمد ہوئے ہیں جو اکثر کانسل جرمن و فرانس کے ہاتھ قیمت مناسب پر انکے پانیوالوں نے فروخت کیے ہیں۔ اور یہ نہایت تحقیق امر ہے کہ دیسی باشندوں کے ایک خاص گروہ نے اس کام کو اختیار کر لیا جو بہ نسبت پشتینی پیشہ وری کے اس کام کی بدولت بہت دولتمند ہو گئے ہیں اور اگرچہ بعض مورخین کی رائے میں بیرنمرود یا وہ مقامات جو آگ کی شدید حرارت سے ایک سنگلاخ ہو گئے ہیں بہت کچھ اس غرض سے کھودے گئے ہیں اور وہاں سے کچھ دستیاب نہیں ہوا ہے تاہم یہ کامل یقین کیا گیا ہے کہ اس مقام کی زمین کے اندر اسوقت مال و دولت کی ایک بڑی مقدار موجود ہے۔

شہرپناہ بابل اور اسکی بربادی کی حالت پر مورخین کی تحقیقات اور محققانہ رائے

ابتدا میں اس عجیب و غریب اور مستحکم ترین مصنوعات انسانی کی تعمیر کا کسی قدر ذکر اور اسکی تیاری و ساخت کی مختصر تفصیل سابق کے اوراق میں ہو چکی ہے مگر اب ہمیں توراۃ مقدس کی اس پیشین گوئی کے پہنچنے کی بابت کچھ تذکرہ کرنا ضروری ہے جو ایک ہولناک بربادی نے شہرپناہ کے لیے ہماری نگاہوں کے سامنے پیش کیا ہے حضرت اشعیا نبی علیہ السلام کی معرفت پیشین گوئی بیان ہوئی تھیں کہ بابل کی لمبی چوڑی دیواریں تمام و کمال توڑ کر خاک میں ملا دی جائینگی اگرچہ مورخین نے اس شہرپناہ کی عرض رفعت اور محیط کی نسبت اپنی اپنی کتابوں میں اختلاف کے ساتھ ذکر کیا ہے مگر یہ ضرور ہے کہ دیوار مذکور کی چوڑائی اور بلندی کی نسبت سب کی تحقیقات یکسان ہے اور جسکا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ اسکے بعد اسقدر عریض اور بلند کوئی شہرپناہ دنیا میں تعمیر نہیں ہوئی۔ ایک مورخ نے اسکی عرض کی بابت اپنی ذیل کی تحقیقات لکھی ہے کہ (یہ دیوار اسقدر عریض تھی کہ اسپر چھ بیلگاڑیاں پہلو بہ پہلو ایک وقت دوڑ سکتے تھے ایک اور قدیم مورخ لکھتا ہے کہ اسکی چوڑائی اسقدر تھی کہ

اسپر ایک چیرٹ اور چار سوار نہایت آسانی کے ساتھ دوڑتے ہوے آمد و رفت کر سکتے تہے۔ بعض مورخ لکھتے ہیں کہ اس پیشین گوئی کے ہزار برس کے بعد تک بھی یہ دیواریں اپنی اپنی حالت پر موجود تہیں اور بہت عرصہ تک اس بربادی کی خبر کی تعمیل ہوجانے پر انکا نشان باقی رہتا تہا۔ بہرحال تمام مورخین قدیم نے اس دیوار کو دنیا کی ان سات عجائبات میں شمار کیا ہے جو انسانی کاریگری میں اپنی عدیل و نظیر نہیں رکھتی ہیں ہیروڈوٹس اور اسکے علاوہ ڈائوڈورس وغیرہ مورخین اسبات پر متفق ہیں کہ یہ دیوار شہرپناہ نمرود کے عہد میں تعمیر ہوئی تہی اور اسکی تیاری میں تین لاکھ معمار اور مزدوروں نے کام کیا تہا اور تیس برس میں اسکی تعمیر تکمیل کو پہنچی تہی۔ اور جسقدر روپیہ اسکی تیاری میں خزانہ بابل سے لیکر صرف کیا گیا تہا۔ اسکی نسبت مورخین کا خیال ہے کہ کئی بڑے بڑے شہر اسکی مقدار کے آباد ہو سکتے تہے ایک مورخ کی رائے میں اس دیوار کی تیاری میں جو رقم خرچ ہوئی تہی اسکی مقدار اسقدر ہو سکتی تہی کہ جس سے دس فوجی آدمیوں کی تنخواہ دس برس تک بخوبی ادا ہو سکتی تہی اس دیوار کی تعمیر میں سے زیادہ عجیب امر یہ ہے کہ نہایت بڑے بڑے پتھر جو بطور خود چھوٹے چھوٹے پہاڑی ٹیلے سمجھے جا سکتے ہیں کس طرح اسقدر بلندی پر پہنچائے گئے تہے ان سب پتھروں میں عجیب عجیب حکمتوں اور تدبیروں سے ایسا مصالحہ وصل کیا گیا تہا کہ جس سے ہزاروں برس تک اس دیوار کے استحکام میں کوئی فرق نہیں آسکتا تہا بعض مورخین لکھتے ہیں کہ اس دیوار کی بنیاد بہ نسبت بالائی حصہ کے چارگنی رکھی گئی تہی اور اس شہرپناہ میں مختلف مقامات پر نہایت وسیع برج بنائے گئے تہے جس سے دور تک شہر کی اندرونی اور بیرونی حالت بخوبی ظاہر ہوتی تہی ان برجوں پر ایک بڑی تعداد سپاہیوں کی رہتی تہی جو اپنے اپنے موقع میں شہر کی حفاظت اور نگرانی میں مصروف رہتے تہے اور جنکا کام یہ تہا کہ وہ ان حالات سے خبردار رہیں جو بعض حالتوں میں ناگہانی اہل شہر یا سلطنت کو پیش آجاتے ہیں۔ اسکے سو دروازے تہے جو نہایت مستحکم اور بالکل ہی دیوار کی بلندی اور ساخت کے پیمانے پر بنائے گئے تہے۔

تمام مورخین قدیم کی تحقیقات میں ان برجوں پر پانچ پانچ دستے چیدہ چیدہ سپاہیوں اور اہل فوج کے متعین رہتے تہے جو اپنے فرائض اور مناصب ذاتی نہایت مستعدی کے ساتھ کامل طور سے تعمیل کرتے تہے اور اگرچہ دیوار شہرپناہ کا ہر ایک موقع نہایت آباد اور دلفریب تہا لیکن اسکے متصل بتخانہ بعل دبلیس کا مندر اور معلق باغوں کی دلاویزی اور انکی شقائق اور ریاحین کی [illegible] اور تمام سطح گلشن کی خوش فضائی تمام شہر بابل کی جان تہی۔ اور اس حالت کے اندازہ کرنے

اور تعمیر کے استحکام پر غور کرنے سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ اہل بابل کو اپنی محافظت اور نیز شہر کی عام محافظت پر اسکی بدولت اسقدر بہروسا تہا کہ وہ کسی زبردست سے زبردست دشمن سے بہی کسی قسم کا خطرہ نہیں رکہتے تہے اور انکو اس مضبوطی اور حفاظت اور وسائل تحصن پر اسقدر غرور تہا کہ دنیا میں کسی دار السلطنت کا وجود انکی رائے میں اس قابل نہیں قرار پایا تہا کہ جو شہر بابل کے مقابلہ میں کوئی عمدہ نمونہ اپنی خوبصورتی یا کوئی زبردست ذریعہ اپنی حفاظت اور بچاؤ کا ظاہر کر سکے

بہت بڑا بہروسا انکو اپنے بڑے بڑے میدانوں پر بہی تہا جو اس دیوار کے اندر کاشتکاری کی غرض سے اُنہوں نے گہیر لیئے تہے بہر حال اسمیں شک نہیں کہ ایسی حالت کے دیکہتے مورخین قدیم نے اسکو صحیح طور پر عجیب ترین صنائع انسانی میں شمار کیا ہے بخت نصر سے قبل جسقدر حکمراں اور منتظمین شہر بابل میں مقیم رہے ہیں وہ ہمیشہ اسبات کی کوشش میں رہتے تہے کہ جہانتک ممکن ہو اسکی دیواریں اور زیادہ بلند کر دیجائیں لیکن خود بخت نصر نے بمقابلہ اس خیال کے صرف اسکے استحکام اور قدامت کا زیادہ خیال رکہا۔ اور اسیلئے اگرچہ اسکی تعمیر میں کوئی تبادلہ یا ترمیم نہیں ہی لیکن اسکی بالائی مضبوطی ہمیشہ ترقی پر رہی تہی عام طور پر مورخین کا بیان ہے کہ دیوار مذکور دنیا کے عظیمترین عجائبات میں شمار کی گئی تہی اور اب بہی جو لوگ فن تاریخ سے دلچسپی رکہتے ہیں اور قدیمی عمارتوں یا انکی ساخت کی خوبی یا صنعتگری کا اندازہ کرتے رہتے ہیں وہ ان آثار سے جو روایتاً اسکی بابت چلی آتی ہیں اپنی کتابوں میں اس دیوار کی بابت اپنا یہ خیال برابر ظاہر کرتے چلے آتے ہیں کہ شہرپناہ بابل انسانی کارگیری کا ایک نہایت ہی حیرتناک نمونہ تہا بعض کی رائے میں تو دنیا میں اور چہہ عجائبات کی نسبت جو انسانی ہاتہہ کے بنائی ہوئی ہیں اسکو کیا بہ لحاظ زمانہ تعمیر اور کیا بہ لحاظ اور عجیب طرز تعمیر کی تقدم اور سبقت حاصل ہے۔

زنیوفن کے نزدیک تو اسکی بناوٹ اس طرح کی تہی کہ جبتک اصلی حالت تعمیر سے کوئی سیاح واقف نہو یہ گمان ہی نہیں کر سکتا تہا کہ یہ انسانی ہاتہہ کا کام ہے ۔ ہیروڈوٹس مورخ کو یہ امر اپنی تحقیقات سے ثابت ہوگیا تہا کہ اس زمانہ کے بڑے بڑے عقلا جو اس شہرپناہ کی ساخت اور اسکی حالت موجودہ دیکہنے کی غرض سے جاتے تہے انکا یہ خیال اور یقین تہا کہ دیوار مذکور ایک قدرتی کام ہے اور کفار مورخین جو ہیروڈوٹس کے ہمخیال ہیں اُنہوں نے تو اس رائے کو اور زیادہ استحکام دیکر یہ لکہدیا ہے کہ دیوار مذکور دیوتاؤں کی ہاتہہ کی بنائی ہوئی ہے کیکاؤس کے

حملہ اور تسخیر شہر بابل تک اِسکی تعمیر کی حالت میں کوئی فرق نہیں ہوا تہا اور نہ بادشاہ مذکور کے حملہ بابل کے حالات سے یہ امر دریافت ہوتا ہے کہ کسی عمارت بابل کو بالکل نیست ونابود کرنیکا اسنے ارادہ کیا ہو بلکہ اسکی حکومت بابل میں قایم ہو جانے کے بعد جب کالد یا سلطنت ایران کا ایک باجگذار صوبہ قرار دیا گیا تہا تو اِن دیواروں کے استحکام کی جانب بہت زیادہ توجہ کی گئی نہیں اور شہر کی خوبصورتی اور عظمت رکہنے کی غرض سے شاہِ موصوف کے جانشینوں یا ان لوگوں نے جو باجگذار شاہ بابل کے پاس بطور رزیڈنٹ کے مقیم رہتے تہے ہمیشہ اصلی فرمانرواؤں کی طرح اس جانب توجہ مبذول رکہتے تہے کہ دیوار شہر پناہ کو اپنی حالت پر قایم رکہا جائے۔

اور کچہ شک نہیں ہے کہ یہ مقابلہ خاندان نمرود کے بخت نصر اور اسکی اولاد نے ایک درجہ تک اِسکے تحفظ کی جانب بہت زیادہ خیال رکہا تہا اِسکی بڑی وجہہ کہ بخت نصر کی اولاد کو دیوار شہر پناہ کے استحکام کا زیادہ خیال کِس وجہہ سے رہا ایک یہ بہی سمجہی جاتی ہے کہ انکے زمانہ میں بیرونی حملہ آوروں نے بڑے زور شور سے شہر بابل پر حملہ کیا تہا اور یہ خاندان خونخوار اِس بات اچہی طرح یقین کر چکے تہے کہ بغیر دیوار کے حصار پر قبضہ کیئے اِس ملک پر فتح پانا ناممکن ہے۔

کیکاؤس جسوقت شہر بابل میں یکایک رات کو داخل ہوا ہے تو اِس بات پر اسکو بڑی خوشی حاصل ہوئی تہی کہ اِس دیوار کی موجودگی میں جسے درحقیقت تمام دنیا کی جنگجو آدمی بہی بمشکل اور بڑی سخت کوشش اور محنت کے بعد دریائے فرات کو عبور کر کے شہر پناہ مذکور کے برجوں اور دروازہ پر قابو پا سکتے اور انکے ذریعہ شہر کے اندر داخل ہو سکتے تہے ایک خاص طریقہ سے کامل طور پر شہر میں داخل ہونے اور اسپر قبضہ حاصل کرنے کا موقع حاصل کریں اور جسوقت اندرون شہر سے اسکی نگاہ دیوار پر پڑی تو وہ اپنے افسروں سے یہ کہتا تہا کہ اگر دریائے فرات ہمارا یاوری نہ کرتا اور اگر اِسکا وجود اِس موقع پر نہوتا تو تمام ایرانی فوجیں محاصرہ کر کے تباہ ہو جاتیں اور شہر میں داخلہ کسی طرح نصیب نہوتا مورخین کا خیال ہے کہ کیکاؤس کے داخلہ شہر میں شاہ بابل کے اُس مفرور غلام نے بڑی اعانت کی تہی جسکی بیٹی کو بادشاہ مذکور نے بوجہہ شدید ظلم کے ساتہ قتل کر ڈالا تہا ورنہ خود فوجی سرداران کیکاؤس یہ سمجہے ہوئے تہے کہ اگرچہ دو برس تک ہمکو اِس شہر کے محاصرہ کے لیئے بادشاہ نے حکم دیدیا ہے مگر ہم تو یہ سمجہتے ہیں کہ اگر یہی دیوارین ہمارے سدراہ ہیں تو ہم دو کیا برس میں بہی شہر بابل پر نہ تو قبضہ حاصل کر سکتے ہیں اور نہ اِسمیں داخل ہو سکتے ہیں۔ بہرحال حملہ آوری کیکاؤس تیکرہ شاہ لہراسپ ایرانی کے اولاد کے زمانہ تک اِس دیوار کی تعمیر میں کوئی فرق کسیطرح کا نہیں ہوا

استعمال پایا تھا۔ اور خود سلطنت ایران کی یہ خواہش تھی کہ بابل کی کل عمارتوں کو خاصکر شہرپناہ کو اپنی اصلی حالت پر رکھا جائے مگر داراب کے عہد میں یہاں کے معاملات کی صورت دوسرے طور پر بدل گئی تھی اور خود بابل اور کالدیا کے باشندوں نے ایسے سامان پیدا اور فراہم کرنا شروع کر دیئے تھے اور ان میں خودسری اور تمرد اور بغاوت کا مادہ اسقدر پیدا ہوگیا تھا کہ سلطنت ایران کے فرمانرواؤں کو اسوقت یہ بات ضروری معلوم ہوئی کہ جبتک بابل کی سب ایسی عمارتیں جنکے استحکام [illegible] اہل بابل کی بغاوت کے ایک زمانہ میں لاعلاج نقصان پہونچائیگی منہدم اور کمزور نہ کر دی جائینگی یہ نا ممکن ہے کہ اس ملک پر آسانی اور امن وامان کے ساتھ گورنمنٹ ایران کا قبضہ قایم رہ سکے۔ اسکے عہد میں بابل والوں میں سرکشی اور خودسری کا مادہ اسقدر پیدا ہوگیا تھا کہ انہوں نے معمولی خراج بھیجنے میں جو ہمیشہ سلطنت ایران کو پیش کیا جاتا تھا کمی کرنی شروع کی اور سلطنت مذکور کا جو قایم مقام شہر بابل میں رہتا تھا اسکے ساتھ نہایت حقارت اور نالایقی کا برتاؤ ہوتا تھا۔ چند سرداران حکومت بابل کے دماغ میں یہ جنون پیدا ہوگیا تھا کہ اسکے ماسبق اشخاص صرف دہوکے سے ایرانی سلطنت کے مطیع اور خراجگذار بنگئے تھے ورنہ وہ اہل بابل جو دیوتاؤں اور زرین رہنمایان کی اولاد میں ہیں کسی کی اطاعت اور فرمانبرداری اور خراجگذاری کے واسطے خلق ہی نہیں ہوئے ہیں اور اس جنون کو اسقدر ترقی ہوئی کہ خفیہ طور پر خود بہت سے نامی فرمانروایان بابل اور اسکا تمام خاندان اور بڑے بڑے سردار اسبات پر آمادہ ہوگئے کہ کیکاؤس کے پوتے شاہی خاندان کی تابعداری کا جوا جو انکی گردن پر رکھا ہوا ہے اسکو اتار کر پہینکدیں اور بالاستقلال حکومت کریں۔

[illegible] ایک بڑے زمانہ تک [illegible] حکومت کے تبادلہ نے انہیں شک نہیں [illegible] کے خیالات کو معاملات انتظام کی جانب متوجہ کرلیا گو یہ توجہ نہایت کمزور پیمانہ [illegible] عجیب تحریک کے باعث امرائے سلطنت بابل نے سفیر ایران کو قتل کرڈالا اور سلطنت ایران کو جو خراج بھیجا جاتا تھا اسے قطعاً موقوف کردیا۔ اور فوجی وجنگی انتظامات اس زبردست سلطنت (ایران) کے مقابلہ کے واسطے جو ہندوستان تک پھیلی ہوئی تھی نہایت سخت آمادگی سے شروع کردیئے۔ دارا جو اس زمانہ میں سر پر آرائے سلطنت فارس تھا اور جسنے بتدریج اس بغاوت اور سرکشی کا اندازہ کرلیا تھا اور جو اس امر کو بخوبی سمجھ چکا تھا کہ مجنونان کالدیا کا خبط اور سرکشی شہرپناہ بابل کے استحکام کے باعث ہے ان واقعات کو سنکر آگ ہوگیا اور نہایت بڑے

عرصہ میں ایک نہایت خونخوار فوج کو ہمراہ لیکر جسکی تعداد مورخین قدیم دس لاکھ سے زیادہ لکھتے ہیں بابل کی تسخیر کے واسطے اپنی دار السلطنت سے روانہ ہوگیا ہر ایک ایرانی جوش میں بھرا ہوا تہا بالخصوص وہ لوگ جو قایم مقام ایرانی مقتول مقیم شہر بابل کے دوست اور متعلق تھے انکو تو حد درجہ سرگرمی اس امر کیجانب تہی کہ جسطرح ممکن ہو اہل بابل کی خود سری اور تمرد [illegible] تہس نہس کر دیجائے۔

یہ بیان کیا گیا ہے کہ جو قایمقام سلطنت عجم بابل میں متعلق تہا وہ فرمانروا خاندان ایران کا نہایت قریب تہا اسلیئے خود بادشاہ ایران اور تمام سرداران سلطنت کے دلوں میں اسکے انتقام کی آگ نہایت خوفناک صورت میں بھڑکی ہوئی تہی خلاصہ یہ کہ جب دارا مع اپنے لشکر جرار و خونخوار کے سرحد بابل کے قریب پہنچگیا تو بابلیوں کی ایک بڑی جمعیت فوجی اسکی سدراہ ہوئی اور اکثر سرداران کالدیا اپنے اپنے ہمراہیوں کے ساتہہ مختلف لڑائیاں بہی ایرانیوں سے جھگڑ پڑے مگر جیسا کہ لکھا گیا ہے انکی بت پرستی اور زناکاری اور ظلم وجور نے انکی عقلوں اور قوت انتظام جنگ کو مسلوب کر لیا تہا۔ چنانچہ ہر مقابلہ میں دارا کی فوج نے انکو کامل شکست دی اور آخرکار شہنشاہ مذکور اپنی تمام فوج کے ساتہہ بابل کے ہر قصبہ اور شہر کو جو اسکی راہ میں پڑتے تھے قتل و غارت اور تاخت و تاراج اور پامال کرتا ہوا بابل کے شہر پناہ کے نیچے پہنچگیا اور بابل والوں کو حملہ آور کی طرف سے اسقدر ہراس اور خوف غالب ہوگیا کہ انہوں نے بے تحاشا ہر ایک میدان جنگ سے بہاگ کر شہر بابل کے سوا کسی مقام پر دم نہیں لیا۔

اور آخر وہ بیشتر اہل کالدیا مع کل لشکر اور سامان جنگ کے شہر مذکور میں متحصن ہوگئے۔ بابل کے شہر پناہ کے مستحکم اور بلند دروازے اسی طرح نہایت مضبوطی کے ساتہہ بند کر دیئے گئے جیسے کہ شہنشاہ کیکاؤس میں بند کیئے گئے تہے اور برجوں اور دروازوں پر اندر کی جانب سے ہر ایک ضروری موقع پر ایک بڑی تعداد فوج حراست اور حفاظت کے واسطے متعین کر دی گئی۔

دارا اس حال کو دیکھکر سخت پریشان ہوا اور اگرچہ اسنے شہر کے اندر داخل ہونے کے واسطے صدہا تدبیریں کیں لیکن ایک بہی کارگر نہوئی [illegible] مایوسی بڑہتی جاتی تہی اور ایک عجیب ناکامی کی حالت [illegible] زیادہ [illegible] تمام تدبیریں [illegible] پناہ استحکام کے باعث رائگان گئیں تمام بڑے بڑے مدبرین جو اس فرمانروائے ایران کے ساتہہ تسخیر بابل کا دعوے کرکے آئے تہے وہ اسپر [illegible]

جب نہایت پریشان ہوا اور کوئی تدبیر اِس شہر پر قبضہ کرنے کی کامیاب نہوئی تو وہ اِس امر پر مجبور ہوا جو زوفائرس کی مذکورہ بالا عجیب وغریب کارروائی اور کامیابی سے متعلق تہا اور جسکا ذکر مفصل طور سے صفحات سابقہ میں ہوچکا ہے۔ بہرحال جب دارا کو زوفائرس کی تدبیروں سے شہر پر قبضہ حاصل ہوگیا اور اسکی فوج قتل وغارت کرتی ہوئی شہر کے اندر داخل ہوئے تو اُسنے تسلط اور قبضہ کامل کے بعد سب سے پہلے یہ انتظام کیا کہ بابل کی دیواریں بالکل منہدم کردیجائیں اور انکا نام ونشان صفحۂ روزگار سے مٹا دیا جائے مگر آخر زوفائرس کی صلاح ومشورے کے بموجب یہ تجویز پوری نہوئی البتہ صرف اسقدر اُسکا منشاء پورا کیا گیا کہ شہر پناہ کی نصف بلندی مسمار کرکے کم کردیجائے چنانچہ بیشمار مزدور اور بیلدار دیوار مذکور پر چڑہا دیئے گئے اور اُنہوں نے اِسکا انہدام شروع کردیا۔ اِسوقت اگرچہ خاندان شاہی بابل بالکل نیست ونابود اور قتل ہوچکا تہا۔ تاہم اکثر لوگ جو بچ گئے تھے اور عام باشندگان شہر ڈاڑہیں مار مار کر روتے تہے اور انکو اسوقت یہ کامل یقین ہوگیا تہا کہ خاندان فرمانروائی بابل نیز یہاں کے اصلی باشندوں کو اب کبھی حکومت اور عزت فرمانروائی اِس ملک پر نہ حاصل ہوسکے گی اور نہ اہل کالدیا اِس شہر کو اب کبھی زمانہ سابق کی صورت پر خواب میں دیکھہ سکینگے مورخین نے لکہا ہے کہ دیوار مذکور کی بلندی اِس شکست وریخت کے زمانہ میں انہدام کے بعد اسقدر کم کردی گئی تہی کہ اگر حملہ آور فوج شہر کے اندر داخل ہونے کا ارادہ کرے تو اُسکو داخلۂ شہر میں زیادہ دقت نہو۔ مگر بعض مورخین کی رائے ہے کہ دارا نے شہر پناہ کے بالکل منہدم کردینے اور اسکی بنیادوں تک کو کہود کر پھینکدینے کا حکم دیدیا تہا اور یہ حکم زوفائرس کی صلاح ومشورہ کے بموجب تہا کیونکہ اہل بابل نہایت ہی دغاباز اور قابو پرست اور مکار تہے اور ایرانیوں کے ساتہہ انکو شدت سے عناد اور عداوت پیدا ہوگئی تہی پس زوفائرس کی رائے میں یہہ اندیشہ یقینی تہا کہ اگر انکو یعنے اہل بابل کو کوئی موقع ذرا بہی ملگیا تو وہ پہر اِسیطرح بغاوت پر کمر باندہ لینگے اور فوج ایران کو نہایت پریشان کرینگے اِسلیئے دروازہائے شہر تو بالکل کہود ڈالے گئے اور شہر پناہ اگرچہ بالکل منہدم نہیں کیگئی تاہم اسدرجہ تک کم کردی گئی کہ حملہ کے وقت شہر پر قبضہ کرنے میں حملہ آور فوج کو کوئی دقت نہو بہرحال دارا نے شہر پناہ بابل کو جو اپنے استحکام اور رفعت میں اپنا عدیل ونظیر نہیں رکہتی تہی اِسقدر کمزور اور ناقابل طمینان واستحفاظ کردیا تہا کہ اگر کوئی خفیف سا دشمن بہی اِس شہر پر حملہ کرے تو اِسکو بہ آسانی فتح کرسکتا اور قابض ہوسکتا تہا۔

چنانچہ اسکندر اعظم کے حملہ کے وقت ہرچند گورنر ایران نے جو بابل میں رہتا تہا اسبابت کی کوشش

کی کہ دشمن کے حملہ سے شہر کو بچایا جائے مگر اسوجہہ سے کہ اِسکی شہرپناہ بالکل غیر محفوظ ہوگئی تہی یعنے اِسکی دیواریں بہت نیچے کردی گئی تہیں اور اسکے دروازے بالکل کہود کر پہینکدیے گئے تہے سواے اِسکے اور کوئی نتیجہ نہ حاصل ہوا کہ حملہ آور فوج کے ہاتہہ سے گورنر مذکور خفیف لڑائی کے بعد قتل ہوگیا اور سرداران لشکر سکندر اعظم نے شہر پر معمولی خونریزی کے بعد قبضہ کرلیا۔ سکندر کے حملہ سے قبل جو ایرانی گورنر اس شہر میں رہتا تہا اسنے ہی مختلف اوقات میں اس دیوار کے اکثر حصوں کو منہدم کرادیا تہا کیونکہ ایک وقت میں اِسکو اسبات کا شبہہ پیدا ہوا تہا کہ اہل کالدیا اپنی فطرتی شرارت اور اپنی اصل سرکشی اور بدباطنی کے باعث یہ منصوبے کررہے ہیں کہ گورنر مذکور کو قتل کرڈالیں اور نہایت بیخبری میں شہر پر قبضہ کرلیں مگر خوش قسمتی سے اس سازش کی خبر عین وقت پر اِسکو پہونچگئی جسپر اسنے بڑے بڑے عمائد اور پس ماندہ خاندانی اشخاص سلطنت بابل کو مجرم قرار دیکر بُری طرح قتل کرادیا اور انہیں سے بعض کو شہر سے نکالکر مختلف حصص ملک میں آباد کرادیا اور دیوار شہرپناہ ایک مقام سے اس وسعت کی بالکل بیخ و بنیاد سے گرادی گئی کہ جسکے دور میں ایسے ایسے بیس دروازے تیار ہوسکتے تہے۔ اِسکے علاوہ حسب الحکم دارا کے بہی شہر کی ایسی عمارتیں منہدم کرادی گئیں جنکی بابت یہہ گمان ہوسکتا تہا کہ کسی خاص موقع پر باغی باشندگان شہر کے لیئے بطور حفاظت یا کسی قلعہ کی کارآمد ہوسکتی تہیں۔

بہرحال دارا کے زمانہ فرمانروائی سے بابل کی نہایت عجیب شہرپناہ کا استحکام کا انہدام شروع ہوا اور آخر بتدریج اِسکا نشان مٹ گیا۔ بعض مورخین بیان کرتے ہیں کہ سکندر اعظم نے اپنے حملے اور گرفتاری دارا کے قتل و قمع اور کامل طور سے ایرانی تسلط اور قبضہ اس شہر پر سے اٹہانے کے بعد یہہ ارادہ کیا کہ بابل کو پہر اپنی اصلی حالت پر پہونچا دے چنانچہ اس خیال سے اُسنے شہر مذکور کی عمارات قدیمہ کو از سر نو ترمیم اور تعمیر کرانا شروع کیا اور نیز شہرپناہ جس جس مقام سے منہدم کرادی گئی تہی اِسکی تیاری اور نئے سرے سے اِسکو اپنی حالت اصلی پر قایم کردینے کی نسبت اُسنے اپنے سرداروں کو حکم دیا تہا اور اس مضمون کا بہی ایک فرمان نافذ کیا تہا کہ شہر بابل کے دروازے بہی اپنے قدیم موقع پر اُسی حیثیت اور خوبی سے نصب کردیے جائیں جنہیں دارا شاہ عجم نے اکہڑوا کر شہر کے بڑی شاہراہوں میں اہل شہر کی عبرت کے واسطے پہنکوا دیا تہا۔ چنانچہ اِسکی تعمیل بہی نہایت سرگرمی سے شروع ہوئی اور تمام یونانی سردار دل و جان سے اس خیال کی جانب متوجہ تہے کہ جسقدر جلد ممکن ہو بابل کی حالت سابقہ قایم ہوجائے مورخین قدیم

لکھتے ہیں کہ اسمیں شک نہیں کہ اگر سکندر کچھ دنوں اور زندہ رہتا تو جسقدر تباہی بابل کی ہو چکی تہی اُسکا نام ونشان بہی نہ رہتا اسکی عمارتوں کی شان وشوکت اصلی حالت پر آجاتی اور اِسکی خوبصورتی اور قدیمی زیب وزینت عود کر آتی لیکن یہہ یاد رکہنا چاہیئے کہ بابل کی بربادی صرف انسانی خواہش اور قوت انتقام کے اظہار کی غرض سے نہ تہی بلکہ اِسکی پامالی اور تباہی اور نیست ونابود ہو جانے کی جانب اُس خدائے مقدس اور برتر کو توجہہ تہی جو خالق السلاطین اور مالک الملوک ہے۔

درحقیقت اِس سرزمین پر خدائے اسرائیل واسمٰعیل کا قہر نازل ہوا تہا اور اِسکے لیئے بوجہہ ایک مسلسل زناکاری اور بت پرستی اور نافرمانی خدائے حقیقی کے اور اِسکی شدت کفر وزندقہ الحاد وزناکاری کے وہ زمانہ شروع ہو چکا تہا کہ شمشیر قہر الٰہی اِسکو بالکل نیست ونابود کردے جسکا مقابلہ ضعیف ترین مخلوقات انسان کی ہمتیں اور ارادے کسی طرح نہیں کر سکتی تہے تو بہلا سکندر اعظم اگرچہ تمام دنیا کی سلطنت کا مدعی بنا تاہم اِس قادر ذوالجلال کا ایک بندہ ذلیل تہا پس اسکی کیا حقیقت تہی جو از سر نو بابل کو تعمیر کرا سکتا یا اُسکی قدیمی شوکت وحشمت اور جلال وجبروت کو واپس لا سکتا تہا چنانچہ باوجود اِس امر کے کہ سکندر نے کل سامان دیوار شہر پناہ بابل کی تعمیر کا فراہم کرا دیا تہا اور ایک خاص محکمہ اِس کام کے واسطے جداگانہ مقرر کیا گیا تہا کہ تمام اِن عمارات قدیم شہر بابل کی حفاظت اور تیاری میں سرگرم رہے بالخصوص شہر پناہ کی تیاری کی بابت تو بڑے شد ومد اور سرگرمی سے کام شروع کیا گیا تہا لیکن یونانیونکی یہہ سب کاروائی رائگان گئی کیونکہ ابہی ترمیم اور تعمیر کا کام اچہی طرح سے شروع نہونے پایا تہا کہ سکندر اعظم دفعۃً بیمار ہو گیا اور آخر اسکی بیماری کو اِسقدر اشتداد ہوا کہ تمام حکما اور بڑے بڑے ڈاکٹر جو اُسکے ہمراہ تہے اُسکی جان بری اور صحتیابی سے مایوس ہو گئی اور آخر بڑے بڑے یاس وحرمان کیساتہ ایسا بادشاہ عظیم کہ جسکو دنیا کی حکمرانی اور فرمانروائی اور کشورکشائی کا غرور اور دعوے تہا ایک چند منٹ میں صفحہ دہر سے اُٹھہ گیا اِسکے مرنے کے بعد اسکے سرداروں میں حکومت اور تخت نشینی کے طرح طرح کے جہگڑے اُٹھہ کہڑے ہوے اور شدید اختلاف اور نزاع پیدا ہو گیا آخر اس قسم کے ہنگاموں میں بابل کی تعمیر اور تجدید بالکل موقوف رہی اور پہر سلیوکس جانشین سکندر اعظم نے تو اِس جانب سے اپنی توجہہ بالکل ہی پہیر لی بلکہ اسنے ایک نیا شہر اپنی ناموری اور طمانیت کے لیئے شہر بابل کے متصل آباد کرنا چاہا جسکا نام اِسنے سلوکیا رکہا تہا۔ اِس شہر کی بیشتر عمارت تہی

وہ شہر پناہ بابل کی اور اسکے علاوہ شہر مذکور کی دیگر عمارتوں کے مصالحہ کو کہود کہود کر بنائی گئی تہی ڈیماٹری اس کے دوران سلطنت میں اور زیادہ قدیم شہر پناہ بابل مختلف مقامات سے گرائی گئی اور آخر ہمیرس اور پارتہیا والوں کے عہد میں تو اسکی اصلی ہستی بالکل نیست و نابود ہوگئی نہ تو شہر کے باشندے جو اہل بابل کالدیا تہے اس شہر میں مقیم رکہے گئے اور نہ دیوار کا نام و نشان قایم رکہا گیا۔ بیلین کا مندر کہود ڈالا گیا اور تمام وہ احاطہ جسپر شہر پناہ قایم تہی دیوار کو گرا کر بالکل کف دست میدان کر دیا گیا اور آخر اسکے نیست و نابود ہونے کو اسقدر ترقی ہوئی کہ کہین اب اسکا نام و نشان بہی نہیں ملتا ہے البتہ شہر کی عمارتوں کے کہنڈر اور انکے مصالحہ کے انبار اور ٹیلے ایک مسلسل حالت میں دور تک پہیلی ہوئی دکہائی دیتی ہیں۔ اور چار طرف سوائے ویرانی اور تباہی کے اور کچہ بہی نہیں نظر آتا ہے۔

اگر دنیا کی فانی ہستی پر غور کیا جائے تو درحقیقت کوئی امر اس سے زیادہ عجیب نہین کہ کس طرح یہہ عظیم الشان اور رفیع البنیان دیوار جو دنیا کے عظیم ترین عجائبات میں شمار کیجاتی تہی صفحہ روزگار سے نیست و نابود ہوگئی درحقیقت اس سے زیادہ اور کیا تعجبناک اور انسانی عبرت کے واسطے اس سے بڑہکر اور کونسا امر قیاس میں آسکتا ہے کہ ایسے وقت میں جبکہ بابل کی عظمت و شوکت اور جلال و جبروت نقطۂ انتہائی پر پہنچا ہوا تہا اور خاص شہر بابل میں حشمت اور ثروت اور دولتمندی کا سامان کامل طور سے موجود تہا اور ہر طرف جاہ و حشم اور عیش و نشاط میں سرگرمی نظر آتی تہی اور مسرت و خوشی کے شادیانے بج رہے تہے فوج اور لشکر اور خزانہ بےحد بلکہ خارج از قیاس موجود تہا جس سے ہر قسم کی ملکی حفاظت متصور تہی شہر پناہ بابل کی ایسی عظیم الشان اور بڑی عریض دیواریں اسطرح منہدم ہوکر نیست و نابود ہوگئیں کہ اسوقت اس امر کا کسی طرح ثبوت نہیں ملسکتا کہ اپنی تعمیر کے زمانہ میں ان کی بنیاد کس مقام پر قایم تہی۔

مسٹر ریچ لکہتے ہیں کہ اس بات پر کل مورخین کا اتفاق ہے کہ زمانہ سابق میں شہر پناہ کی بلندی کا اندازہ ساڑہے تین سو فیٹ تک کیا گیا تہا۔ اور ایک گروہ مورخین لکہتا ہے کہ انکی بلندی صرف تین سو فیٹ تک تہی مگر جسوقت اہل بابل نے دارا ہشتاسپ سے بغاوت کرکے محصوری اختیار کی ہے اور پہر زوفائرس کی تدبیر سے اسکو شہر پر تسلط اور غلبہ حاصل ہوا ہے تو اسنے ان دیواروں کی بلندی اسقدر کم کردی کہ صرف دو سو فیٹ رہگئی۔

مسٹر ریچ یہہ بہی لکہتے ہیں کہ مینے قصبہ حلہ کے متصل اپنی بدنصیبی سے کہنڈروں کے کسی حصہ میں

کوئی آخری نشان اِس دیوار کی بنیادونکا نہیں پایا جسکی نسبت یہ مشہور ہے کہ ایک خاص موقع پر اہل حملہ نے شہر پناہ مذکور کی بنیاد پر کوئی عام تفریح گاہ خفیہ طور سے بنا لیا تھا۔ سولہویں صدی عیسوی میں اس دیوار کا آخری زمانہ ایک یوروپین مسافر نے دیکھا تھا کہ قبل اِسکے کہ اسمیں کوئی از سر نو تعمیر کی تجدید کا سلسلہ شروع کیا جائے وہ اِسقدر منہدم ہو گئی تھی کہ اِسکا بالکل نشان بھی نہیں نظر آتا تھا اور اِن دونوں باتوں پر غور کرنے سے کہ اِس زمانہ اور طرز پر کہ جب بابل کی دیواریں موجود تھیں اور ایک ایسا شہر اسمیں آباد تھا کہ جسکا فتح کرنا محال تھا اور نیز اِسکے بعد کی حالت کی نسبت مورخین نے کیسے خیالات ظاہر کیے ہیں ایک عجیب عبرت حاصل ہوتی ہے۔ مسٹر روڈالف مورخ نے اپنے سفر نامہ میں لکھا ہے کہ جس زمانہ میں میں نے شہر بابل اور اِسکے آثار قدیمہ کی سیاحت کا ارادہ کیا تو مجکو دیوار شہر پناہ کی حالت دریافت کرنے کی تلاش ہوئی۔

آخر میں نے اُن مخروطی یا چڑھائی دار ٹیکروں پر چڑھکر جو دیوار مذکور کے لیے کہیں کہیں بطور نشان تعمیر کے سمجھی جاتی تھی اسباب کو معلوم کیا جیسا کہ ہیروڈوٹس مورخ یونانی نے لکھا ہے۔

یہ دو تو دیواریں پے در پے بنی ہوئی تھیں جنمیں سے ایک اندر تھی اور اِسکے قریب ایک خندق کا فاصلہ دیکر دوسری دیوار بنائی گئی تھی اور اِن دونوں دیواروں کی صورت دو متوازی دائروں کی سی تھی جو ایک عظیم احاطہ میں چلی گئی تھی یہ حالت قصبہ حلہ کے قریب پائی گئی تھی اور یہ بعض مقامات سے کھلی ہوئی تھیں جنمیں سے ایک مقام پر مجکو دروازوں کا سا نشان معلوم ہوتا تھا اور اِسلیے میں خیال کرتا ہوں کہ یہ قدیمی شہر پناہ بابل کی دیواریں ہیں اور جو مقامات کہ کھلے ہوئے ہیں اُنکو میں قدیم شہر پناہ کے قدیم دروازے سمجھتا ہوں کیونکہ یہ کھلے ہوئے مقامات اِس قسم کے نشان ظاہر کرتے ہیں جنسے دروازونکا یقین ہو سکتا ہے۔ یہ نشان میں نے متفرق طور سے سو کے قریب بڑی دور تک سفر کر کے شمار کیے تھے اور اِس بنیاد پر میرا یہ خیال مستحکم ہو گیا کہ ضرور یہ شہر پناہ کی دیواریں تھیں کیونکہ اِسکی تائید کے واسطے میں نے جو زیادہ حالات دریافت کرنے کی کوشش کی تو اور بھی اکثر جگہہ اِسی دائرہ میں ایسے نشان ریگ میں چھپے ہوئے پائے جنپر شہر پناہ کی دیوار کا کامل یقین ہو سکتا تھا۔

مقامات سلوشیا۔ سئی سی فن۔ دستیفراد۔ کوفہ اور اِسکے گرد و نواح میں جو قدیم آبادیاں تھیں مع اُن آبادیوں کے جو نہایت آخرترین زمانہ میں بسائی گئی ہیں مثل نجف اور کربلا وغیرہ اور اُنکے سوا اور جسقدر قصبے اور مواضع ہیں اُن وہ غالباً عام طور سے بابل کی دیواروں کے باہر

تعمیر ہوئی ہیں بہرحال شہر بابل کی مثل اسکی دیواریں بہی ایسی نیست و نابود ہیں کہ انکا بہی نشان خاص عمارات اندرون شہر کی طرح بالکل مفقود ہے۔

صدہا سال کی بارش اور دریائے فرات کی سالانہ سیلاب اور روانی نے ان پامال شدہ اور منہدمہ دیواروں کی مصالح اور سامان تعمیر کو بہاکر اس خندق میں ڈالدیا ہے جہاں سے متصل وہ یہ دیواریں تعمیر ہوئی تہیں اور یہانتک اس قدرتی کارروائی کا اثر ہوا ہے کہ نہایت سوزندہ اور ہولناک صحرا کے ریگ نے ان مقامات کو جہاں یہ دیواریں بنی ہوی تہیں بالکل ڈہکدیا ہے اور ایسا ان مقامات کو بدل دیا ہے کہ بابل کے مذکورہ نہایت عریض اور مستحکم دیواروں کی نسبت سوائے اسکے اور کوئی گمان نہیں ہوسکتا ہے کہ وہ قطعاً منہدم ہوکر بے نام و نشان ہوگئی ہیں۔ بہرحال ان متواتر شہادتوں سے جو اس شہر کی بربادی کے متعلق ہماری نگاہ کے سامنے موجود ہیں یہ کامل یقین کے ساتہہ کہا جاسکتا ہے کہ ایسی بلندترین دیواریں جو انسانی کاریگری کا ایک حیرتناک نمونہ تہیں اور جو ایک ایسے شہر کے گرداگرد بطور دائرہ کے کہچی ہوی تہیں جسپر آفتاب کی شعاعیں نہایت جاہ و جلال اور زینت آرائی کے طرز و طریقہ پر تابندہ رہتی تہیں اور نیز ایک ایسا وسیع اور مسطح اور ہموار ملک جسکا دار السلطنت بابل اعظم تہا۔ رب قدیر کی نہایت لاعلاج اور عالم سوز عذاب الیم کے نازل ہونے سے برباد ہوگیا۔ مسٹر بکنگہم نے اپنے سفرنامہ میسوپوٹیمیا میں جسکا نام تحقیقات بعد زوال شہر بابل ہے یہ ذکر کیا ہے کہ ایک بڑی عرصہ کی محنت اور سخت تحقیقات اور تلاش کے بعد انہوں نے بابل کے کہنڈروں کے مشرقی حصہ کا کچہہ حال دریافت کیا۔ وہ لکہتے ہیں کہ اس موقع پر مجہے ایک بیضوی شکل کا ایک ٹیلہ نظر پڑا جسکی بلندی ستر فیٹ سے لیکر اسی فیٹ تک تہی اور اسکا محیط تین سو فیٹ سے لیکر چار سو فیٹ تک تہا یہاں پر مجہے ایک قدیم دیوار کے کچہہ آثار پائے تہے جو تیس فیٹ لانبے اور بارہ فیٹ تک دبیز تہے اور جسکی چارطرف نظر کرنے سے اور اسکی موجودہ حالت پر غور کرنے اور نیز اسکے سر ایک حصہ کیجانب جو منہدم اور غیر مکمل تہا توجہ کرنے اور اس کہنڈر کی ہیئت گذری سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ یہ مقام یقیناً اصلی اور قدیم برباد شدہ اور منہدمہ دیوار بابل کا ٹکڑا ہے۔ مگر کپتان فریڈرک جنہنے خاصکر بابل کے بقیہ آثار اور اسکے دیوار شہر پناہ کے حالات اور نیز خندق کی کیفیت دریافت کرنے کی غرض سے اسکی گرد سفر کیا تہا یہ لکہتا ہے کہ دیوار مذکور کے جس نشان کا ذکر ہوا ہے وہ موجودہ زمانہ کی کسی مسافر کی نظر سے نہیں گذرا ہے۔ وہ لکہتا ہے کہ میری تحقیقات پوری

طور سے جو اہل عرب کے ذریعہ ہوی ہے یا جسکے تمام لباط کا موازنہ اُن چند روایات پر ہوسکتا ہے جنکو اہل عرب نے مجھسے شہرپناہ اور خاص بابل اعظم کی نسبت بیان کیا وہ بہت کم قابل اعتبار ہے اور اسکے ذریعہ مجھکو کوئی بھی صحیح حال بالخصوص دیوار بابل کا نہیں معلوم ہوا۔

دریائے فرات کے کنارے کا وہ سطح جو اکیس میل طول میں چلا گیا ہے اور جسکا عرض تقریباً ۱۲ میل ہے میری نظر سے گذرا اور مینے اس مقام کی تمام و کمال تفتیش اس غرض سے کی کہ دریائے مذکور اسوقت اُسی موقع پر لہریں لے رہا ہے جہاں وہ وسط شہر بابل میں سے ہوکر زمانۂ بخت نصر میں موج زن تھا مگر مینے اُس وسیع مقام میں یا اس بسیط رقبہ میں اپنے تمام دوران سفر میں کوئی مقام ایسا نہیں پایا اور نہ کوئی نشان اس آثار قدیمہ کا نظر آیا جسکی نسبت میں یہ اندازہ کرسکتا ہوں کہ فلاں مقام پر قدیم دیوار شہرپناہ بابل واقع تھی اور فلاں جگہ پر اسکی خندق بنی ہوئی تھی اگر دیوار شہرپناہ کا کوئی بھی نشان موجود ہوتا تو یہ ضرور ہے کہ اُسکی محیط کی وسعت بہ نسبت اس وسعت کے جسکے سیر اور تحقیقات کا ذکر جغرافیہ دانان حال نے کیا ہے بہت ہی زیادہ ہوتی ہیں تو اس مقام کی نسبت مشکل سے یقین کرسکتا ہوں کہ یہاں بابل کی شہرپناہ باقی تھی مگر اسکے ساتھہ ہی میں اُن لوگوں کو اسبات کے قبول کرنے سے کہ تحقیقات سابقہ کو غلط سمجھا جائے یا صحیح خواہ مخواہ کوئی غلط فہمی پیدا کرا دینا نہیں چاہتا کیونکہ میری ذاتی تحقیقات اور مسٹر بکنگہم کی تحقیقات میں ایک خاص فرق ہے۔

مگر اسقدر آگاہی دیدینا ضرور ہے کہ صرف اسبات کی آگاہی کے واسطے اور اس تحقیق کے لیے کہ قدیم شہرپناہ بابل کس مقام پر واقع تھی میں اس گردش اور سفر سے اپنے تمام زمانہ قیام و سیاحت بابل میں بہت کم خالی رہا تھا پورے دن کے آٹھہ گھنٹے تک صرف اس کام میں پھر پھر کر سفر کرتا تھا اور گردش کرتا رہتا تھا اور چھہ روز تک میری یہی حالت رہی تھی اکثر میرا یہ سفر سواری پر ہوا اور ساتواں جبکہ مجھے اس سفر میں گذرا تو مینے پورے بارہ گھنٹے اس تلاش اور تجسس میں ضائع کردیئے تھے کہ میں مسٹر بکنگہم کی تحقیقات کی اصلیت کا ثبوت حاصل کروں۔

مسٹر کیپل اپنے سفرنامے میں لکھتے ہیں کہ میں اور میرے ہمراہی مع دیگر سیاحوں کے اپنے دوران سیاحت بابل میں عرصہ تک اسی بات کی تلاش میں مصروف رہے کہ بابل کی اصلی شہرپناہ کی بنیاد کا کوئی نشان ملے مگر یہ سب محنت ضایع ہوی اور کسی موقع پر کوئی نشان ان قدیم دیواروں کا مجھے نظر نہ آیا پس میں اپنی تحقیقات سے یہانتک کہ یہ امر یقینی طور پر کہتا ہوں کہ بابل کی بربادی

اور اسکی دیواروں کی مسماری اور نیست ونابود ہونے کی نسبت جو کچھ حکم پیشگاہ خدائے جلیل سے ہو چکا تہا اور جو کچھ ربانی پیشین گوئی اسکے خلاف لوگونکو بطور اطلاع کے سنائی گئی تہی وہ تمام و کمال اسکی بربادی کی پورے طور سے مکمل ہوجانے کے لیئے ایک خاص دستاویز ہے۔ اور میں حضرت یرمیا نبی کی ان الفاظ کی پوری تصدیق کرتا ہوں کہ (عریض اور طویل دیواریں شہر پناہ بابل کی بالکل منہدم ہوجائینگی) اور نیز یہ پیشین گوئی بہی جو بابل کی نسبت ہوئی پورے طور سے صحیح ہوئی کہ بابل کی بربادی ایک تعجب انگیز منظر ہوگی اور جو کوئی شخص بابل کو جائیگا وہ متعجب ہوگا کیونکہ درحقیقت یہ خیال کرنا نہایت مشکل ہے کہ بابل در اصل کیا چیز تہی اور ایک چشمدید شہادت اسبات کو بغیر تعجب کے اور کچھ اندازہ نہیں کرسکتی کہ اسکی موجودہ حالت کیسی قسم کے آثار قدیمہ میں داخل ہے۔ مسٹر رابرٹ پورٹر جسوقت ان کہنڈروں کی حالات دریافت کرنے کے واسطے انمیں داخل ہوئے ہیں تو وہ لکہتے ہیں کہ مجہے کسی مقام میں اسقدر جوش اور زمانہ کی بے ثباتی کا خیال نہیں پیدا ہوا جیسا کہ اس مقام پر ہوا جہاں مجہسے یہ کہا گیا تہا کہ اسجگہ شہر پناہ بابل کے قدیم دروازے بنے ہوئے تہے جو بالکل منہدم اور عبرتناک حالت میں آنکہوں کے سامنے اپنا ویران منظر پیش کرتے تہے۔ کپتان منگنان لکہتے ہیں کہ میں اسحالت کو کسی طرح نہین بیان کرسکتا ہوں کہ جو اس کہنڈروں کے مجموعے کے سلسلے اور ویرانون کی عظمت اور طول وطویل دائرہ کو دیکہکر میرے دل ودماغ پر طاری ہوا کیونکہ اسوقت سوائے ویرانی اور ہولناک بربادی کے جو چار طرف چہائی ہوئی تہی مجہے اور کچہ بہی نظر نہ آتا تہا۔ بہرحال جس طرح زمین کی خوبیوں کا دار المصدر پامال اور تباہ وبرباد ہوا ہے اسکی بابت ذیل کی عبارت قابل غور ہے۔ مسٹر ابرٹ پورٹر اپنے سفرنامہ میں کہنڈروں کے حالات کے تحریر کرنے اور اسکے نہایت مسلسل اور ویران مناظر کی تفصیل لکہنے اور نیز اس امر کے ظاہر کرنے کے بعد کہ اسوقت شہر بابل کی موجودہ سطح کی کیا حالت ہے اور اسکی عمارتوں کی قدیم بنیادوں کی نسبت کیسی قسم کا اندازہ کہ وہ کہاں پر موجود ہیں اور نیز اس امر کا اظہار کرتے ہوئے کہ موجودہ ویران اور برباد شدہ ٹیلوں کا سلسلہ کیسے کیسے عجیب آثار قدیمہ کو اپنے پہلو میں چہپائے ہوئے ہے یہہ لکہتے ہیں کہ اس ویران سطح کا تمام وکمال منظر ایک عجیب اندوہ اور خاموشی کی حالت میں ہے۔

عظیم الشان دریائے فرات کی لہرین یا خود نہر فرات ایک نہایت تنہائی کی حالت میں اسطرف آوارہ گردی میں مصروف ہے اسکی حالت اسوقت اس قسم کی ہے کہ گویا نہایت آرزومند سیاح

ان ویرانوں کے قریب اِس تباہی رسیدہ دارالسلطنت کے طواف میں مصروف ہے۔ اِسکے کنارے نرکل کے جنگل سے کچھ دور تک پھیلے ہوئے ہیں اور یہی مقام ہے جہاں قیدیان بنی اسرائیل اپنے بربط اور چنگ بجاتے تھے نرکل اور عجیب قسم کی گھاس ہر طرف اُگی ہوئی ہے بہرحال اسوقت اِس تباہ ملک کو دیکھنا چاہیے جو یہ ویرانہ منظر ہماری نگاہوں کے سامنے پیش کرتا ہے۔ موجودہ حالت میں تو یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ شکستہ چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں شاہی ایوان تھے اور یہ جو لمبے سلسلے میں چند ٹیلے دکھائی دیتے ہیں یہ شہر بابل کی سڑکیں تھیں اور اِس نہایت عبرتناک تنہائی اور خاموشی سے متکبر اور زیانکار دختر مشرق (شہر بابل) کی روزانہ چہل پہل اور گرمجوشی ان کا عجیب نشان ملتا ہے اسوقت اِسکی بربادی اور خرابی سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شہر مذکور کا نام ونشان نہ باقی رہنے والا تھا اور نیز یہ کہ اسپر کیڑے مکوڑے رینگتے نظر آنے والے تھے۔ اِسکے محلات سے بدلکر ٹوٹی ہوئی پہاڑیاں ہوگئیں اور سڑکوں سے منقلب ہوکر ایک طویل سلسلے کا ملبہ بنگیا اور بحالیکہ یہ مقام دنیا کا تخت گاہ سمجھا جاتا تھا وہی اب تاریکی اور خوف اور دہشت کا مخزن ہوگیا ہے۔

بجائے عظیم الشان غلغلہ طرب وشادمانی کے جسکے باعث شہر بابل کی شگفتہ مزاجی اور زندہ دلی مشہور تھی ہر طرف محشری خاموشی چھائی ہوئی ہے گویا موت اور معدومی کا بار اِس سب سطح پر ڈالدیا گیا ہے جسنے ایسے پُرساز وسامان اور زندہ دل وسعت آباد طبعی کو ایک نہایت کہنہ شہر خموشاں کی شکل کردیا ہے اور وہ مقام جو دنیا کے ہر ایک قیمتی چیز کا مخزن تھا اور جہاں دنیا کے خزانے ہر ایک طرف سے آکر جمع ہوتے تھے اور جہاں قیدیان بنی اسرائیل کا اِس قسم کا قیدخانہ بنا ہوا تھا جسکا قیدی تمام عمر نہیں چھوٹتا تھا اور جہاں مظلوم اسیروں سے بیحد محنت اور مشقت لیجاتی تھی اور جسجگہ دنیا کی بیشمار اقوام جمع تھیں۔ بڑے بڑے تاجداران باحشمت وجاہ جسکے دروازوں کو اپنا محترم داوری گاہ اور ماویٰ جانتے تھے اور تمام زمانہ کے سردار اور حکمران جسکے نام اور جسکی طرز حکومت اور دولتمندی اور جبروت وجلال سے حسد کرتے اور ہمیشہ کانپتے رہتے تھے اور جہاں کا حسن وجمال اور علم نجوم وہیئت اور سنگتراشی اور مختلف صناعیاں اُسوقت دنیا میں لاثانی خیال کیجاتی تھیں اور جسکی نہایت بازیب وزینت عمارات شاہی اور باغ اور عدالتیں اور بتخانے دنیا کے انسانی صناعی اور عظمت وجبروت کے لحاظ سے بطور نظیر ومثال پیش کیے جاتے تھے اب وہی بابل ہے کہ جسکی آثار قدیمہ کا نشان

بہی مشکل سے ملتا ہے- چار طرف وحشت اور عبرت چہائی ہوئی ہے اور سوائے ویرانی کے اس عظیم الشان شہر کی کسی شئے کی ہستی کا یقین ہر ایک سیاح کو مشکل سے ہو سکتا ہے- وہ جگہہ جو ایک زمانہ میں نہایت وسیع البنیان دار السلطنت اور گویا طرح طرح کی خوبصورت ایوانوں اور عمارت کا معدن اور مسکن تہا اور جسکی آبادی کا اندازہ ساٹہہ لاکہہ آدمیوں تک کیا گیا تہا اور جسکی فوج کی تعداد تمام دنیا کی سلطنتوں سے مجموعی طور پر پانچ حصہ زیادہ تہی اور جو زراعت اور سرسبزی اور کاشت کے طریقوں سے انتہائی نفع حاصل کرنے میں دنیا کے ملکوں کے واسطے بطور تقلید پیش ہوتا تہا اور جو دنیا کی تمام گورنمنٹوں اور حکومتوں کی عزت اور احترام کا باعث خیال کیا جاتا تہا اور جسکی وسعت اور انتہائے آبادی کی نظیر اسوقت تک دنیا کے کسی آباد شہر سے نہیں مل سکتی ہے اسوقت ایک ہو کا مقام ہے اور حد درجہ ویرانی اسپر محیط ہے سموم سوزان اسکی اُن مقامات کے ریگستانی ٹیلوں کو جہلس رہی ہے جہاں نسیم و صبا سے انسانی دماغ فرحت اٹہاتے تہے- آفتاب کی شعاعیں اس سطح ارض کو پتہر بنا دینے اور اسکی قلب ماہیت کرانے میں مصروف ہیں جو اپنی لاثانی خوبصورتی سے ایک زمانہ میں دلفریبی میں مشہور تہیں- اب وہاں نہ کوئی انسانی آبادی ہے اور نہ کوئی اس مقام پر بود و باش کرنے کے لیئے توجہہ کرتا ہے اور نہ کوئی عمارت بنائی جاتی ہے اور بیشمار نسلیں اور بے انتہا زمانے اس حال عبرتناک کو دیکہتے گذر گئی ہیں کہ کسی انسانی ہستی نے وہاں کبہی آباد ہونے کے واسطے گذر کیا ہو-

جس جگہہ ہمیشہ تمام اہل عرب و شام تجارت اور سیاحت کی غرض سے وارد ہوتے رہتے تہے اور دنیا کی سوداگری جس مقام کے لیئے خاص ہوگئی تہی اور جو عرصہ دراز تک خرید و فروخت کا ایک نہایت عظیم الشان بازار بنگیا تہا- جہاں ایرانی قالین اور صرورتی اور ہندوستانی ساخت کے نہایت خوشنما اشیا اور ہر قسم کا رومی پارچہ اور افریقہ کی عجیب صحرائی قیمتی پرند اور جزائر کے طرح طرح کے طیور اور چوپائے سوداگری کی غرض سے جمع ہوتے تہے اور جہاں ناچ گانے سے ہر گلی کوچہ میں کان پڑی آواز نہیں سنائی دیتی تہی جو خوشی اور شادمانی کا مسکن تہا وہی مقام اسوقت ایک عجیب ہولناک ویرانہ نظر آتا ہے نہ وہاں اُن عربوں کی خیمہ دکہائی دیتی ہیں جنکے آزادی اور دلاوری نے اہل کالدیا کو یہ ذہن نشین کر دیا تہا کہ بوجہہ بت پرستی کے ہمخیال ہونے کے یہ قوم ہماری شریک ہوگی اور نہ کوئی بازار ہے جسکی

نمود اور رونق اور جسکی آمد و رفت اور آیند و روند سے شہر بابل انسانی جنگل ایک زمانہ میں مشہور تہا اور نہ وہ رونق دار گذرگاہیں اور وسیع سڑکیں ہیں جنپر امرا اور سرداران بابل اپنی سواریوں پر تفریح کے واسطے نکلتے تہے وہ آویزاں باغ جنکی حیرتناک طرز تعمیر نے بابل والوں کے دماغ میں ایک مستقل غرور پیدا کر دیا تہا اب انکا نام و نشان بہی نہیں ہے اور جہاں بادشاہی محلات تہے وہاں شیشے کے کانوں کا سلسلہ دور تک نظر آتا ہے آویزاں گلزار اور باغ جہاں ہمیشہ نازنینان پریجمال اپنی دلفریبی اور رعنائی سے وارستہ مزاجوں کے دلوں کو پامال کیا کرتی تہیں اب اس جگہ ہیبتناک زد ہے اور طرح طرح کے حشرات الارض رینگتے ہیں وہ مقام جہاں بیشمار تہ خانے اپنی تاریکی اور وسعت میں اسلیئے مشہور تہے کہ انمیں بیحد پوشیدہ خزائن و دفائن موجود ہیں اب انکی یہ حالت ہے کہ انکی اینٹیں تک نکال لی گئیں اور سوائے بیشمار گڑہوں اور ایسے تالابوں کی جنہیں اپنی طغیانی کے زمانہ میں دریائے فرات لبریز کر دیتا ہے اور کچہ بہی نظر نہیں آتا ہے ایک ایسا تبادلہ نہایت دردناک اور ہمیشہ عبرت حاصل کرنے کے واسطے انسان کو بتا دیا گیا ہے کہ شہر بابل جو دنیا میں ایک نہایت ہی با جاہ و جلال اور تمام دنیا کا سرتاج یقین کیا گیا تہا کسطرح ایک ایسا ویران منظر ہوگیا انکی یہ حالت ہماری ہی غور کے قابل ہے کہ حملہ آوروں نے کس طرح سرنگیں لگاکر مختلف زمانوں میں اسکی زمین کو تہ وبالا کر دیا تہا اور کسطرح گروہ کے گروہ اور دنیا کے تمام اقوام اسکے خلاف جنگ و جدل اور حملہ آوری پر آمادہ ہوگئی تہی ایک ذرا ہمکو ان قوموں کی کثرت پر لحاظ کرنا چاہیئے جنہوں نے بابل کی تباہی پر کمر باندہی تہی اور نیز ان بادشاہوں کی یورش کو ہم سوچیں جنہوں نے ساحل سمندر یا بابل کے حدود سے نہایت عظیم فاصلے پر اس بات کا عزم کیا تہا کہ سرزمین بابل کو تسخیر کریں اور نیز ہم اسبات کو خیال کریں کہ کس طرح مزدوری پیشہ اشخاص نے اسکی زمین کو اینٹوں کی غرض سے کہود کر ایک شکستہ کا ڈہیر کر دیا ہے اور نیز ان چشموں اور تالابوں کا اندازہ کریں جو بیشمار تعداد میں ان بے سلسلہ کہاڑیوں میں موجود ہوگئی ہیں۔ ایک ذرا اس خیال کو یاد رکہنا چاہیئے جو کہ نمرود نے اپنی یادگار [illegible] بیشمار صنعتوں سے ایک ایسے محیط میں جو بیس میل سے کم نہیں تہا دریائے فرات سے [illegible] اہتمام کے ساتہ بنوائی تہی اور نیز اس نہایت رفیع الشان بتخانہ بزرگ کو جو بابل [illegible] عبادت کا تصور کریں اور پہر اسبات کو دیکہیں کہ صرف ایک جلا ہوا پہاڑ ہمارے [illegible] بیشمار صدیوں سے ویرانی اور بربادی کا منظر بنا ہوا نظر آتا ہے جسمیں شہر [illegible]

جو چالیس فیٹ بلند تھا اور اس بتخانہ (بیلیس کا مندر) کی چوٹی پر نصب تھا۔

تمام دیوتاؤں کی مورتین زمین پر توڑ کر پھینکدی گئی ہیں اور انکے ذرون کو خاک میں ملا دیا گیا ہے ان نہایت باشان و شوکت مذہبی تقریبوں اور سالانہ بارونق تیوہاروں کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیئے جو فرمانروایان بابل کے عہد میں بڑی سرگرمی سے ہوتے تھے یہہ تصور بھی انکے ساتھہ ہی ہونا چاہیئے کہ ہم سلطنت بابل کی نہایت ہی آبادی اور سرسبزی کی حالت میں انہی تمام گلی کوچوں میں پھر رہے ہیں جہاں ہر طرف رباب و بربط و سرود کی آوازوں کے سوا اور کچھہ بھی نہیں سنائی دیتا ہے اور بیل شیزار کی تیوہار کو بڑے دہوم سے منایا جاتا ہے اور نہایت ناخدا ترس اور ظالم سرداران سلطنت بابل اُن سنہری ظروف میں جو [illegible] بیت المقدس سے بخت نصر لوٹ کر لایا تھا بڑے جوش و خروش کے ساتھہ بادہ گساری اور بے غل و غش شراب نوشی میں مصروف ہیں اور پھر دفعۃً ہماری پیش نظر اسی مقام پہ ایک ایسی حالت ہوتی ہے کہ جسمیں سوائے جنگلی جانوروں اور حشرات الارض کی بھیانک آوازوں کے اور کچھ بھی نہیں سنائی دیتا ہے اور جو اس کثرت اور فراوانی کے ساتھہ ان مکانات میں جن میں پیشتر امرا اور ارباب دولت و ثروت تھے بھرے ہوئے ہیں کہ انسان انکا شمار نہیں کر سکتا ہے ہر طرف الوؤں کے آشیانے اور چمگادڑوں کے مسکن ہمکو ایک نہایت مہیب خواب کا نمونہ دکھاتے ہیں۔

ہر طرف ایک ایسے مقام پر جہاں انسانی رقص و سرود کا ایک عجیب دلفریب منظر تھا ہماری نظر کے سامنے وہ سماں لایا جاتا ہے کہ جسمیں جنگلی درندوں کی قطاریں گردش کرتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں اور جس طرف نظر اٹھہ جاتی ہے سوائے انکی جھگہ باڑوں کے اس [illegible] قطع کے ساتھہ اور کچھہ بھی نظر نہیں آتا ہے کہ جو ان درندوں کا اسوقت ایک اصلی وطن اور قدیمی مسکن معلوم ہوتا ہے ہر طرف اژدہوں کے غار اور نہایت زہریلے سانپوں کی بانبیاں ایک ایسے شخص کو جو ان طلسمات دنیا کو تصور میں دیکھہ چکا ہو کیسا مرکز اندوہ اور حسرت بنا سکتی ہیں۔ تمام درجہ بدرجہ اور محراب در محراب آویزان باغ اسوقت ایک پہاڑی ٹیلے کی صورت میں نظر آتے ہیں اور انکی آرایش ایک سطح موت اور تباہی کی وسعت میں بدلی ہوئی ہمیں دکھائی دیتی ہے۔ دنیا کی تمام زیب و زینت جو بابل کی آراستگی ایک مربع سلسلے میں آوردہ انسانی کے واسطے دوامی سمجھہ لی گئی تھی اب ویرانی اور بربادی کے ساتھہ انقلاب پذیر

ہوگئی ہے۔ اسکے نہایت حیرت انگیز شگوفے اور دلفریب پتیں اور نہایت سرسبز اور عجیب و غریب سایہ دار درخت اسوقت ایک خاک کا ڈھیر نظر آتے ہیں۔ اور اینٹ ملبے اور مٹی کا ایک پہاڑ اٹھا ہوا دکھائی دیتا ہے ہر طرف گیدڑوں اور مختلف درندوں کی آواز اسمیں گونجتی رہتی ہے۔ جہاں طیور خوش الحان کے زمزمے اور عندلیبان نغمہ سرا کے چہچہے بلند رہتے تھے اسجگہ محشر کی خاموشی زبان حال سے ایک سیاح کو یہ سنا رہی ہے کہ سوائے خدائے ذو الجلال کے ہر ایک شئے مٹجانے والی ہے اور نیز خدا کی یہ نافرمان بندے کس حال خراب سے نیست و نابود ہوکر آئندہ کے واسطے اپنی زندگی کا ایک عبرتناک نمونہ چھوڑ جاتے ہیں وہ محلات شاہی جنکی زیب و زینت و دلفریبی ہی مشہور تھی اور وہ امرا اور صاحبان دولت جو بڑے بڑے سرگروہ ہوں اور اپنی مصاحبوں کے ساتھ اپنی نگار خانہ عشرت میں نہایت مغرورانہ زندگی بسر کرتے تھے اور جو خدائے ذو الجلال کے نام اور احکام سے بالکل غافل تھے اب انکی یہ حالت ہے کہ نہ تو انکا کوئی نام لینے والا ہے اور نہ انکی زرق برق پوشاکوں کا پتہ ہے اور نہ انکی تعمیرات کا نشان ہے جس پر انکو اسقدر ناز اور غرور تھا اور نہ انکی وہ شان و شوکت نظر آتی ہے جسے بالکل غیر فانی سمجھتے تھے انکا جسم خاک میں ملگیا ہے انکا گوشت پوست خاک کی خوراک ہوگیا ہے اور انکی خاک جسم اسوقت جنگلی جانوروں اور حشرات الارض اور دور دست سیاحوں کی پائمالی میں ہے۔ نہایت عریض و طویل اور رفیع البنیان شہر پناہ بابل اب کہاں ہے وہ تاریخی مقام جسجگہ سائرس (کیکاؤس) اپنے عظیم الشان اور جرار لشکر کے ساتھ ان دیواروں کی نیچے خیمہ زن ہوا تھا بھلا کوئی بتائے تو سہی کہ کسی جگہہ ہی اسکا نشان نمودار ہے وہ جگہ جہاں بابل کی بربادی اور تباہی کے لئے دنیا کی تمام اقوام متحد الخیال ہوکر فراہم ہوگئی تھیں اور جنکو اپنی عجیب و غریب منصوبوں میں کامل کامیابی حاصل ہوگئی تھی۔ اب ایک ایسا فرضی مقام سمجھا جاسکتا ہے جسکا وجود خیالی صرف افسانہ نویسوں کے کارآمد سمجھے جانے کے قابل ہے۔ ایک ذرا اس خیالی مقام کا اندازہ کیجیئے جہاں انکی شہر پناہ کی بنیادیں قایم ہوئی تھیں اور جو اب بڑے بڑے محققوں کے دل و دماغ میں اسلئے اپنی جھلک دکھلاتا ہے کہ ہم انکی ہستی کے مٹجانے پر عبرت حاصل کریں اور انکی تباہی کے اسباب اور اس نہایت ہولناک انقلاب سے اس قسم کا نتیجہ حاصل کریں جو انسانی ہستی کی آیندہ نسلوں کو سبق خدا پرستی کی یقینی سمجھنے کے لیے ہو اور جسنے ایسی عبرت انگیز بربادی

اور ایسے زبردست اور اندوہناک ایک نہایت وسیع عالم انسانی کی غرض سے ظہور پذیر ہوگئی تھی جسکو اسباب کا تصور لازم ہے کہ بیل شیزر جسکی بادشاہت اور شوکت فرمانروائی نے خاندان بخت نصر کے نام و نمود کو دائرہ عظمت و جبروت کی انتہائے نقطہ پر پہونچا دیا تھا اور جسکی آرزو اور تمناء کے بموجب سلطنت بابل تمام دنیا کے لیئے ایک نہایت باجاہ و جلال مرکز سمجھی گئی تھی اسکے افعال کس طرح کی نفرت انگیز تھے اور ان خطرناک اور مکروہ افعال نے یہہ مصیبت انگیز انجام ہمیشہ کے لیئے قایم کر دیا۔ وہ اسکا اب احمقانہ غرور کہاں ہے اور اسکی مصنوعی جلال و جبروت اور مالی شوکت کا کہیں نشان بھی نہیں ہے اور یہ مکمل نتیجہ اس امر کا بھی ایک خاص نمونہ ہے کہ وہ ایک قادر مطلق اور وہ خدائی ذو الجلال ہی دنیا و اہل دنیا کا خالق اور من جمیع الوجوہ اسپر حکمران ہے۔ اور اسکی مخلوق میں جو کوئی نام آوری اور نمود کی نظر سے سربرآوردہ شمار کیا جا سکتا ہے وہ صرف اسی کی نظر رحمت اور تفضیل کے باعث ہے ورنہ دراصل ہر قسم کی مخلوق اپنے وجود میں سراسر محتاج ہے اور اسکو اپنے درجہ اور اقتدار کی حالت قایم رکھنے میں اپنی ذاتی ہمت اور جذبات نفسانی سے کوئی بھی فائدہ نہیں پہنچ سکتا ہے۔ فنائے ابدی اسی نہایت مکروہ مغرورانہ خصلتوں کا نتیجہ ہے اور ایک ایسی ہستی اپنے خالق کے فراموش کر دینے اور اسکے احکام کو بھلا دینے سے ظہور پذیر ہوتی ہے کہ جو قوت وجود کو بالکل ہی فنا کر دیتی ہے اور جسکا ایک ادنے نمونہ ہماری نگاہوں کے سامنے بابل کی متکبرانہ زندگی اور اسکی خاتمہ پر خیال کرنے سے ہماری پیش نظر ہوتا ہے صرف اس خیال پر کہ ہماری ہستی ہمارے اختیار میں ہے۔ یقیناً اہل کالدیا کو ایک ایسا انقلاب رو بکار ہوا جسکی نظیر ابتداء اسکے خلقت دنیا سے اسوقت تک نہیں ملتی ہے اور محض اس دھوکہ سے کہ جو کچھ اہل بابل نے کر رکھا ہے وہ انسانی زندگی کے کمال اور عمدگی کے واسطے فطرتاً موزون و مناسب ہے انکی مجموعی قابلیت اور کمال اور دانشمندی ایک خبط کا معدن ہوگئی۔ بیشمار نسلیں اور صدہا پشتیں گذر گئیں اور گذرتی چلی جاتی ہیں اور اسی طرح گذرتی چلی جائینگی لیکن شہر بابل اور اسکے متکبر باشندوں کی ہستی اسیطرح نہایت عبرتناک خواب مرگ میں ہے اور کوئی بھی اس یقین کی صورت نہیں ہے کہ انہیں اس جہان فانی میں نام و نشان کے باقی رہنے کے اعتبار سے کبھی گردش بدلنے کا بھی خیال آئیگا اور کیونکر ایسا ہو سکتا ہے جبکہ انکی زناکاری اور بادہ پرستی اور شدید فراموشی نے انکے قوت روحانی کو بالکل فنا کر دیا ہے

اور وہ خاک کا ڈھیر اور طویل ٹیلوں کے سلسلے جو ہم اسوقت دیکھہ رہے ہیں صرف اب اسی لیئے باقی رہگئی کہ کچھہ عرصہ کے بعد انکی ہستی کی یقین کو صفحہ عالم سے محو کردیں۔ اِس موقع پر کہ جہاں دولت اور ثروت اور سرسبزی اور حشمت و اجلال کی نسیم و صبا کے جھونکے دل و دماغ کو بیخود کیئے دیتے تھے اگر کوئی سیاح اور مسافر بنظر تحقیق حالات ایک سمت کھڑا ہوکر چار طرف نظر دوڑائی تو سوائے فنا و نیستی کے آوازوں کے اور اِن مٹی کے انباروں کی جو نہایت ہی حیرتناک اور ایک عجیب افسردگی آلود منظر کا مجموعہ ہیں نہ وہ کچھہ دیکھہ سکتا ہے اور نہ سمجھہ سکتا ہے اور نہ کچھہ سن سکتا ہے اور سب کا خلاصہ یہ ہے کہ بابل اعظم خود دنیا کی نگاہوں کے واسطے انسانی عجیب و غریب خیالات اور صناعیوں کی ایک عجیب عظیم الشان مثال تھی اور جسکو صرف الفاظ حیرت و تعجب کے واسطے ہر ایک حالت کی بابت ایک خاص افتخار حاصل تھا اسکی موجودہ نیستی اور پامالی اپنی ہستی اور قیام اور زیب و زینت کے زمانہ سے زیادہ تعجب انگیز ہے بوقلمونی روزگار تو اِس سے زیادہ اپنی زندگی کے واسطے کوئی موزوں کامیابی کے لیئے آمادہ نہیں رہسکتی ہے۔ اگر نہایت ہی عمیق نظر سے دیکھا جائے تو اِسکی بربادی کے سامان کیسے اہم اور ضروری تھے اور نیز ان قراین اور اسباب پر خیال کریں جن سے بابل کی اصلی حالت کسی زمانہ میں بالضرور معدوم ہوجانے والی ہے یہ ثابت ہوتا ہے کہ واقعات اور حالات سے کیسے عظیم تغیرات کا نمونہ پیش کرتے ہیں اور جو حالتیں ابتدا میں اپنی ہستی قایم کرنی چاہتی ہیں وہ بعض صورتوں میں اپنے خاتمہ کی نظر سے کیسی ہولناک اور عبرت انگیز ہوجاتی ہیں۔

شہنشاہ کیخسرو یا کیکاؤس کے حملہ سے قبل کوئی شخص یہ بدگمانی بھی نہیں کرسکتا تھا کہ یہہ انسانی جنگل (بابل) بالکل ایک ویران اور وحشی درندوں کا مسکن اور نشیمن ہوجائیگا اور بخت نصر کے وہ مظالم جو اسنے یروشلم اور یہودیوں کے ساتھہ کیئے تھے وہ اسکے نام اور خاندان اور ملک کو آخرکار اسطرح مٹا دینگے کہ ایک زمانہ میں سوائے افسوس اور گمان کے اسکی ناپاک زندگی اور مغرورانہ ہستی کے لیئے اور کچھہ بھی نہ باقی رہیگا۔

نمرود کے زمانہ سے دارا کے حملہ تک جسقدر نسلیں اس ملک پر حکمران ہوئیں وہ سب کے سب ایک حالت میں اپنی طرز زندگانی کو پورا کرتی رہیں اور انکی بادہ پرستی اور زناکاری اور خدا فراموشی کو ایک ایسا سلسلہ استحکام اور ترقی الٰہی کہ ایسے قاتل خودسری اور مغرورانہ کی نظیر بنا تھا [illegible] کی طرز عمل سے بھی نہیں ملسکتی ہے۔ اور شاید فنائی اور فنا پذیر ہستی کے [illegible]

غلط اور سراسر قیاسی اصول کے ساتھہ اپنے فاسد تخیلات پر کاربند رہنے اور جنہیں فطرت انسانی اپنی آخری زندگی کے واسطے نہایت خطرناک سمجھتی ہے ان باتوں یا طرز عمل کے مفید یقین کرنے میں جسقدر اہل بابل مستغرق تھے اس سے زیادہ عجیب کوئی بھی عمل قصص الاصنام اور دیگر قدیم تاریخوں میں نہیں پایا جاتا ہے بہرحال ایک مورخ کی حیثیت سے اگر زوال سلطنت بابل کے اسباب کو ظاہر کیا جائے تو سب سے مقدم یہ امر ہے کہ قدیمی تاریخوں پر ایک بسیط اور گہری نظر ڈالی جائے اور انہیں سے ان اختلافات کی بابت خاص تحقیق کیا جائے جو ایسی ایک نہایت قدیم زمانہ کی تاریخ کے واسطے ضروری ہے اور اسکے ساتھ ہی اسکے آثار باقیماندہ کو بھی نہایت محققانہ نظر سے قلمبند کیا جائے مگر ایک نہایت ہی وسیع ذخیرہ واقعات اور ہزارہا برس کی پامال شدہ حالات کو عمدہ و مفید تفصیل کے پیمانہ پر صحیح صحیح دکھا دینا بنظر اتمام تاریخ بابل کامل طور سے ممکن نہیں ہے کیونکہ یہ امر ہر ایک منصف سمجھتا ہے کہ کیسے کیسے عظیم الشان تغیرات اور انقلابات کے اندوہناک نتائج اس کی سلطنت بابل کے آثار باقیہ میں پوشیدہ ہیں اور انکی قلمبند یا تالیف میں کیسی دقت اور مشکل ہو بکار ہوتی ہے یہ تاریخ بابل جس قدر وار پر شرح کی گئی ہے وہ ایک عجیب منتشر طرز بیان اور مختلف پریشان حالات کے مجموعہ کی ساتھہ اب ختم ہوتی ہے اب صرف اسکا ایک نہایت مختصر تکملہ باقی رہگیا ہے اور محض اس خیال سے وضاحت کی ضرورت ہے کہ جسقدر پیشین گوئیاں کتب سماوی میں اسکے زوال کے واسطے موجود ہیں انکے بموجب اسکی بربادی کے حالات تمام و کمال لکھی گئی ہیں گویا وہ سب حالات ایک جگہہ کر دیئے گئے ہیں جو پیشین گوئیوں کے ذریعہ سے وقتاً فوقتاً بابل کی بربادی کی بابت ظہور پذیر ہوتی رہیں۔ ایک ناظر کتاب ان فیصلجات آسمانی کو جو اسکی بابت بسلسلہ وار ہوئے تھے نہایت صراحت کے ساتھہ دیکھ سکتا ہے اور نیز ان جملی واقعات کو کم و بیش ملاحظہ کر سکتا ہے جو بارگاہ قادر ذوالجلال سے اسکے لیئے ابتدائے خلقت ہی سے بطور جزو فطرت اسکے ساتھہ پوشیدہ چلے آتے تھے۔ کیا اس سے یہہ امر ظاہر نہیں ہوا ہے کہ بابل کے خلاف ہر ایک منشاء ایزدی پورا نہیں ہوا اور ہمارے سامنے ایسا مرقع اسکی بابت پیش نہیں ہو گیا جو سراسر فنا و نیستی کے خد و خال سے مرکب ہے اگرچہ سدوم اور عمورہ جو کسی زمانہ میں مشہور شدید النفاق اور بت پرست شہر پناہ ہے اور حضرت لوط کے زمانہ میں انپر شدید عذاب نازل ہوا تھا اور اسکے علاوہ اور بھی بہت سا

اقوام اور ملک ایسے ہیں جنپر نافرمانی آلٰہی کی وجہہ سے متواتر عذاب نازل ہوتے رہے اور خود قوم بنی اسرائیل بہی اپنی نافرمانیوں کے باعث اکثر اوقات طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا رہی مگر جسطرح بابل کی بربادی اور پامالی ہوئی ہے وہ اسباب کی نظیر اور اپنی قسم کا نمونہ ہماری نگاہوں کے سامنے پیش کرتی ہے کہ اس سے بڑہکر کسی قوم اور ملک نے خدا کی نافرمانی نہیں کی اور نہ کسی قوم میں اسقدر ثروت اور دولت اور جاہ وحشم دریافت ہوتا ہے اور نہ کسی قوم اور سلطنت کی تباہی کے واسطے اتنی پیشین گوئیاں کتب سماوی کی پائی جاتی ہیں جو درحقیقت حرف بحرف پوری ہوئیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی بہی صداقت اس پیشین گوئی کی ایسی باقی رہگئی ہو جسکا ظہور بربادی کو بطور گواہ نہ ثابت کرتا ہو اور کیا روئے زمین پر کوئی ایسا مقام ہے کہ جو اسقدر شدید انقلاب کا مرکز ہوگیا ہو کہ اسکی صورت بہی تلاش کرنے سے نمل سکتی ہو۔ اس امر میں ذرا بہی خلاف نہیں ہے کہ نسل انسانی کی محافظ خانۂ دل ودماغ میں ایسی کوئی بہی نہایت مشترک اور عجیب و غریب حالت جیسی کہ زینت وشوکت وشان اور رونق بابل اور اسکی سرسبزی اور پہر اسکی نہایت ہی عبرتناک بربادی کی کیفیت ہے موجود ہو۔

یورپ اور ایشیا کی عالی دماغ سیاحوں نے نہایت ہوشیاری اور احتیاط سے مورخانہ اور محققانہ طور پر اسباب کی تلاش کی کوشش کی ہے کہ زوال بابل کی پیشین گوئیاں کتب سماوی میں موجود ہیں انکی صحیح اور مکمل ہونے کا کونسا ذریعہ ہے تو انکو مفصل حالات او واقعات خرابی بابل اور ان کہنڈروں کے دیکہنے سے جو میلوں تک برباد شدہ سرزمین بابل میں نظر آتے ہیں اسباب کا کافی ثبوت ملسکتا ہے کہ درحقیقت یہہ پیشین گوئی ربانی تہیں اور جو کچہہ زوال اور بربادی بابل کی بابت کہا گیا تہا وہ حرف بحرف پورا ہوا۔ دنیا کی مختلف اقوام اسکی مخالفت پر کمربستہ ہوگئی تہیں اور شہر بابل کا محاصرہ بڑی سرگرمی سے کیا گیا تہا اسکے باشندے تہ تیغ ہوے خود شاہ بابل اپنے خاندان کے ساتہہ مارا گیا اور نہایت عظیم الشان شہر پناہ کی دیواریں نیست ونابود ہوئیں پل مع اپنے تختوں کے ٹوٹ کر بالکل نابود ہوگیا۔ سرزمین بابل میں ہر طرف ویرانی اور بربادی محیط ہوگئی۔ ہیرو ڈیج کے ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے اسکی تمام زیب ورونق معدوم کردی گئی۔ کیکاؤس نے جو خدا کے بنی اسرائیل کے حکم سے بابل پر حملہ آور ہوا تہا اپنی زبردست حکومت وہاں قایم کی۔ بیرس نمرود۔ اور مجولائیپ کی قدیمی رونق اور زرنگاری ایک افسانہ ہوگئی اور باغہائے آویزان کا نام ونشان

بھی نہ رہا اور جسقدر دیوتا اور دیبیان اہل بابل اور اہل کالدیا کے نزدیک واجب الاحترام اور قابل پرستش قرار پائی تہیں انکی مسماری اور بربادی کی یہ حالت ہوئی کہ بالکل خاک میں ملگئیں اور وہ محلات جو بڑے بڑے بادشاہان ذی جبروت اور باجاہ وجلال شاہزادوںکی مسکن تہی ایسی آتش عالم سوز سے جلا دیئے گئے کہ جسکی بابت انسانی عقل نہایت حیرت کے ساتھ کوئی قیاس نہیں قایم کرسکتی کہ وہ کس طرح جلائی گئی۔ انکی زمین اور مکانات اور مصالحہ اور تمام عمارت شیشے اور نہایت سخت معدنی قسم کی ڈہیروں اور ٹیلوںکا سلسلہ ہوگئی وہ جہیل جو ایک زمانہ میں تمام سرسبزی اور خوش فضائی کے شہر بابل کے سینے لیئے بطور روح سمجھی جاتی تہی اور جسے اس شہر کے انتہائی رونق کا اعزاز حاصل تہا صفحہ دہر سے بےنشان کردیگئی۔ بعض مصری بادشاہوں اور ایران کے فرمانرواؤں کی لاشیں ابتک میناروں اور دخموں میں موجود پائی جاتی ہیں مگر بابل کی بادشاہوں کی ہڈیاں اور انکے خاک تک اسطرح معدوم ہوئی کہ اب انکی نسبت یہہ گمان بہی نہیں ہوسکتا کہ زمانہ میں یہ لوگ ایسی بڑی سلطنت کے فرمانروا تہے اور تمام دنیا کی حکمرانی انکے اختیار میں تہی۔ یہ کہا گیا تہا کہ بیل گرا کر توڑ ڈالا جائیگا اور بابل کی دختر دوشیزہ زمین کے اندر سرنگوں مدفون خراب ہوگی، اگر کوئی محقق مورخ غور کرے تو اسکی کامل طور سے تکمیل ہوگئی بیلیں اور اسکا بتخانہ دنیا میں بالکل بے نام ونشان ہے اور بابل کی آبادی زیر زمین اپنے اعمال کی یاداش بہگت رہی ہے پیشین گوئی تہی کہ د بابل کا نام ونشان نہ باقی رکہا جائے گا، تو یہ ظاہر ہے کہ اب صفحہ دہر پر کوئی حصہ اس آبادی کا تلاش کرنیسے بہی نہیں ملتا ہے جو سرزمین بابل کی نام سے مشہور تہا اور شہرہائے سدوم اور عمورہ سے زیادہ خدائے قدیر نے اس شہر کو بے نام و نشان کردیا۔ ہر طرف جنگلی جانوروں اور اژدہوں اور چمگادڑوں اور طرح طرح کے خوفناک موذی درندوں کی مسکن اور بیشمار سوراخ اس قطعہ زمین میں نظر آتے ہیں جسے ایک زمانہ میں طلسمات دنیا کا خطاب تمام اقوام نے دیدیا تہا اور جسکی زرنگاری اور حشمت و دولت روئے زمین پربان لی گئی تہی۔ کالدیا کا علم ہیئت اور نجوم اب زیر زمین دفن ہے اور انکی آلات جرثقیل اور نیز وہ اسباب جنسے اتنی عظیم الشان اور ایسے رفیع المنزلت محلات اور عجائب خانے اور حیرت انگیز باغ بنائے گئے تہے اب بالکل پیشین گوئیوں کی موافق خواب و خیال ہوگئی بڑی بڑی سلطنتیں اور کیسے کیسے جلیل القدر بادشاہ گذر گئے جنکو اس سرزمین کی حکومت

حاصل ہوئی مگر نہ تو کسی کو اِسکی از سرِ نو آباد کرنے کی جانب توجہ ہوئی اور نہ کوئی اِسکو دوبارہ آباد کر سکا۔ اِسوقت سرزمین بابل کی نسبت صرف پیشین گویوں کی تعیین کے واسطے اگر غور کیا جائے تو کسقدر متعدد اور کثرت سے نشان موجود ہیں جو صرف مٹی کے ڈہیر کے سوا اور کسی خیال کے قابل نہیں ہیں۔ اِسمیں شک نہیں ہے کہ اسوقت بابل کی زمین ہمارے سامنے ایک ایسے نمونے کا نقشہ پیش کرتی ہے جو اُسکی آبادی کی قدیم حالت اور اُسکی زوال عظیم کی ایک نہایت سچی اور عبرتناک تصویر ہے۔ صدہا نسلیں اور پشتیں گذر گئی ہیں لیکن جیسے یہہ پیشین گوئیاں پوری ہوئی ہیں کوئی شئے اُسکی مثل پوری نہیں ہوئی اور جبکہ اِس امر کا خیال کیا جائے کہ بابل کیا چیز تہا اور کس جگہ آباد اور واقع تہا اور کیونکر برباد ہوا اور نیز یہ امر کہ جب کسی شئے کی فنا کا وقت قریب آتا ہے تو ایک لمحہ میں اِسکی حالت بالکل منقلب ہو جاتی ہے اِسکو نہ دانشمندوں کی دانائی بچا سکتی ہے اور نہ بڑے اولوالعزم بادشاہ روک سکتے ہیں اور نہ دنیا کی کوئی زبردست ترین قوت اُسکے حملہ سے محفوظ کر سکتی ہے اور بربادی ایک ایسی چیز ہے جسکے مقابلہ میں انسانی زندگی اگرچہ کیسی ہی خوش منظر حالت میں ہو لیکن ایک دم میں رنج و غم اور حسرت و اندوہ کی صورتوں میں بدلجاتی ہے اور معدومی کا زلزلہ ایسا زبردست اور پر قوت ہے کہ گو دنیا کی کیسی ہی طاقتور مخلوق ہو لیکن جسوقت اِسکا اثر محیط ہوتا ہے تو کسی طرح اُس سے نجات حاصل نہیں ہو سکتی ہے اور پہر یہ سمجہنا بہی ضرور ہے کہ یہ سب امور اور یہ سب حالتیں کسی معمولی شخص کے اختیار میں نہیں ہیں اور کوئی دنیوی ہستی اِسپر قادر نہیں ہے بلکہ جو اِسکو پورا کرتا ہے اور جو اِسکی نہایت ہی لاعلاج اور انتہائے طور سے خاتمہ کرنے کا ارادہ اور عملدرآمد کرتا ہے وہ ایسا با اختیار اور ایسا حقیقی زبردست قوت والا ہے جو قدرت اور طاقت اور ہر قسم کے اختیارات کا پیدا کرنے والا اور پہر جب اُسکی مرضی ہو تو ایک لمحہ میں اِسکا مٹا دینے والا ہے اور جب اِسکا ارادہ کسی کے فنا اور نیست و نابود کر دینے کے واسطے ہوتا ہے تو پہر تو بڑے بڑے دانشمندوں اور فلاسفروں کی دانائی اِسکا مقابلہ کر سکتی ہے اور نہ خود اِن قوتوں کا وجود باقی رہ سکتا ہے جو اِس قادر مطلق خالق السلاطین وحدہ لاشریک جبار و قہار کی نافرمانی کا مجموعہ ہوں۔ اختتام بعون الملک العلام

قدیم شہر نینوے کی بربادی

زمانہ کی ظلمت آلود طوفان پر سرزمین اسیریا میں عجیب تماشے نظر آرہے ہیں سب سے زیادہ حیرت انگیز سین شہر نینوا کی آبادی اور پہر اسکی بالکل بے نام و نشان ہوکر معدوم ہو جانیکا ہے نینوا[لہ] جو زمانہ قدیم میں عرصہ دراز تک فرمانروایان اسیریا کا دار السلطنت رہا ہے۔ روے زمین پر ایک نہایت ہی آباد اور وسیع اور مردم خیز شہر تہا۔ اسکی آبادی اور تمدنی حالت کی نسبت دنیا کی مختلف متمول اقوام ایک عجیب حسد اور عناد کا برتاؤ رکہتی تہیں کیونکہ اسکے تمام باشندے ابتدائی آبادی شہر مذکور سے اپنی حالتوں میں ایک عجیب طریقہ زندگانی جس سے انسانی عیش و عشرت کا پتہ چلتا ہے اختیار کر چکے تہے۔ یہ امر کہ جس ملکہ نے اس شہر کو آباد کیا تہا اسکی شان و شوکت کس درجہ پر پہنچی ہوی تہی تمام تواریخ قدیم سے بخوبی ظاہر ہے اور جسقدر تمام اسنے شہر مذکور کی لاثانی بنا دینے کی نسبت کیا تہا وہ اس زمانہ میں جبکہ زمانہ حال کی طرح بہت سے وسائل تعمیرات اور اعلے درجہ کی علمی آلات معماری کا وجود نہیں پایا جاتا ہے درحقیقت ایک عجیب صنعت انسانی کا نمونہ یقین کیے جا سکتے ہیں نینوے کی وجہ تسمیہ کی تفصیل کے واسطے ایک جداگانہ کتاب چاہئیے لیکن جن مورخین نے اسکی آبادی اور مردم خیزی اور شان و شوکت کے حالات اپنی کتابوں میں لکہی ہیں وہ ایک محقق کے لیئے بڑی دلچسپی سے پڑہی جانیکے قابل ہیں۔ اسکی آبادی کی کثرت اور دولت و ثروت کی فراوانی۔ اور اسکے ساتہ ہی اسکی دفعۃً بربادی کے حالات انسانی عبرت کے واسطے کچہ کم سامان یادگار واقعات قدیم نہیں ہیں اور شہر مذکور اگرچہ تاریخوں میں بطور ایک شہر کے دائرہ کے سمجہا گیا ہے لیکن دراصل وہ ایک انسانی جنگل تہا جو تقریباً ایک سو میل کے محیط میں واقع تہا۔ اسکی شہر پناہ کی دیواریں اپنی تعمیر کے استحکام اور صنعت کے اعتبار سے نہایت رفیع الشان تعمیرات عجیب و غریب کے لیئے جو اسکے بعد دنیا میں بنائی گئیں ہیں ایک سبق رموز نمونہ تہیں شہر پناہ مذکور کی نسبت تمام مورخین اس امر پر متفق ہیں کہ اسکی بلندی سو فیٹ کی تہی اور محیط ساٹہہ میل کا تہا۔ اگرچہ اسکی بربادی کے

[لہ] انس کی قدیم تاریخ ملہ اسٹیبو جو ایک بہت بڑا مورخ زمانہ قدیم میں گذرا ہے اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ شہر نینوا شہر بابل سے ہر حال میں زیادہ وسیع اور بہت زیادہ آباد تہا۔ کالسٹ مورخ لکہتا ہے کہ نینوا ایک قدیمی اور سب سے زیادہ نامور اور روے زمین کی تمام آبادیوں سے زیادہ آباد اور معمور تہا

متعلق جسقدر پیشین گوئیاں تہیں وہ اسکے نہایت قریب ترین زمانہ معدومی میں مشہور ہوئی نہیں تاہم سب مورخین نے جو حالات اسکے تباہ اور برباد ہونے کے لکھے ہیں انکے ضمن میں ایک نہایت قدیم پیشین گوئی کا بہی ذکر کیا ہے۔ ڈایوڈورس سیکولس ایک قدیم مورخ لکھتا ہے کہ جسوقت شاہ اسیریا نے دشمنوں سے شکست فاش کہائی اور اسکا لشکر تباہ ہو گیا اور بعض کی رائے میں جب وہ دشمنوں کو برباد کرکے اپنے شہر نینوا میں محصور ہوگیا تو اسنے یہ محصوری اس بنیاد پر زیادہ گوارا کی تہی کہ شہر نینوا اسی وقت برباد ہوگا جب دریائے فرات اس سے دشمنی پر کمر باندہیگا یا یہ کہ نینوا پر دشمن ایسے وقت مسلط اور فتحیاب ہوسکتا ہے کہ دریائے فرات جو اسکی دیواروں کے نیچے لہریں لیتا ہے شہر کے ایک بہت بڑے حصہ کو غارت اور منہدم کردے۔ دراصل یہ ایک پیشین گوئی تہی جو نینوا کے بت پرستوں میں عرصہ دراز سے مشہور تہی کہ وہ نینوا پر دشمن اسیوقت قابض ہوسکتا ہے جبکہ دریا کی موجیں شہر مذکور کی دشمنی پر کمر باندہ لیں۔ یہ ضرور ہے اگرچہ بت پرست سرداران مذہب صاف طور تمام انبیا اولیا الہی اور نیز ان ارباب صداقت و اتقان سے دلی دشمنی رکہتے تہے جنہوں نے بت پرستی کے رواج کی بنیاد اکہاڑنے یا بت پرستی کے خلاف اپنی منصبی کوشش اور توجہ کے پورا کرنے میں کوئی دقیقہ اٹہا نہ رکہا تہا تاہم وہ ان بہت سے باتوں کو جو اپنے انبیا کے ذریعہ تمام باشندگان ملک میں عرصہ سے مشہور ہوچکی تہیں کسی وجہہ خاص سے اپنے دلوں میں محفوظ رکہتے چلے آتے تہے اور یہ باتیں زیادہ تر انکی یعنے بت پرست لوگوں کی بربادی اور نیست و نابود ہو جانے کے متعلق بیان کی گئی تہیں بہرحال جس غنیم سے اور شاہ اسیریا سے ہنگامہ پیکار گرم ہوچکا تہا آخر بڑے شد و مد سے اس شہر یعنے نینوا کا محاصرہ کر لیا تہا اور بادشاہ مذکور ایسی پیشین گوئی کے بہروسے پر شہر کے اندر محصور تہا تمام دروازے جو نہایت مستحکم فولاد اور دبیز برنجی تختوں کی بنی ہوئی تہے بند کر دئے گئے تہے اور اسوجہہ سے کہ دریائے فرات سے صدمہ پہونچے یا اس سے کسی قسم کے نقصان کا کوئی وہم بہی محصور اشخاص کے دلمیں نہیں پیدا ہوتا تہا لہذا انکو کامل اطمینان اسجانب سے بطور ایک حتمی یقین کے تہا کہ اگر سو برس بہی اسی طرح محاصرہ کو گذر جائیں توبہی دشمن کسی طرح شہر کے اندر داخل نہیں ہوسکتا ہے۔

علاوہ ہتہیار سامان جنگ کے غلے کے بڑے بڑے ذخیرے اور سامان رسد کی کل چیزیں نہایت افراط کے ساتہہ شہر کے اندر موجود تہیں اور جو اس مقدار کے ساتہہ تہیں کہ اتنے بڑے شہر کی بڑی زندگی کی غرض سے سالہا سال کے واسطے کافی تہیں تمام دروازوں پر

جنگی افسروں کی نگرانی تہیں اور جسقدر برج شہر پناہ میں بنے ہوئے تہے اپر ایک بڑی تعداد فوج کی رہتی تہی غرضکہ ہر اعتبار سے محصورین کو اپنی حالت اور حفاظت پر کامل اطمینان تہا۔ مگر اسکے ساتہہ ہی وہ اپنی بت پرستی کے خمار میں مدہوش اور اپنی زناکاریوں کے نتائج سے بالکل غافل تہے وہ جسطرح انسان کی قوت محاصرہ کو اپنی تدبیروں کے مقابلہ میں بےحقیقت سمجہتے تہے اس سے زیادہ خداوند قدیم وقدیر کی نافرمانی میں مصر تہے اور اس بات سے بالکل غافل تہے کہ خدائے قدیر انکی تمام حفاظت کی تدبیروں کو توڑ دیگا اور انکی حفاظت کے مغرورانہ طرز عمل کو خاک میں ملا دیگا۔ چنانچہ یہہ نتیجہ جسکا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے نہایت جلد تمام اُن لوگوں کے پیش نظر ہوگیا جو نہایت شد ومد سے بت پرستی اور انتہا درجہ عیش پرستی میں مبتلا تہے یعنے دو برس کے مسلسل اور متواتر محاصرۂ شہر مذکور کے بعد ایک عجیب قدرتی اتفاق پیش آیا یعنے بارش اس سال میں نہایت شدت سے ہوئی جسکا انجام یہ ہوا کہ دریائے فرات میں بیحد طغیانی ہوگئی دامن دریائی بے انتہا وسعت حاصل کرلی اور سر بفلک موجیں ایک عظیم الشان سیلاب کی صورت میں شہر پناہ نینوا کو بیخ و بن سے بہالیجانے پر آمادہ ہوگئیں ہر طرف سوائے عالم آب کے اور کچہہ نظر نہ آتا تہا پانی شہر پناہ کے متصل آناً فاناً بڑہتا جاتا تہا اور جو حصہ زیادہ تر اس رخ پر تہا جہاں دریائے فرات لہریں لے رہا تہا وہ اس سورش و سیلاب وطغیانی دریا سے نہایت خطرناک معلوم ہونے لگا تہا جب شاہ اسیریا کو اس سیلاب اور طغیانی کی اطلاع ہوئی تو وہ اُس پیشین گوئی کا وقت قریب آجانے کا انتظار کرنے لگا جسکا اوپر ذکر ہوچکا ہے گو یہ انتظار صرف ایک معمولی حالت کے ساتہہ تہا کیونکہ اُسکو یہ یقین نہ تہا کہ نینوا کی مثل ایک نہایت ہی عظیم الشان شہر کی شہر پناہ کسی ایسے موقع پر کہ دشمن جس جگہ سے بخوبی شہر پر قابو حاصل کرسکتا ہے گر جائے گی اور ایک ایسا انجام پیش نظر ہوگا جسکا وہم وگمان بہی ان منکران الٰہی کو نہیں تہا بہرحال شاہ اسیریا کے انتظار نے کچہہ زیادہ طول نہیں کہینچا کیونکہ اس زمانہ طغیانی میں دریائے فرات نے ایک روز اسقدر زور باندہا کہ شہر پناہ کی دیوار یکایک بیس فرلانگ کے فاصلہ میں گر کر زیر آب ہوگئی اور پانی نے شہر کی طرف رخ کردیا بادشاہ اسیریا نے اس حال کو سنکر یہ یقین کیا کہ جو پیشین گوئی عرصہ سے مشہور تہی وہ بیشک اب پوری ہوگئی اور اسلیئے وہ اپنی حفاظت کی جانب متوجہ ہوا اسنے ایک بہت مینار اور بعض مورخین کا قول ہے ایک نہایت بلند برج اس عرصہ میں نہایت مستحکم تیار کرالیا تہا جس سے یہ غرض تہی کہ

ایسے حالت کے روبکار ہونے کے وقت شاہ مذکور مع اپنے ساز و سامان کے پناہ گزین ہوجاے چنانچہ شاہ اسیریا نے دیوار کے گرنے کا حال سنکر یہی کیا کہ اپنا جسقدر خزانہ اور مال و دولت تہا وہ اس تہ خانہ[1] یا برج میں محفوظ کر دیا بعض مورخین نے اسکے خلاف لکہا ہے انکے نزدیک شاہ اسیریا نے خود اپنی ایوان کی گرد ایک نہایت مستحکم سنگی حصار تعمیر کرایا تہا اور اسمین اپنا مال و دولت اور تمام سامان محفوظ کر دیا تہا اور اسکے علاوہ اسکے قریب عزیز اور خاندانی اشخاص بہی اس ایوان میں نہایت استحکام کی حالت میں محصور تہی مگر عام مورخین قدیم کا اسپر اتفاق تہا کہ بادشاہ مذکور کی اس کارروائی سے اسکو کوئی بہی نفع نہیں پہونچا اور جسطرح کتاب ناحم نبی میں بربادی نینوا کی پیشین گوئی کی گئی تہی اور جسکا مضمون حسب ذیل ہے (دریا کی طرف دروازے کہولدیے جائینگے اور ایوان شاہی برباد ہو جائیگا) اور نیز یہ بہی اس پیشین گوئی کا مضمون (قدیم نینوا پانی کی ایک لہر ہو جائیگا اور اسکی تمام سطح پر طغیانی اور سیلاب کی حکومت ہوگی) وہ تمام وکمال پوری ہوئی ایک مورخ قدیم نے اس مجموعہ واقعات کا نہایت صحیح طور پر اُس نبی مکرم کی پیشین گوئی کی متعلق تفصیلی ذکر اپنی کتاب میں لکہا ہے یعنے انکا جسقدر بیان ہے وہ زیادہ ناحم[2] نبی کی پیشین گوئی یا اسکی تکمیل کی بابت تمام واقعات سے مملو ہے وہ لکہتا ہے کہ بعد اس سیلاب کے واقع ہونے اور دیوار شہر پناہ کی گرجانیکے اگرچہ شاہ اسیریا نے اپنی حفاظت کی جانب بہت کچہ توجہ کی تہی تاہم وہ اپنی قدیم فتوحات اور اپنی قومی سرداروں کی شجاعت پر اسقدر مغرور تہا اور اسکو اہل بکتیریا (باختر) کی وفاداری پر ایسا یقین تہا کہ اسنے اس دشمن کی دفعیہ کے لیئے جو شہر مذکور کے محاصرہ یا فتح کی جانب نہایت سرگرمی سے مصروف تہا ذرا بہی توجہ نہیں کی بلکہ اس سیلاب کے واقعہ کی دو ایک ہی روز کے بعد اسنے اپنے شہر کے باشندوں کے واسطے ایک روز جشن اور تیوہار کا مقرر کیا کہ اس روز اسکی کل فوج اور سرداران لشکر شراب نوشی میں مشغول تہے اور انکو دین و دنیا کی خبر نہ تہی۔ ہر طرف شاہد بازی کا جلسہ اور سامان لہو ولعب جمع تہا اور تمام اہل اسیریا اپنی زندگی کی خوبی اُس روز صرف اسی بنیاد پر مجموعہ راحت یقین کرتے تہے کہ تمام زمانہ کی شاہد پرستی اور سارے جہان کی زناکاری آج ہی ختم کر دیا ہے۔ ہر مقام پر بربط اور چنگ بج رہے تہے اور گانے بجانے سے کان پڑی آواز نہیں سُنائی دیتے تہے۔ عام طور سے نینوا کے رہنے والے اگرچہ نہایت

---

[1] ڈالودورس سکیوس [2] ناحم نبی کی کتاب ۱۲

ضعیف الاعتقاد اور دنیا کی ہر ایک شے کی پرستش اپنے مذہب کا ایک جزو خاص سمجھتے تھے لیکن مذہب حق اور وہ مذہب کہ جسکے باعث بنی اسرائیل سے انکو سخت دشمنی ہو گئی تھی انکے نزدیک سراسر بے وجود سمجھا گیا تھا اور اس مذہب کے جسقدر ہادی راہنما بنی اسرائیل اور پیمبر انکی ہدایت کی جانب توجہ کرتے تھے اس سے زیادہ تمام باشندگان نینوا میں ایک عام عداوت اور عناد خاص اس مذہب اور مقلدین شریعت ابراہیمی سے پیدا ہو گیا تھا اور اسکو وقتاً فوقتاً ترقی تھی۔ ایک معمولی شخص بھی جب ہمکنار اجل ہوتا تھا تو دم واپسین اپنی اولاد کو نہایت شد و مد سے نصیحت کرتا تھا کہ ایک ایسا دائرۂ مذہب جسکا اصول تمہاری آبائی بتوں کا پامال اور نیست و نابود کرنا ہے قبولیت اور عمدہ سمجھنے کے لیئے ہرگز نہیں ہے اور تم اسکو ہمیشہ دشمن کی نظر سے دیکھتے رہنا اور دیکھو خبردار اس راستہ پر اپنا قدم نرکھنا جہاں باختری دیوتاؤں کی مذمت علے الاعلان اور نہایت سرگرمی سے بیان کیجاتی ہے، بہرحال ایسے نہایت عمدہ موقع پر اور ایسی عجیب سہولت پذیر زمانہ میں کہ شاہ اسیریا مع اپنے کل لشکر اور رعایا کے جشن اور عیش و عشرت میں مصروف اور شاہد پرستی میں مصروف اور بے غل و غش بادہ گساری میں مصروف تھا کہ یکایک دشمن نے کثیر فوج سے درانہ شہر میں داخل ہو کر قتل عام شروع کر دیا اور اسقدر لوگ تہ تیغ کیئے گئے کہ شہر کے گلی کوچوں میں خون کا دریا بہنے لگا آخرکار ایک عظیم قتل و غارت کے بعد جسمیں خود شاہ نینوا بھی مارا گیا باشندگان شہر نے حملہ آور گروہ کی جنکی نسبت مورخین قدیم کا بیان ہے کہ وہ اہل کالدیا تھے اطاعت اختیار کر لی اور شہر میں امن و امان ہو گیا۔

اہل نینوا کے ہاتھ سے بنی اسرائیل کی گرفتاری اور شہر ٹیاٹلس کی بادی

مورخین قدیم نے اس بابت اتفاق کیا ہے کہ سب سے پہلے جس ملک یا شہر یا سلطنت نے مقلدین مذہب حق یعنے بنی اسرائیل (یہود) کو تباہ اور برباد اور قتل و اسیر کیا ہے وہ شہر نینوی ہی بیان کیا جاتا ہے کہ اس زمانہ میں یہودیوں میں نہایت نفاق اور خودرائی پھیلی ہوئی تھی اور تمام امرائے سلطنت یہود اپنی حالت میں گرفتار تھے اور اگرچہ انکے مذہبی اصول میں ایک عجیب طرح کا خلط ملط ہو گیا تھا لیکن یہ ضرور ہے کہ اسوقت تک انہوں نے اپنی

کتاب اور اصول شریعت میں کوئی اس طرح کی خرابی نہیں پیدا کی تہی جس سے اس مذہب کی اصلی پیمانہ میں شدید فرق نمودار ہوگیا ہو- وہ یعنے بنی اسرائیل ظلم اور دروغگوئی پر کمربستہ ہوگئی تہے اور اپنی گروہ قوم سے انکو ہمدردی بہت کم تہی اور ایک خاص طریقہ کی عیش پرستی اور خدا فراموشی نے انکو دین و دنیا سے بیگانہ کر دیا تہا- اور اسی باعث انکی ملکی حالت نہایت کمزور ہوگئی تہی- وہ پہلا شہر جسکی پہلی دفعہ ایک آبادی بنی اسرائیل کی حیثیت سے تباہی اور بربادی باشندگان نینوا کے ہاتہہ سے ہوی خبثائل[1] والونکا شہر تہا- یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس شہر کی بربادی کی نسبت پہلے سے کوئی پیشین گوئی ہوچکی تہی اور جو کچھ مورخین قدیم نے اس شہر کی اس زمانہ کی نسبت اپنی تحقیقات لکہی ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شہر مذکور کے باشندوں نے اپنی زندگی کے عمدہ پیمانے کو بالکل فراموش کر دیا تہا ہر طرف وحشت اور جہالت پہیلا شروع ہوگئی تہی اور حکام کے ظلم اور ایذا رسانی سے بہت سی آبادی یہاں سے جلاوطن ہوکر نینوا میں آباد ہونے کو چلی گئی تہی- اب معدلت عامہ بالکل بند ہوگئی اس حالت سے جب اہل نینواے کو اطلاع ہوئی تو انکے بادشاہ نے موقع پاکر ایک بڑی جمعیت کے ساتہہ یہودیوں پر حملہ کیا اور انکی ایک بڑی تعداد قتل وغارت کے بعد گرفتار کرلی اور یہ سب بنی اسرائیل غلامی کی حالت میں لائی گئی اور انسے ذلیل خدمات لیجاتی تہیں- یہہ بہی ایک مورخ لکہتا ہے کہ کفار نینوانی اس روز کہ جب بنی اسرائیل پر فتح پائی تہی ایک عید کا دن قرار دیا تہا- یہ حالت اسدرجہ ظلم وجور تک پہنچگئی تہی کہ بنی اسرائیل اور جانوروں میں کوئی فرق نہیں رکہا گیا- انکے خاندان کے خاندان مختلف مقامات میں جلاوطن کر دیئے گئی اور زبردستی انکو بت پرستی پر مجبور کیا جاتا تہا- یہودی عورتیں مردوں سے زیادہ طرح طرح کے مظالم میں گرفتار تہیں اور اس فتح کے بعد جسقدر سرگرمی بداعمالی اور بت پرستی میں باشندگان نینوا کو ہوگئی تہی وہ ایسی شدید تہی کہ خود انکی ہم مذہب اہل تحقیق نے انپر نہایت آزادی سے نکتہ چینی کی ہے- اور انجام ساکنان نینوا کے ظلم وجور کا یہ ہوا کہ انکی بابت پیشگاہ رب الافواج سے نہایت سخت وعید اسوقت کے انبیا[1] کی معرفت نازل ہوئے اور بہت سی پیشین گوئیوں سے اس بات کو عام طور سے شہرت

---

[1] لیتیب نیوٹن ایک انگریز مورخ لکہتا ہے کہ دنیا میں نینوا ہی پہلا شہر ہے جسکے باشندوں نے یہودیوں کی قتل وغارت اور اسیری پر کمر باندہی اور علمداری بنی اسرائیل میں پہلا شہر جو انہوں نے اسطرح تباہ کیا تہا وہ خبثابلس کا شہر کہلاتا تہا ۱۲

ہوگئی کہ نینوا عنقریب برباد ہوجانیوالا ہے چنانچہ ایک خاص پیشین گوئی جو سراسر تکمیل پاگئی اِس موقع پر لکہی جاتی ہے کہ "جب وہ اِسمیں ایک دوسری سے کانٹوں کی طرح اُلجہنے لگینگے اور جسوقت وہ نشہ بازوں کی طرح بالکل نشہ میں مدہوش ہونگی تو وہ بالکل ایک سوکہا ہوا ٹہنٹہ ہوجائینگے ۱۲ اِس مقدس پیشین گوئی کرنے والی نے دشمنوں سے لوٹنے کا بہی وعدہ کیا تہا چنانچہ ذیل کے الفاظ سے اِسکی تصدیق ہوتی ہے کہ "تم اُنکے نقرئی سامان کو لوٹ لو اور اُنکی طلائی سرمایہ کو غارت کردو کیونکہ اِس موقع پر بیشمار سامان دولتمندی ہر قسم کا موجود ہے" ۱۲ اور ایک مورخ لکہتا ہے کہ سونے اور چاندی کے بیشمار سکے اور ظروف جو اِس شہر میں آتش زدگی سے بچائے گئے تہے وہ شہر اکباتانا کو بہیجدیئے گئے ۱۲ تمام مورخین قدیم مع ناحم اِس بات پر متفق ہیں کہ شہر نینوا صرف سیلاب فرات اور دشمنوں کی قتل و غارت ہی سے برباد نہیں ہوا بلکہ زیادہ تر نقصان اِس شہر کو آتش زنی سے ہوا تہا اور جسطرح ڈایو ڈورس مورخ لکہتا ہے شہر مذکور ایک حصہ تو طغیانی سے اور ایک حصہ صرف بیکا کیا آگ لگا دینے سے نیست و نابود ہوا۔

حملہ آور فوج جسنے نینوا کے نام و نشان کو بہی نیست و نابود کردیا خود ایسے گروہ سے تہی جو مذہب اور ملت میں اہل نینوا کے شریک تہا اور اِسکے افسر ایک ایسے بادشاہ کی ماتحت تہی جسکے مورث اعلے نے دنیا میں پہلے پہل فرمانروائی اور سلطنت آرائی کا فخر و اعزاز حاصل کیا تہا۔ اِسمیں کسی طرح کا بہی شک نہیں کہ اہل باختر (بکٹیریس) جو اپنے کو آسمان کی اولاد کہتے تہے زمانہ میں اِس بات کے واسطے ہمیشہ نامور رہینگے کہ اُنہوں نے حکمرانی اور ملکی تعلقات قایم کرنے کے اصول اور ایسے قواعد ایجاد کیے جنسے دنیا میں شخصی سلطنت کی بنیاد پڑی

۱؎ ناحم نبی کی کتاب ۲؎ ڈایو ڈورس اِس پیشین گوئی کی شرح میں لکہتا ہے کہ وہ حملہ آور لشکر شہر نینوا کے لوٹ سے دولتمند ہوگئے تہے ۱۲ اکثر عیسائی مورخ لکہتے ہیں کہ جسقدر پیشین گوئیاں انبیاء بنی اسرائیل کی تکمیل شہر نینوا کی بربادی کی بابت ہوگئی ہیں وہ ناحم نبی کی کتاب خورد میں تفصیل کے ساتہہ موجود ہیں اور اِسکے علاوہ طبقات ثیا کے تینوں مقتدوں میں بہی اُنکا ذکر موجود ہے گو بسبب گذرجانے مدت دراز اور بعید زمانہ کی ہماری جدید عہد میں اِس کتاب کی صداقت میں شک کیا جائے جوزیفس مورخ نے عہد جوتہم بادشاہ کے حالات کے ذکر میں ایک مختصر سا نوٹ یہہ بہی دیا ہے کہ وہ اِس زمانہ میں ایک نبی مبعوث ہوئے تہے جنکا نام ناحم تہا اور اُنہوں نے اہل نینوا کی بربادی اور معدومی کی نسبت حسب ذیل پیشین گوئی کی تہی کہ "نینوا ایک دریائے آب کیطرح جوش مارتا ہوا نظر آتا ہوئے" ۱۲ اور اِسی مورخ کا بیان ہے کہ ناحم نبی نے اور بہی

اور تمام بندگان خدا ایک ہی شخص کی جبارانہ حکومت کی اطاعت و پابندی پر مجبور کیئےگئے ایک مسلسل تحریر قدیم سے یہ بات بخوبی ذہن میں آسکتی ہے کہ شہر نینوا کی آبادی کی ابتدا جس پیمانہ پر ہوئی تھی وہ اس بات کا مجموعہ تھا کہ آیندہ ایک عظیم بربادی اوس شہر کے واسطے پیش آنے والی ہے۔ گویا شہر مذکور کی عظیم‌ترین آبادی اسی لیئے تھی کہ وہ دنیا کی طرز رفتار اور زمانہ کی کروٹ سے پس جانے یا پامال ہونے کے واسطے قایم رکھی جائے۔

بادشاہ نینوا جو بعض مورخین کے نزدیک پورے ساٹھہ برس تک یہودیوں کی تباہی میں مبتلا رہ چکا تھا اور جسکے عہد میں دولت و مال اور قوت و اقبال کی حد نہیں رہی تھی اپنی اس جفاشعاری اور سب سے زیادہ بت پرستی کی یاداش میں اپنی ہی ہم قوم دشمن کے ہاتھہ سے کتے کی موت مارا گیا اور ایک ایسے شہر کی عظمت و بزرگی دفعۃً خاک میں ملگئی جس سے بڑہکر باجاہ و جلال شہر روے زمین پر اتبک آباد نہیں ہوا ہے۔ اس شدید اور نہایت ہولناک بربادی شہر مذکور کی نسبت یہ پیشین گوئی بہی مشہور ہوچکی تہی کہ خالق قدیر اس کی سرزمین کا ایک نہایت عبرتناک خاتمہ لوگوں کے سامنے لائیگا۔ تباہی اور ایذا رسانی اسکی طرف سے اب جسکے واسطے تہوگی وہ اب بالکل خالی اور برباد اور ویران ہے۔ رب الافواج نے اسکی شمال و جنوب کی خلاف اپنا ہاتہہ بلند کردیا ہے اور علیٰ ہذا اسیریا کی بربادی ضرور ہوگی اور نینوا بے پامال اور ایک جنگلی ہولناک حصہ زمین قرار پاجائے گا اور وہ وقت کب آئیگا کہ آبادی نینوی ایک برباد اور ایسی سرزمین ہوجائے گی جسمیں صرف حشرات الارض مسکن بنائینگی اور جابجا جنگلی درندے اور حیوانات موذیہ ایمیں لوٹتے اور چلتے پہرتے نظر آئینگے"

بقیہ نوٹ صفحہ ۱۶۹

سہ پیشین گوئیاں کی تہیں جنکی تفصیل کی اس موقع پر ضرورت نہیں ہے اور جو پندرہ سو برس کے عرصہ میں تمام و کمال درجہ تکمیل کو پہنچ گئی۔ جیروم اپنے دیباچہ کتاب خوباح میں جو سنہ ۳۰۲ عیسوی میں تصنیف ہوی ہے لکہتا ہے کہ اسی طرز و طریقہ پر جیسا کہ ذکر ہوچکا ہے نینوا کی بربادی کا حال بالاتفاق یونانی اور عبرانی مورخوں نے بہی لکہا ہے اور ایک مورخ نے اپنی شرح کتاب ناحم نبی میں شہر مذکور کی اور بربادی اسیر غلبہ بابل کی بابت نہایت تفصیل کے ساتہہ ان امور کا ذکر کیا ہے کہ نینوا کی بربادی اور تاخت و تاراج اہل کالدیا اور باشندگان بابل کے ہاتہہ سے ہوئی تہی اور اسی عنوان سے سر سائرل مورخ باشندہ اسکندریہ جو سنہ ۳۷۶ عیسوی میں پیدا ہوا تہا اس پیشین گوئی کی شرح کی ہے جسمیں یو جارٹ مورخ کی تحقیقات کا بہی حوالہ ہے اسمیں نہ صرف بربادی نینوا ہی کا ذکر ہے بلکہ جسقدر مفصل حالات نوشتیں ایک ارمنی مورخ نے آبادی و خرابی نینوا کی لکہی ہیں۔ اسکی نباتات کی تطبیق علاوہ متوسط مورخین کے جنہوں نے اس ہیکٹ

دوسری صدی عیسوی میں ایک دیسی باشندہ کنارہ دریائے فرات مسمے لوشین نے اسبات کی شہادت دی ہے کہ نینوا برباد ہوکر بالکل نیست ونابود ہوگیا یہانتک کہ اسکی برباد شدہ آثار قدیمہ کا بھی اب نام ونشان اور پتہ نہیں نظر آتا ہے بلکہ یہہ بھی دریافت ہونا مشکل ہے کہ شہر مذکور کس موقع پر آباد تہا۔

لوشین مورخ کی اس اظہار اور نیز بہت سے صدیوں کے گذر جانے پر جنکے مابین زمانہ نے یہ نتیجہ ہمارے سامنے پیش کردیا ہے کہ شہر مذکور کی بابت یہ امر بھی دریافت کرنا مشکل ہے کہ وہ کس جگہ آباد تہا۔ غور کرنے سے اگرچہ یہ ناامیدی پیدا ہوتی ہے کہ نینوی کی آبادی اور اسکی سرزمین کی اصلی حالت سے کہ کس موقع پر وہ آباد تہا آگاہی ہو تاہم بعض آثار قدیمہ سے اس شہر کہنہ کی بابت یہ شبہ ہوتا ہے کہ وہ حال کی آباد شہر موصل کے نہایت ہی متصل آباد تہا جسکو اکثر نہایت محقق سیاحان ارض شام اور عراق وحجاز کی سیر وسفر کے حالات نے اور قوی کردیا ہے۔ اکثر مورخین لکھتے ہیں کہ اسکے نام اور حالات مذکورہ کی تحقیق باشندگان ملک مذکور سے سات صدی عیسوی میں بخوبی ہوگئی تہی کیونکہ یہہ وہ زمانہ تہا جبکہ خسرو پرویز نے جنگ نینوا میں اپنی قسمت آزمائی کی تہی اس لڑائی کی حالت کی نسبت مشہور مورخ گبن اسطرح لکھتا ہے کہ "رومی جنرلوں نے نہایت دلیرانہ طور پر مقام اکنزس سے دریائے دجلہ کی جانب پیشقدمی کی تہی اور ر اہنرالش کی بزدلانہ دانشمندی نے اس امر کو پسند یدہ سمجہا کہ اسکی فوج کا قیام ایک نہایت قدیم اور ویران ملک میں ہونا چاہیے چنانچہ اس حکم کی قطعی تعمیل سے عنان قسمت سلطنت عجم کی اس سرزمین میں بالکل الٹ دیگئی"۔

دریائے دجلہ کی مشرقی جانب موصل کے پل کے متصل نینوائے اعظم اس معرکے کے واسطے انتخاب کیا گیا تہا۔ گو شہر مذکور اور نیز اسکی قدیمی آثار عرصہ دراز ہوا کہ صفحہ دہر سے مٹگئی ہیں لیکن اسکے سطح وسیع پر ان دونوں یعنے رومی اور ایرانی لشکروں نے نہایت گہسان کی معرکہ

پر بہت کچھ بحث کی ہے بوچارٹ۔ مارشم۔ اور لیول۔ مورخین نے سترہوین صدی میں۔ ڈاکٹر ڈورس لیکو لینز مورخ نے جسنے مذکورہ بالا معاملہ پر نہایت تفصیلی رائے دی ہے بحالیکہ اسنے جسقدر اسبابت کہ نینوی کی بربادی کس طرح ہوی لکہا ہے ہیروڈوٹس۔ اسٹرابو۔ ٹاکٹس بلیٹی کی تحقیقاتوں کا خلاصہ ہے۔ زوال وبربادی نینوی کی حالات بالتفصیل شایع ہوچکے ہیں اور ناحم اور طیفنا کی پیشین گوئیاں بھی عام طور سے مشہور ہوگئی ہیں اور ۱۸۱۵ء میں یہہ حالات مطبوع بھی ہوچکی ہین۔

آرائی کی تھی اور اسقدر خونریزی ہوئی تھی کہ کوسوں تک آدمیوں کی نعشیں ہی نعشیں نظر آتی تھیں۔ دراصل گویا شہر نینوا کا رقبہ آبادی اس واقعہ کے لیے خاص مقام امتحان و جانبازی مقرر ہوا تھا۔ مشہور مورخ مسٹر ریچ اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں کہ ایک محقق شخص کے واسطے اسقدر غور کرنا کافی ہے جو درحقیقت ان تمام آثار قدیمہ کی مسلسل حالات قدامت کا آئینہ ہے کہ باوجود ایسی شدید جنگ اور نیز اسقدر معرکہ آرائیوں کے شہر مذکور کی رقبہ کی گذشتہ حالت میں کسی قسم کا فرق نہیں ہوا۔ نینوا کے قدیم ظروف اور صناعی کے اشیا اور بہتر پر نقش و نگار کی ہوئی چیزیں اہل بابل اپنے ملک میں لوٹ کر لیگئے۔ یہ سب اشیا باشندگان نینوا کی بنائی ہوئی ہیں اکثر بابل کی قدیم خرابوں اور کھنڈروں سے اب تک برآمد ہوتی ہیں بہرحال اس عظیم ترین آبادی اور ملک و سلطنت کی سرسبزی اور وہاں کے مغرور اور دولتمند اشخاص کی ثروت و دولتمندی کی دفعتہً تباہ و برباد ہو جانے کی بابت اس بربادی کی انتظار کی حالت میں خدائے قدیر کی اس ارشاد نے پوری تکمیل پائی جو ناحم نبی کی زبانی بیان کیا گیا تھا کہ وہ سب سے اول یہ امر ہے کہ باوجود ایسی عظیم آبادی اور دولتمندی کی انکی سرسبزی تو دلن نہایت رونق دار اور دلفریب چمنوں اور طراوت بخش انہار کی سرزمین بالکل ویران میدانوں کی صورت میں بدل جائے گی صاف الفاظ جو پیشین گوئی کے اثبات ہیں وہ حسب ذیل ہیں (تو لیتے کو سبزہ زار کا کپڑا بنا لے اور تم بتعداد کثیر ٹڈوں اور ٹیڑیوں کی صورت میں تبدیل ہو جاؤ گی تیرے سوداگر آسمان کے نیچے سب تجھے مضروب کرینگے اور کیڑے مکوڑے تجھمیں دوڑتے اور رینگتے پھرینگے۔ تیرا تاج و تخت ٹڈیوں کی صورت میں دکھائی دیگا اور تیرے کپتانوں کی ہڈیاں اس سبزہ زار کی مٹی میں ملجائینگے جو موسم سرما میں اپنی خضارت اور سرسبزی سے ایک عجیب طرح کے جنگل کا نمونہ ہوگی اور انکی قیامگاہیں بالکل ہی نہ ثابت کر سکینگے کہ وہ دراصل کسجگہ واقع تھیں)۔ اسمیں شک نہیں کہ دنیا کے رہنے والے اس سے زیادہ اور کونسا عبرتناک منظر پا سکتی ہیں کہ وہ نظر غور سے نینوے کی ویرانوں کو دیکھیں جو سرزمین بابل سے زیادہ پامالی کی حالت میں ہیں۔

شہر نینوی کی عمارتیں

اگرچہ عام طور سے اس شہر کی قدیم عمارتیں بہ لحاظ اپنے استحکام اور ایچ در پیچ ہونے کی نہایت

عجیب وغریب خیال کی گئی تہیں لیکن سب سے زیادہ حیرتناک اہل شہر کی مندر اور پرستش گاہیں تہیں جو تمام شہر کی عمارتوں سے بلند اور مضبوط اور بارونق تہیں اور باشندگان نینوی اکثر اپنی تمام عمر کی دولت صرف ایک چھوٹے سے مندر کی تعمیر میں صرف کردیتے تہے۔ اسکے علاوہ شاہ اکباٹنا کا محل جسکو نمرود یا بابل سے بلحاظ قرابت نہایت قریب تعلق تہا ایسا رفیع الشان اور بلند اور بازیب وزینت تہا کہ صرف اسکے دروازوں کی آرایش ملک کی ایک برس کی محاصل سے کی گئی تہی۔ اسکے علاوہ ایک اور شاہی مکان تہا جسے اہل بابل و کالدیا نے اپنی تسلط و قبضہ کے وقت منہدم کرڈالا تہا اس شاہی مکان میں صرف دو ہزار ستون سنگ و رخام کے لگائے گئے تہے اور اسی کی مثل دیگر عمارت کی حالت خیال کرنا چاہیئے جس مکان میں اسیران بنی اسرائیل قید کیئے گئے تہے وہ بہی ایک نہایت عظیم الشان حصہ ایسی شاہی محل کا جو اپنے زمانہ اپنی آرایش اور زیب وزینت میں تمام ملک میں لاثانی تہا۔ مشہور ہے کہ اہل نینوی کی عمارتیں زیادہ تر سنگ رخام اور اسی قسم کی پتہروں کی تہیں جو بہ نسبت زمانہ حال کی عمارات وتعمیرات کی نہایت زیادہ کرخت اور بمقابلہ صنعت حال کے ایک نہایت ہی اعلے درجہ کی صناعی کا نمونہ تہے۔

راکا مندر اور اوشس کی خانقاہ جبتک بعل کا بتخانہ بابل میں نہیں تعمیر ہوا تہا اپنی خوبی تعمیر کے اعتبار سے روے زمین پر بے عدیل و نظیر سمجہا جاتا تہا۔ اور اسکی تیاری میں سلطنت کی طرف سے جو لاگت صرف ہوئی تہی اسکا اندازہ صرف اسی سے ہوسکتا تہا کہ ہر روز پچاس ہزار مزدوران تعمیر دن میں کام کرتے تہے بلکہ کبہی کبہی دن میں پچاس ہزار کین (ایک قسم کا پیمانہ) آٹا صرف ہوجاتا تہا۔

باشندگان نینوا کے بت اور انکا طریقہ پرستش

اسمیں شک نہیں ہے کہ تمام نینوا کے رہنے والے بت پرست تہے اور وہ خداے وحدہ لاشریک اور واجب الوجود حقیقی کے وجود کے قطعی منکر تہے باوجودیکہ انہیں ایک بہت بڑی جماعت ایسے اشخاص کی تہی جو حکما کے لقب کی سزاوار تہی کیونکہ اُنہوں نے بہت سے اسرار تاثیرات اشیا کے ایسے دریافت کرلیئے تہے جو سواے نہایت درجہ ذی علم ارباب تحقیق کے دوسروں سے تقریبًا ناممکن تہے علوم ذہنی میں بہی انکو نہایت اعلے درجہ کی مہارت تہی اور نظریات کے سمجہنے اور سمجہانے میں ایسی دستگاہ رکہتے تہے کہ

کہ دور دور دراز سے شایقین علم انکے پاس درس وتدریس کے واسطے جاتی تہی۔ علم اشراق جیسی بہت سی شاخیں اسوقت بہی دنیا کی اکثر حصجات میں بطور علم شایع ہیں بیان ہے کہ انکی خاص ایجاد ہے گو بہت سے مورخین نے اسبابت اختلاف کیا ہے۔ ایسے علم و دانش اور ایسے ذہن و ذکا اور قوائے انتقال ذہنی کی موجودگی پر وہ اُس سرچشمہ سے بالکل بیخبر بلکہ اسکی قطعی منکر تہے اور اسکا مضحکہ اُڑاتے تہے جو ایک واجب الوجود خدائے نامرئی قادر مطلق کے فیضان سے جاری ہوا تہا یعنے مذہب حق سے اُنکو دشمنی ہوگئی تہی اور جسقدر اِس بابت اُنکو سرگرمی تہی وہ سراسر کفر اور الحاد اور زندقہ سے بہری ہوی تہی۔ وہ بیشمار دیوتاؤنکی پرستش کرتے تہے اور ان پتہروں اور لکڑی کے بہیس اور بیجان ٹکڑونکو معبود اور الہ سمجہتے تہے جو خود اُنکی نقل وحرکت اور ساخت کے محتاج ہیں وہ نہایت تہ دل سے خبیث ارواح اور بیشمار ستاروں اور قسم قسم کے درختوں اور گہونگہوں اور سانڈے کی چہلکوں کو قابل پرستش یقین کرتے تہے اور اُنکو اپنی حاجات ومشکلات کا ادا کرنے والی جانتے تہے انکی منتیں مانتے اور انکے آگے نذر بہیٹ چڑہاتے اور انکی فرضی عظمت اور جلال اور خیالی فائدہ رسانی اور قوت کی بہجن گاتے تہے لیکن ایک صرف اُس خدا کی پرستش سے اُنکو انکار تہا جو درحقیقت الہ تحقیقی اور خالق عالم اور قادر علے الاطلاق ہے اور جسکی قدرت اور مبدء فیضان رحمت نے تمام مخلوق کو عالم نیستی سے طرفۃ العین میں ظاہر و آشکارا کردیا۔ اور نہ صرف ایسے خدائے حقیقی کے وجود کی وہ لوگ منکر ہی تہے بلکہ بوجہہ انبیاء بنی اسرائیل کے متواتر اصرار کوششونکی کہ ہیں خدائے حقیقی کی نام اور کاروبار قدرت کی قدر ان لوگونکی نگاہ میں پیدا ہو باشندگان شہر نینوا اس رحیم وکریم خدا کے نام کے دشمن ہوگئے تہے اور یہانتک اِس عداوت اور عناد کو اشتداد ہوگیا تہا کہ مذہب حق کے جسقدر معتقدین انکی قابو اور اختیار میں آجاتے تہے انکو ایسے شدید اور ہولناک ایذائیں پہنچاتی تہیں جیسے ایک تاریک سی تاریک خلقت انسانی بہی گوارا نہیں کرسکتی ہے۔ ہر گلی کوچے میں راکی پرستش علانیہ ہوتی تہی جسکا بت اکثر لکڑی کو تراش کر بنایا جاتا تہا اور اسکے علاوہ اور بہی بعض مورتیں انکے مندروں میں اِس قسم کی رکہی رہتی تہیں جنکی عظمت وقوت الوہیت کے یہ کافر لوگ تہ دل سے معتقد تہے اور ہمیشہ اِس تلاش میں ہی رہتے تہے کہ سوائے ان دیوتاؤں کے کوئی اور بہی دیوتا ایسا ہے جسکی مورت تراش کر پرستش کرنے سے انکے معبودوں کی تعداد میں ترقی ہوجائے یہ ایک عجیب حیرتناک غلطی اِس گروہ نابکار کی تہی کہ اپنی فطرت کے خلاف اسبات پر ہمیشہ

سرگرم رہتے تہے کہ بطور شوق اور تفریح ایسے معبودوں کی تعداد دریافت کریں جو اپنی قوت مجموعی سے کسی دوسرے شخص کی دیوتاؤں کی قوت پر غالب آجائیں اور اس سے یہہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ باشندگان نینوا سراسر اور مجسم اوہام تہے اور مادہ پرستی اور ضعیف الاعتقادی میں اپنا عدیل و نظیر نہیں رکہتے تہے۔

اہل نینوا کی طرز معاشرت اور انکی علمی ترقیات

اگرچہ ساکنین بابل و کالدیا کی طرز معاشرت نے دنیائی تہذیب میں زمانہ قدیم میں ایک عجیب انقلاب ہر قسم کے اصول زندگی میں پیدا کر دیا تہا اور یہہ بہی ضرور ہے کہ انکی طرز معاشرت سے اس قسم کے نتیجے پیدا ہوئے تہے جنکی قدیم طریقہ زندگانی میں بہت کچہ اصلاح ہوگئی تہی لیکن اس بات کے یقین کرنے میں ذرا بہی شبہہ نہیں ہو سکتا کہ یہہ جسقدر تمدنی حالت کی عمدگی اور علمی ترقیات اور مختلف فنون اور صنایع و بدایع اور تہذیب کے اصول تہے وہ سراسر اہل نینوا کے قایم کیئے ہوئے بلکہ ایجاد کیئے ہوئے تہے اور ایک مسلسل تحقیق منضبط تواریخ سے یہہ امر بخوبی ثابت و منکشف ہے کہ دنیا میں تہذیب کی اشاعت اور تمدنی معاملات کی ترویج صرف اہل نینوا کی ذات سے شروع ہوی اور یہی وہ لوگ تہے جو نہایت تاریک زمانہ قدیم میں ایک عجیب و غریب طریقہ زندگی انسان میں سہولت سے انجام پا جانیکا اصول قایم کر چکے تہے انہوں نے ہر قسم کی رسم و رواج جو مختلف مذہبی تیوہاروں میں کفار کے یہاں ضروری سمجہی جاتی تہی علاوہ اصل اصول مذہب کے اس غرض سے کہ دائرہ مذہب میں ایک مستحکم وسعت ہو جاوے جاری کر دی تہی اور گویا یہہ امر یقینی ہے کہ مختلف زبانوں میں مذاہب میں علاوہ قطعی ارکان کے جسقدر زیادہ اسمیں انجام دیجاتی ہیں انکے سلسلہ اور ضرورت کو اہل نینوا نے اپنی حماقت اور مادہ پرستی کے جوش میں تمام دنیا میں پہیلا دینیکے واسطے سرگرمی ظاہر کی تہی۔ اور وہ ہمیشہ اور ہر روز ایسے طریقہ ایجاد کرتے رہتے تہے جن سے انکا باطن بہی اپنی اصلیت کی نظر سے عجیب و غریب پلٹے کہاتا رہتا تہا۔

شادی و غمی اور اسکے علاوہ بہت سے ایسے عجیب و غریب تقریبیں انہوں نے اپنی زندگی کے واسطے ضروری سمجہ لی تہیں جن سے کوئی وقت کسی نہ کسی رسم کے ادا کرنے سے انکے لیئے خالی نہ تہا۔ وہ نجوم کی تاثیر کے قایل تہی اور سفر و سیاحت میں اسکے نتائج پر پورا پورا

عمل کرنے میں اپنی قطعی فلاح سمجھتے تھے اہل نینوا کے اطفال کے پیدا ہونے سے انکے پیوند زمین ہونے تک ایک عجیب رسموں کا دریا فطرت انسانی پر لہریں مارتا ہوا نظر آتا ہے جسمیں ایک بہت بڑا گروہ بالکل ڈوبا ہوا تھا اور بعض صرف اسقدر فارغ رہتے تھے کہ دنیا کی ضروری یا منصبی کاروبار میں کوئی مشکل روبکار نہو۔

شادی کی رسمیں عموماً ایک ہی طرف کی تھیں تاہم خاندان شاہی کے واسطے انمیں سے بہت سی باتیں ایسی خاص تھیں جو وقت پر اسکو کمال سرگرمی سے ادا کرنی پڑتی تھیں اور جنکی ضرورت ایسی لازمی سمجھی گئی تھی کہ اگر ان تقریبوں میں کوئی معمولی رسم بھی پوری نہوتی تھی تو وہ بدشگونی سمجھی جاتی تھی۔ غمی کی تقریبات میں شاہی خاندان کی طرف سے بہت بڑا اہتمام ہوتا تھا اور ہر ایک شخص جو ذرا بھی خاندان شاہی کا ممبر سمجھا جاتا تھا مدتوں تک اُسکا ماتم رکھا جاتا تھا اور بہت سی وہ رسمیں جو اکثر دور دست دیار مشرق میں اسموقع پر ادا کیجاتی ہیں وہ اس زمانہ میں بھی کسی قدر اختلاف کے ساتھ پوری کیجاتی تھیں گویا جسقدر ایسی رسمیں اسوقت تک ان مقامات میں اتبک موجود ہیں وہ دراصل اہل نینوا سے ہی کی ایجاد تھیں جنہیں اہل کالدیا نے بھی بلا اختلاف اپنے یہاں شایع کرنا ضروری سمجھ لیا تھا اور اسکے ساتھ ہی تمام ایشیا کی بت پرست اقوام میں اُنکو درجہ قبولیت حاصل ہوگیا تھا۔

اہل نینوا عام طور سے سیاحت کو بہت کم پسند کرتے تھے تاہم تجارتی ترقی کی طرف انکا خیال از حد رجوع اور انکے تاجروں کے کارواں تمام عراق اور شام اور ہندوستان کی سرسبز اور متمدن اقطاع میں آمد و رفت رکھتے تھے اور اطراف عالم میں کوئی جگہ ایسی نہ تھی کہ جہاں دو ایک اہل نینوا بطریق تجارت نہ پہونچے ہوں اور اُنہوں نے اپنی تہذیب اور عجیب و غریب طریقہ مذہب سے وہاں کے باشندوں کو آگاہ نہ کردیا ہو۔ گو اسبابت بہت شک کیا جاسکتا ہے کہ ایسے مقامات جہاں نینوے کے تاجر بنظر تجارت آمد و رفت رکھتے تھے انمیں تہذیب اسدرجہ پر پہونچی ہوئی تھی کہ وہ ان اصول زندگانی کو جنہیں اہل نینوا نے بڑی سرگرمی سے اختیار کیا تھا قبول کرسکیں یہ لوگ ہندوستان سے گذر کر چین کے اندرون ملک تک پہنچ جاتے تھے اور گو اس بابت کوئی قطعی تاریخ سے نہیں ملتا ہے لیکن بعض قراین حالیہ اس قسم کے پائے جاتے ہیں جنسے یہ امر بخوبی دریافت ہوتا ہے کہ اہل نینوا کے تاجران مقامات میں سلسلہ کے طور پر اپنے ملک کے اشیا کا تبادلہ کرتے رہتے تھے

اور اِس طریقہ سے جسقدر نفع انکو حاصل ہوتا تہا وہ بہی ملکی سرسبزی کی ایک نہایت قابل اطمینان شاخ اور حصہ سمجہا جا سکتا ہے۔ قالین اور مشک اور شترمرغ کے پر اور سونا اور چاندی اور جواہرات اور ہر قسم کی نہایت خوشنما بنی ہوی کانسی کے برتن اور گہوڑے انکے خاص تجارتی اشیا میں داخل تہے۔ لیکن با این ہمہ ترقی تجارت یہہ حالت صرف ایک خاص گروہ کی تہی عام طور سے تجارت کا پیمانہ نہایت ناقدری کے ساتہہ اندازہ کیا جاتا تہا اور باشندگان ملک زیادہ تر فوجی زندگی یا علمی تحصیل میں اپنا وقت صرف کرتے تہے۔ سنگتراشی میں انکی نادرستی اور نادر الکمالی کا ثبوت اِس بات سے ظاہر ہے کہ اُنہوں نے ایسی ایسی صناعیان در و دیوار نینوا میں جو بالکل پتہر کی تہین دکہائی تہیں جنہیں اہل کالدیا بہی جو بعد کو فن سنگتراشی میں ایک قسم کے موجد سمجہے جاتے تہے نہایت تعجب اور حیرت کی نظر سے دیکہتے تہے انکی قیدیوں کی حالت نہایت عبرتناک اور از حد ظالمانہ تہی اور یہی حال اہل نینوا کی کنیز اور غلاموں کا تہا انکو کوئی بہی انسانی حق حاصل نہیں تہا اور بالکل جانوروں کی مثل انکے ساتہہ برتاؤ ہوتا تہا۔ زیادہ تر غلامی کی مصیبت میں بنی اسرائیل مبتلا تہے جو اہل نینوا کی ہر ذلیل سی ذلیل خدمت بہی انجام دینے کے واسطے مستعد رکہی جاتی تہی۔

یہہ غلام اور لونڈیاں گہر کی بیجان اشیا کی طرح سمجہی جاتی تہیں اور انکے خون اور جان کی کوئی بہی پرسش حاکم وقت کی طرف سے نہیں تہی۔ اور سب سے زیادہ ایک خرابی یہہ تہی کہ اگر غلام کیسی اعلے سے اعلے خاندان کا کیوں نہو اور اُس سے کیسی ہی عمدہ خدمت اپنے مالک کی ظہور پذیر کیوں نہو وہ اسیر بہی ایک ایسے جانور کے مانند سمجہا جاتا تہا جو گہوڑوں اور گا بیلوں میں اپنی خوبصورتی یا محنت یا کسی اور وجہہ سے مالک کی نگاہ میں کوئی خاص درجہ قایم کر لیتا ہے۔ قانون ملکی عام حالت میں عجیب طرحکا تہا جسطرح ایک چور اپنے جرم کے باعث قطعًا قابل قتل سمجہا جاتا تہا اِسی کی مثل ایک ایسا شخص بہی واجب القتل قرار دیا جاتا تہا جو بنی اسرائیل کو کیسے ایسی خدمت پر مقرر کر دینے کا ساعی ہو جسکو خاص وہیں کے باشندوں سے تہوڑی سی بہی مساوات حاصل ہو سکتی ہو۔ مالگذاری کے حقوق کچہہ عجیب طرح کی تہی رعایا کو اپنے رفاہ اور فلاح کے واسطے کاشتکاری سے صرف اِسقدر حصہ ملتا تہا جس سے وہ اپنی احتیاج ضروریں پوری کر سکے اور اسکے ساتہہ ہی تمام غلہ سرکاری محفوظ مکانات مین بہر دیا جاتا تہا جسکا ایک مطلب یہہ بہی تہا کہ ملکی حفاظت کی غرض سے ایسا انتظام

ضروری ہے کہ دشمن کی حملہ آوری اور غلبہ کے وقت اہل شہر کو اس غلہ کی موجودگی سے آسانی ہو
فوجی حالت بہ نسبت دیگر انتظام ملک کے ایک زمانہ تک باشندگان نینوا کی بہت کچھ
قابل اطمینان رہی ہے اور اسمیں شک نہیں کہ آلات کی عمدگی اور آدمیوں کی کثرت پر جو
بدل خدمات فوجی میں شریک ہوتے تہے نینوا کا بادشاہ بالکل اپنی غفلت اور زناکاری
اور ظلم اور بت پرستی کے آیندہ نتائج سے غافل ہوگیا تہا۔

یہہ ضرور ہے کہ اگرچہ اس قطعہ ملک کے اطراف وجوانب کی سلطنتین اور حکومتین اپنی حالت
کو ایک عمدہ پیمانہ انتظام پر لاچکی تہیں اور انہیں فوجی ترقی بہی ایک درجہ تک موجود تہی تاہم
جیسی با اصول فوج اور اعلے درجہ کے سپاہی اور افسر نینوا کے بادشاہ کے ساتھہ تہے وہ
کسی حکومت میں نہیں اور اسی باعث جسطرف اس ملک کے ایک چہوٹے سردار نے
بہی کوئی ارادہ تسخیر کا کیا تو اسکو نہایت آسان طور پر فتح کرلیا۔ انکی اسلحہ تلوار اور تیر اور
نیزہ اور تبر تہے جنکی خوبی اور عمدگی بطور نظیر دوسرے ملکوں میں بیان کیجاتی تہی اور بعض
مورخین کا بیان ہے کہ پیش قبض جو نہایت ہی تنگ وقت میں ایک سپاہی کی جان بچاسکتا
تہا یہہ اسی ملک کی ایجاد ہے۔

اکثر مورخین لکہتے ہین کہ تیر اندازی کا ہنر اہل نینوا ہی نے ایجاد کیا ہے اور گو یہہ تحقیق
مشتبہ ہو مگر بعض تاریخین اسبات کی شاہد ہیں کہ اہل نینوا اپنے زمانہ مین فن تیر اندازی
میں اپنا عدیل و نظیر نہیں رکہتے تہے اور اس فن سپہگری کو اور تمام فوجی امور کو ایک طرح کا
امتیاز اور درجہ حاصل تہا۔ یہہ ضرور تہا کہ شمشیر زنی میں کامل مہارت کے بعد ہر ایک باشندہ
شہر تیر اندازی کے فن مین کمال حاصل کرے اور کم سے کم اسقدر تو بالضرور اسکو مشق کرنی
پڑتی تہی کہ ضرورت کے وقت اپنے اہل ملک کی مدد کرسکے اسبات کے دریافت کرنیسے
کمال حیرت ہوتی ہے کہ جسطرح شاہان عجم اپنے فوجی اشخاص کو فن تیر اندازی میں
کامل ماہر کردینا چاہتے تہے اس سے زیادہ اہل نینوا کی مصروفیت کا پتہ اس فن کی بابت
اکثر کتب تواریخ سے ملتا ہے۔

عام جرائم کی سزائین اگرچہ معمولی تہیں لیکن بعض سزائین اسقدر سخت اور ہیبتناک دیجاتی
تہیں کہ جنکے خیال کرنے سے بدن پر رونگٹے کہڑے ہوجاتے ہیں عام طور سے زانی
کو اگرچہ کوئی سزا نہیں دیجاتی تہی لیکن اگر کوئی عورت اعلے خاندان کی کسی شخص کے ساتھہ

ناجائز تعلق پیدا کرکے فرار ہوجائے تو اُسکو مع اُسکے آشنا کے قتل کی سزا دیجاتی تہی اور بعض جرائم میں زندہ مجرم کی کہال اُتار لیجاتی تہی اور دربار شاہی میں ذرا ذرا سے قصور پر آنکہیں نکلوا لینا تو ایک معمولی بات تہی۔ آرے سے کسی انسان کو دو ٹکڑے کرنا عام عبرت کے واسطے پسندیدہ طریقہ انتظام میں داخل کیا گیا تہا اور سلطنت سے بغاوت یا سرکشی کے جرم کی سزا نہایت ہی سخت تہی ایسا مجرم ایک ایسے چکی مین رکہکر مصالحہ کی طرح پیس دیا جاتا تہا جو انسانی آخری زندگی کے اختتام کے واسطے اہل نینوا میں کمی جرایم کے واسطے ایک خاص ایجاد قرار دی گئی تہی۔

جسوقت کوئی قریہ یا قصبہ سلطنت سے باغی ہو جاتا تہا تو اُسکے تادیب اور گوشمالی بیحد سختی سے کیجاتی تہی اور جہانتک ممکن ہوتا شاہی فوج تمام تر وہان کے باشندوں کو تہ تیغ کر دیتے تہے اور وہاں کی عمارتوں کو کہود کر خاک میں ملا دیتے تہے۔ اہل نینوا بہت بڑے تفریح دوست تہے اُنہوں نے اپنی دلچسپی کے واسطے طرح طرح کے شغل ایجاد کر لیئے تہے اور زیادہ تر اُنکا وقت عجیب اور خوش رنگ باجوں کے بجانے میں صرف ہوتا تہا علاوہ جنگ وغیرہ کے چند خاص باجے اُنہوں نے اپنے طور سے ایجاد کیئے تہے جنکا نشان بیشمار صدیوں کے گذر جانے سے اسوقت صفحہ روزگار پر نہین ملتا ہے۔ شہر کے اندر بہت سے ایسے مقامات بنے ہوئے تہے جنمین عام باشندگان نینوا ہر روز جاکر مختلف قسم کی فوجی مشق اور کہیل خاص اوقات میں کہیلا کرتے تہے۔ خود بادشاہ اور تمام شاہزادے اور امرا فن چوگان بازی کے مانند ایک نہایت ورزشی شغل مین اکثر اوقات مصروف رہتے تہے گہوڑے کی سواری عام تہی اور بعض طبقہ کے اشخاص گدہے کی سواری کو گہوڑے پر ترجیح دیتے تہے۔ نیز اکثر تاریخوں سے ثابت ہے کہ امرائے نینوا کو سانڈوں کی لڑائی دیکہنے کا از حد شوق تہا اور اسکے واسطے مہینوں پیشتر سے بڑے بڑے اہتمام اور سامان کیئے جاتے تہے اور جس حریف کی فتح اس معرکہ میں ہوتی تہی اُسکو بہت کچہ انعام اکرام امرائے شہر دیتے تہے۔ شہر کے اندر بڑے بڑے شوارع اور سڑکین تعمیر تہین جنپر دونو طرف سایہ دار اور بامیوہ درخت لگائے تہے جنکا سلسلہ شہر میں ساٹہہ میل کے دور سے کم نہ تہا اور ان سڑکوں کے ساتہہ نہایت آبدار پانی کی نہریں دوڑائی گئی تہیں جو گرمی تمازت رسیدہ مسافروں کو نہایت اطمینان قلب پہونچا کر سیراب کرتی تہیں اور اسکے علاوہ دہوپ میں گرمائے ہوئے

مویشی ان نہروں سے ہمیشہ تروتازہ رہتی تہی۔

ان شہروں اور نہروں کی حالت پر غور کرنے سے نہایت حیرت ہوتی ہے کہ کس طرح ایسے وسیع اور فراخ تعمیرات کا کام جنمیں بے نظیر کاریگری صرف ہوئی تہی اس زمانہ میں انجام پذیر ہوگئی تہی جبکہ موجودہ زمانہ کی طرح علمی آلات تعمیر کا وجود بہی نہتہا۔ دہوپ کا رنگ بدلنے یا زوال آفتاب کے وقت سے بے انتہا شایقین اور اہل تفریح کا ہجوم ہوتا تہا جنمیں مردونکی عوض عورتیں بہت زیادہ ہوتی تہیں اور جنکو حسب قانون ملک ایک خاص درجہ تک آزادی حاصل تہی تاہم بعض اوقات میں انکی آزادی اسقدر بڑہجاتی تہی کہ ان نہروں کے کنارے اندہیری راتوں میں ایسی ایسی بدکرداریاں ہوتی تہیں کہ گویا تمام روے زمین کی بدافعالی نے اس قطعہ شہر کو اپنے واسطے منتخب کرلیا تہا بیحیائی اور بے شرمی ان معاملات میں عام تہی جو ایسی زندگی سے تعلق رکہتی تہیں جنکی ابتدا اور خاتمہ صرف نفس پرستی اور شراب نوشی پر ہوتی تہی اور جنکے نتایج اکثر اوقات ایک وسیع سلسلہ نسل انسانی کو تلف کردیتے تہے۔ خود خاندان شاہی اور تمام امرا کی عورتیں اس بلا میں مبتلا تہیں۔ ایک جام شراب پر زناکاری میں کامیابی حاصل کرلینا اس زمانہ میں کچہہ بہی مشکل نہیں تہا۔ اکثر مورخین لکہتے ہیں کہ عورتوں اور مردوں کے لباس میں جسقدر فرق تہا وہ صرف ٹوپی سے تمیز ہوسکتا تہا کہ نینوا کے باشندوں میں مردونکی ٹوپیاں مخروطی ہوتی تہیں اور عورتوں کی ٹوپیاں بالکل سر پر منڈہی ہوئی معلوم ہوتی تہیں تاہم عورتوں کو اپنے لباس میں طرح طرح کی اختراع اور ایجادوں کی جانب بڑی توجہہ تہی جس سے ایک عجیب دلفریبی پیدا ہوجاتی تہی۔ روزانہ گہر کے کاروبار میں عورتیں اور مرد اکثر دونو شریک ہوتے تہے اور عورتونکو جسقدر آزادی اپنے معاملات خانگی میں تہی اسکی وجہہ صرف یہی تہی کہ وہ گہر کے تمام کاروبار مرد کی نسبت بہت زیادہ انجام دیتی تہیں۔

یہہ امر بہی اکثر تاریخوں سے ثابت ہے کہ باشندگان نینوا بہ نسبت کاشتکاری کی صنعت اور تحصیل علوم کو زیادہ پسند کرتے تہے اور اسکی تصدیق اسبابات سے بخوبی ظاہر ہوتی ہے کہ سوائے ایک خاص گروہ کے جو فلاحین مصر کے مانند صرف کاروبار زراعت میں مصروف رہتا تہا اور اکثر طبقہ کے اشخاص کے متعلق اس قسم کے آثار قدیمہ کی موجودگی بیان کیجاتی ہے جو انکی عالی ذہنی اور قوت متفکرہ اور نہایت حدت فہم پر دلیل واضح ہے۔

فن تعمیرات میں انکو اس زمانہ میں جیسے اعلے درجہ کی دستگاہ حاصل تہی وہ انکے ان صنایع سے ظاہر ہے جنکی بابت تمام تواریخ قدیمہ نہایت اعلان کے ساتھہ شہادت دے رہی ہیں۔ علوم متداولہ میں سے اکثر علوم یہاں کے لوگوں کی خاص ایجادونمیں سے یقین کیے جاسکتے ہیں اور چند ذرایع تحقیق سے یہہ امر بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ انہیں اسی زمانہ میں سلسلہ تصنیف جاری ہو چکا تہا اور بہت سی کتابیں مختلف علوم میں انکی زبان میں تصنیف ہو چکی تہیں۔ جنکی بابت بیان ہے کہ وہ خط ظاہری میں تانبے اور لوہے کے پتروں پر لکھی گئی تہیں۔ اور گو کاغذ کا وجود اسوقت میں مشتبہ ہو اور قلم دوات زمانہ حال کی طرح ایسے نہایت ہی قدیم زمانہ مین سہولت انسانی کی غرض سے نہ ایجاد ہوی ہوں لیکن اس بات کے خیال کرنے سے ایک محقق مورخ کو کمال حیرت ہوتی ہے کہ اہل نینوا اپنے ہر قسم کے خیالات اظہار اور انکے اظہار کی حفاظت کیسے عجیب ذریعوں سے کرتے تہے انہوں نے علامات اور نشانات ہر قسم کے خیالوں کے متعلق باہم قرار دے لیے تہے جو رفتہ رفتہ اسدرجہ پہنچی کہ مقامات دور دست میں انسانی ضروریات کے لیئے ایک عجیب طریقہ سے سہولت کا سلسلہ قایم ہوگیا تہا۔ انکی رسم الخط پر غور کرنے سے یہہ امر دریافت ہوتا ہے کہ اسکے پہلے کوئی ذریعہ اظہار خیالات کا انسانی طبقات عام میں نہیں جاری تہا۔ کیونکہ جہانتک خیال کیا جاتا ہے یہہ ذریعہ جس سے اپنے خیالات کا اظہار ایک شخص دوسرے شخص سے باشندگان نینوا میں سے کرتا تہا تو وہ بالکل ان رواسم خطوط سے جداگانہ ہیں جو انکے بعد بتدریج گروہ انسانی میں ایجاد اور رایج ہوتے رہے وہ جسوقت کسی خیال کو ظاہر کرتے تہے تو اسکی اکثر غالب اجزا کی تصویریں بنا دیتے تہے جو رموزات ذہنی تصور کیئے جاسکتے ہیں اور جنکے سمجھنے میں اگرچہ ابتداً کوئی دقت واقع ہوتی ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ بتدریج اس طریقہ اظہار خیالات کو بڑی ترقی ہوتی چلی اور جو عرصہ دراز تک اپنی تکمیل پہونچتی رہی یہ امر نہایت حیرتناک ہے کہ کسطرح انکے دل میں یہہ خیال پیدا ہوا کہ اپنے تمام تعلقات کے لیئے ایسا کوئی ذریعہ ایجاد کریں جو ہماری ضروریات کی آسانی کے واسطے ایک بہترین واسطہ ہو کیونکہ ایسے حالت کے عدم موجودگی سے انکو یہہ کامل یقین ہوگیا تہا کہ نسل انسانی ایک ایسی صفت کی واقفیت سے محروم ہو جو اسکی نہایت زبردست مشکلات

اور حاجات کو کیسے عجیب طریقہ سے رفع کر سکتی ہے۔ اُنہوں نے ابتدأً شاید کچھہ معمولی ذریعے اظہار خیالات کو رواج دیا اور اِسکے بعد اسطرف توجہہ کی کہ انکے سب مہتم بالشان معاملات اور عظایم امور جو اکثر حالتوں میں یا تو ناقص رہتے تہے اور قطعاً دور مقامات پر ہونے یا کسی قسم کی خاص مصالح کے باعث سر انجام نہیں پا سکتے ہیں وہ کیونکر بہ آسانی تکمیل کو پہنچ سکتے ہیں۔

اور یہہ حالت ایسی مشکل تہی جو ابتدائے زندگی میں کسی طرح حل ہو جانے کی قابلیت سے محروم سمجھی گئی تہی مگر جیسی عجیب طریقہ سے اِسکو سہل کر لیا گیا قابل تعریف ہے یہہ خط مرموزہ ہر ایک قسم کی ضرورت اور خیال کے متعلق جزؤاً اور کلیتہ ظاہر کیے جاتے تہے فرض کیجئے کہ ایک شخص کو یہہ خیال ظاہر کرنا ہوتا تہا کہ دشمن اُس پر رات کے وقت چاندنی میں دریا اُتر کر حملہ کرنیوالا ہے۔ تو اِسکی تصویر اِس طرح بنائی جاتی تہی جو مکتوب الیہ کی سمجھ میں بہی آسانی سے آجاتی تہی یعنے اِس تحریر میں اول چاند اور اِسکے بعد چند آدمیوں کی صورت اور اِس کے بعد دریا اور کشتی اور پانی تصویر بنا دیتے تہے۔ اگرچہ ہمارا یہہ بیان مورخین قدیم کی اکثر صحیح تحقیقاتوں کا اقتباس ہے لیکن ہمیں اِس سے انکار نہیں ہے کہ اہل نینوا میں اِسکے سوا اور بہی کوئی خط ہو یا اِس خط کا قطعاً وجود نہو بلکہ اور کوئی ذریعہ اِس قسم کے اظہار خیالات کا ہو لیکن اِس شخص سے کسی حال میں انکار نہیں کیا جا سکتا کہ باشندگان نینوا کو تحریر کے ذریعہ جسقدر آسانی سے اظہار خیالات میں انسان کو ہوتی ہے اِس سے بہت اچہی طرح واقف ہوگئی گو یہ بات دریافت کرنا مشکل ہے کہ یہہ خیال انکے دل میں کس طرح پیدا ہوا تہا اور اِسکی عملدر آمد اور تکمیل تحریک کس بنیاد پر ہوئی تہی۔

بہرحال یہ امر اکثر قراین اور قدیمی روایتوں سے بخوبی ثابت ہے کہ خط کی ایجاد تمام گروہ انسانی اور کم سے کم اِن ممالک میں باشندگان نینوا نے کی تہی اور اِس طریقہ سے جسقدر فائدہ اُنہوں نے اُٹہایا وہ بہ نسبت اِس احسان کے بہت کم ہے جو اِس طریقہ اظہار خیالات کی ایجاد سے تمام بنی نوع انسان پر اُنہوں نے ایک ایسی نہایت ابتدائی اور تاریک زمانہ میں کیا ہے جبکہ نسل انسانی بالکل اپنی ضرورتوں کے رفع کرنے میں ایک معمولی طبیعت سے کام لیتی تہی اور جو قطعاً اِس بات سے ناواقف

ہے کہ علاوہ کلمہ و کلام اور باہم گفتگو کرنے کے انسانی خیالات کے تبادلہ کا اور بھی کوئی نہایت ضروری اور کارآمد ذریعہ ہے جسکی بدولت دنیا میں بڑے بڑے معاملات اور نہایت اہم امورات بلا دقت و مشکلات انجام پایا کینگے۔ بہرحال یہہ عام حالت اہل نینوا کی طرز معاشرت کی تھی جسکو مورخین نے مختلف صورتوں میں بیان کیا ہے اور ہمارا خیال ہے کہ اگر اس اختلاف کی نوعیت پر غور کیا جائے تو چنداں قابل اعتراض بھی نہیں ہے کیونکہ جس زمانہ میں یہہ تاریخ لکھی گئی ہے وہ انسانی نسل کیلئے ایک نہایت سادہ اور صاف موسم طلوع ستارۂ تہذیب کا تھا اور جبکہ دنیا ہریالی کو اپنا لباس اور جڑی بوٹی کو اپنی غذا اور پہاڑوں کی غاروں میں جانوروں کی طرح زندگی بسر کرنے کو ایک نہایت عمدہ حالت اپنی خلقت کی سمجھتی تھی۔ اور جبکہ اس بات کا وجود بہ استثنا بعض قطعات دنیا کی کہیں نہیں پایا جاتا ہے کہ مہذبانہ طور سے کیونکر انسانی دنیا میں آسکتا ہے۔ اگر نہایت عمیق نظر اہل نینوا کے غرور اور انکی شدید بت پرستی اور انکی اس عجیب و غریب قوت ذہنی کے نتائج پر ڈالی جائے تو ایک مورخ کو عجیب حیرت اور عبرت دامنگیر ہوتی ہے کیونکہ جبکہ ایسی عقل کسی گروہ انسانی میں موجود ہو تو اسکا ایسی حالت گمراہی اور خرابی افعال میں مبتلا ہو جانا جیسے کہ اہل نینوا کی نہایت مذموم صفات تھے فطرت انسانی کی ایک نہایت ابلہانہ طرز عمل کو پیش کرتا ہے اور بعض مورخین کا یہہ خیال نہایت صحیح ہے کہ صرف اس قسم کے نتائج کے باعث جنکا سرچشمہ عجیب و غریب صنائع و بدائع تھے اُن میں اہل نینوا کے قوائے ذہنی کا مدار سمجھا جا سکتا ہے مذکورہ گروہ انسانی اپنی ہستی اور حالت خلقت کو بالکل بھول گیا تھا اور نہ صرف اسنے اپنی ہستی کو فراموش کر دیا تھا بلکہ اُسنے اس ذات عظیم القدر کو بھی بالکل اپنے صفحہ ذہن سے محو کر دیا تھا کہ جسکے ایک لمحے حکم سے ایسے عظیم الشان دنیا اور یہہ نبات عالم ظہور میں جلوہ گر ہوئی ہے۔ اور پھر اس غرور نے انکی غفلت کو اسقدر ترقی دی کہ وہ ایک خدائے حقیقی کی پرستش کے بجائے کروڑوں دیوتاؤں کی پرستش کرنے لگے اور آخر اس بت پرستی کی پاداش میں انکو پیشگاہ رب جلیل سے وہ سزا دیگئی جو نہایت موزوں و مناسب تھی اور نہ صرف انکے جسموں کو اس تباہی کا مزا چکھایا گیا بلکہ انکی نسل اور گروہ بالکل بے نشان ہوگئے اور انکے حکمران اشخاص کا نام بھی اب کوئی نہیں جانتا ہے اور خود شہر نینوا جسکی تعمیر

پر ایسے باشندوں کو ایک نہایت نفرت انگیز فخر و ناز تہا وہ ایسا نیست و نابود کیا گیا کہ اگر اسوقت اسبات کی تحقیقات کیجائے کہ دراصل شہر مذکور کس مقام پر آباد تہے تو کوئی صحیح نشان اس خیال اور تحقیق کے اطمینان کے واسطے نہیں ملسکتا ہے۔ بہرحال یہہ ایک نہایت ہی عبرتناک حالت ان دو شہروں کی تہی جسکی مثال ہر اعتبار سے اسوقت دنیا میں نہیں ملسکتی ہے اور جسپر غور و فکر کرنے سے ہر ایک اہل بصیرت کو عمدہ سبق حاصل ہوتا ہے۔

URDU STACKS

۹۳۵۶۴ ع ۲۴ ب

This book is due on the date last stamped. A fine of 1 anna will be charged for each day the book is kept over time.